

فرمانروایان اسلام

ڈاکٹر غلام جیلانی برق



فرمانروایانِ اسلام

(لین پول)

مترجم
ڈاکٹر غلام جیلانی برق

ناشران و تاجرانِ کتب
عزلی شریک اردو بازار لاہور

الفیصل

923.1 Barq, Ghulam Jilani
Farmarawayan-e-Islam/ Ghulam Jilani
Barq.- Lahore: Al-Faisal Nashran, 2012.
306p.

1. Sawaneh

I. Title Card.

ISBN 969-503-836-0

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

جنوری 2012ء

محمد فیصل نے

آر۔ آر پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

قیمت:-/300 روپے

AL-FAISAL NASHRAN

Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore, Pakistan
Phone: 042-7230777 & 042-7231387
<http://www.alfaisalpublishers.com>
e.mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

فہرست

صفحہ	شمار	نام	صفحہ	شمار
41	۱۲	امرائے تہجیبی دہی ہود (سرقسطہ)	7	جد اول۔ ممالک اسلامی
42	۱۳	امرائے دانیہ		حرف اول
43	۱۴	بنی نصر (غرناطہ)	9	مقدمہ مولف
47		باب سوم (شمالی افریقہ)	19	مقدمہ مطبع جدید
48	۱۵	ادارہ (مراکش)		باب اول (خلفاء)
49	۱۶	بنی اغلب (تونس وغیرہ)	21	۱۔ خلفائے راشدین
51	۱۷	بنی زیری (تونس)	25	۲۔ خلفائے اموی
52	۱۸	بنی حماد (الجزائر)	29	۳۔ خلفائے عباسی
53	۱۹	مراہطین (مراکش وغیرہ)	33	باب دوم (اسپانیہ)
56	۲۰	موحدین (شمالی افریقہ وغیرہ)	34	۴۔ اندلس کے اموی خلیفے
59	۲۱	بنی حفص (تونس)	37	۵۔ بنی حمود (مالقہ)
62	۲۲	بنی زیان (الجزائر)	38	۶۔ بنی حمود (الجزیرۃ الخضراء)
65	۲۳	امرائے بنی مرین (مراکش)	39	۷۔ بنی عباد (اشبیلیہ)
67	۲۴	شرقائے مراکش	39	۸۔ بنی زیری (غرناطہ)
67		الف۔ شرقائے حسی	40	۹۔ بنی جہور (قرطبہ)
68		ب۔ شرقائے قلابی	40	۱۰۔ بنی ذی النون (طلیطلہ)
			41	۱۱۔ بنی عامر (دلشبیہ)

صفحہ	شمار نام	صفحہ	شمار نام
111	باب ششم (شام و الجزیرہ)	73	باب چہارم (مصر و شام)
114	۲۳۔ بنی حمدان	73	۲۵۔ بنی طولون
116	۲۴۔ آل مرداس	74	۲۶۔ آل اشید
120	۲۵۔ بنی عقیل	75	۲۷۔ فاطمی
122	۲۶۔ بنی مردان	79	۲۸۔ ایوبی
123	۲۷۔ بنی مزید	87	۲۹۔ ممالیک
127	باب ہفتم (ایران و ماوراء النہر)	92	۳۰۔ خدیوان مصر
128	۲۸۔ بنی ولف	96	باب پنجم (یمن)
129	۲۹۔ بنی ساج	97	۳۱۔ بنی زیاد
130	۵۰۔ علویان طبرستان	98	۳۲۔ بنی یعفور
131	۵۱۔ آل طاہر	99	۳۳۔ بنی نجاح
132	۵۲۔ صفاری	100	۳۴۔ بنی ضلیح
133	۵۳۔ سامانی	101	۳۵۔ بنی حمدان
136	۵۴۔ ترکستان کے ایلیک خانی	102	۳۶۔ بنو مہدی
138	۵۵۔ آل زیار	103	۳۷۔ بنی زریج
139	۵۶۔ بنی حسویہ	104	۳۸۔ ابوہیان یمن
140	۵۷۔ آل بویہ	105	۳۹۔ رسولیان یمن
144	۵۸۔ دیلمہ کاکویہ	107	۴۰۔ بنی طاہر
147	باب ہشتم (سلاجقہ)	108	۴۱۔ امامان رشی
148	۵۹۔ سلاجقہ	109	۴۲۔ امامان صنعا

صفحہ	شمار	صفحہ	شمار
172	۶۸۔ امرائے ہزارا پسی	150	د۔ سلاہقہ بزرگ
174	۶۹۔ خوارزم شاہی	151	ب۔ سلاہقہ کرمان
176	۷۰۔ قتلخ خانی	152	ج۔ سلاہقہ شام
	باب دہم (سلجوقیوں کے	152	د۔ سلاہقہ عراق و کردستان
179	جانشین ایشیائے خورد میں)	154	۶۰۔ امرائے دانشمندیہ
	۷۱۔ امرائے کراسی	158	باب نہم (اتابک)
	۷۲۔ امرائے سردخان	159	۶۱۔ آل بوری (اتابکان دمشق)
	۷۳۔ امرائے آیدین	160	۶۲۔ امرائے زنگی
	۷۴۔ امرائے من تشا	161	د۔ اتابکان موصل
	۷۵۔ امرائے حمید	162	ب۔ اتابکان شام
	۷۶۔ امرائے قرمان	162	ج۔ اتابکان سنجر
	۷۷۔ امرائے کرمیاں	162	د۔ اتابکان الجزیرہ
	۷۸۔ امرائے تلک	164	امرائے بگ تکینی
	۷۹۔ امرائے قزل احمدلی	165	۶۳۔ اُرتقیہ
	۸۰۔ سلاطین عثمانی	166	۶۴۔ ا۔ اُرتقیہ کیفا
195	باب یازدہم (مغل)	167	ب۔ ماروین
198	۸۱۔ قاآنان اعظم	168	۶۵۔ شاہان ارمینیہ
205	۸۲۔ ایلخانان ایران	169	۶۶۔ اتابکان آذربائیجان
210	۸۳۔ خانان سیر اردو	170	۶۷۔ سلغریان یا اتابکان فارس
218	۸۴۔ خانان کریمیا (یا قرم)		

صفحہ	شمار	صفحہ	شمار
	باب چہارم	227	۸۵۔ خاندان چغتائی
265	(ہندوستان و افغانستان)	231	باب دوازدهم (ایران)
267	۱۰۳۔ غزنوی	231	۸۶۔ آل جلائر
271	۱۰۴۔ غوری	234	۸۷۔ آل مظفر
274	۱۰۵۔ سلاطین دہلی	235	۸۸۔ سرداران
281	ہندوستان کے علاقائی سلسلے	236	۸۹۔ امرائے کرت (ہرات)
282	۱۰۶۔ امراء و سلاطین بنگال	238	۹۰۔ امرائے قراویون لو
287	۱۰۷۔ سلاطین شرقی جوہور	239	۹۱۔ آق قویون لو
287	۱۰۸۔ شاہان مالوہ	242	۹۲۔ صفویہ
289	۱۰۹۔ سلاطین گجرات	243	۹۳۔ افغنہ
291	۱۱۰۔ سلاطین خاندیس	243	۹۴۔ افشاریہ
292	۱۱۱۔ سلاطین دکن	243	۹۵۔ زندیہ
295	۱۱۲۔ عماد شاہی	244	۹۶۔ قاچاریہ
296	۱۱۳۔ نظام شاہی	248	باب سیزدہم (ماوراء النہر)
296	۱۱۴۔ برید شاہی	249	۹۷۔ تیموری
297	۱۱۵۔ عادل شاہی	254	۹۸۔ شیبانی
297	۱۱۶۔ قطب شاہی	258	۹۹۔ امرائے جانی ہشتر خانی
298	۱۱۷۔ سلاطین مغلیہ	260	۱۰۰۔ امرائے منکیت
304	۱۱۸۔ امرائے افغانستان	261	۱۰۱۔ خانان خیبوہ
		263	۱۰۲۔ خانان خوقند



ابتدائی

ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی تصانیف و تعارف

ڈاکٹر غلام جیلانی برق 1901ء میں لسبال (ضلع انک) میں پیدا ہوئے اور 12 مارچ 1985ء کو اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپ کے والد علاقے کے دینی اور مذہبی عالم تھے۔ ان کا نام محمد قاسم شاہ تھا اور گاؤں میں ایک مسجد میں امامت کرتے تھے۔ اور پھر اس مسجد کو خود اپنے وسائل سے تعمیر کروایا۔ جو ابھی لسبال میں قائم و دائم ہے اور جناب قاسم شاہ صاحب اور انکی اہلیہ اسی مسجد کے احاطے میں مدفون ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نسل در نسل ایک مذہبی و دینی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم دینی مدرسوں میں حاصل کی جس میں مولوی فاضل، منشی فاضل، ادیب فاضل وغیرہ شامل ہیں۔ پھر بائیس سال کی عمر میں میٹرک کیا اور انگریزی تعلیم کی طرف راغب ہوئے۔ عربی میں گولڈ میڈل لیا۔ ایم اے فارسی کیا اور 1940ء میں پی ایچ ڈی کیا۔ اس وقت آپ 37 سال کے تھے۔ اور تھیسس انگلش زبان میں امام ابن تیمیہ لکھا۔ اس کی تصحیح مولانا مودودی سے کروائی۔ پہلے مولوی تھے مسجد میں نماز پڑھاتے تھے پھر 1920ء سے 1933ء تک اسکول ٹیچر رہے پھر 1934ء سے 1957ء تک کالج میں عربی کے پروفیسر رہے۔ آپ کے PHD کا تھیسس HARVARD اور OXFORD یونیورسٹیوں سے پاس ہوا۔ اور یوں آپ مولوی غلام جیلانی سے ڈاکٹر غلام جیلانی برق بن گئے۔ آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کی والدہ نے خواب دیکھا کہ آسمانوں میں پرندے اڑ رہے ہیں اور ان کی چونچوں میں تختیاں ہیں۔ ایک پڑا ڈاکٹر صاحب کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ اور باقی دوسرے بھائیوں کا نام عام حروف میں لکھا ہے۔

آپ کے بڑے بھائی غلام ربانی عزیز بھی پچیس اسلامی کتب کے مصنف تھے اور گورنمنٹ سروس کے آخر میں تصور کالج سے بطور پرنسپل ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ نے کئی کتب کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ اسلام پر تحقیقی کتب لکھیں جس میں اسلام کا طول و عرض حکمائے عالم مشہور ہیں۔ آپ کے سب سے بڑے بھائی نور الحق علوی تھے۔ جو عربی کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ اور نیشنل کالج لاہور میں پروفیسر تھے۔ (1915ء تا 1944ء) اور عربی گرائمر پر مستند عالم سمجھے جاتے تھے۔ علامہ اقبال آپ سے عربی گرائمر اور

عربی تاریخ ادب پر اکثر تبادلہ خیال کرتے اور مشورہ لیتے۔ (میری داستان حیات۔ ڈاکٹر برق) اس کا ذکر ڈاکٹر برق صاحب نے اپنی خودنوشت داستان حیات میں کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے رشتہ دار بھی اسلامی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

جناب غلام ربانی عزیز کو 1982ء میں سیرت طیبہ لکھنے پر آدم جی ایوارڈ بھی ملا تھا۔ سیرت طیبہ پر آپ نے دو کتب تحریر کی تھیں۔ برصغیر میں تین بھائی اور تینوں اسلامی علوم کے عالم۔ یہ جناب قاسم شاہ صاحب اور انکی اولاد کے لئے پاک و ہند میں ایک منفرد عزاز تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے چھوٹے بھائی غلام سخی صاحب بھی تعلیم و تدریس کے شعبہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب اک ہمہ جہت شخصیت اور ایک ادارہ تھے۔ دلکش شخصیت کے مالک اور آنکھوں سے ذہانت عکس ریز تھی۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ کا حلقہ احباب وسیع تھا۔ ان میں مولانا مودودی، ڈاکٹر باقر، ڈاکٹر عبداللہ شورش کاشمیری، پروفیسر اشفاق علی خان، جنرل عبدالعلی ملک (شاگرد) ڈاکٹر فضل الہی (جید عالم) مولانا زاہد الحسنی، مولوی غلام جیلانی، پروفیسر ڈاکٹر اجمل، ڈاکٹر حمید اللہ، پروفیسر سعادت علی خان، عنایت الہی ملک، (مصنف و مولف) میاں محمد اکرم ایڈووکیٹ، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، حفیظ جالندھری، طفیل ہوشیار پوری، جنرل شیریں دل خان نیازی، پروفیسر سعد اللہ کلیم صاحب (مصنف)، کیپٹن عبداللہ خان (مصنف و مولف) صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، شیخ عبدالحکیم، شیخ محمد افضل صاحب سردار امیر اکبر خان (مشہور ایڈووکیٹ) کرنل محمد خان، جنرل شوکت، جنرل شفیق الرحمان، احمد مدیم قاسمی، جسٹس کیانی شامل تھے۔

الفیصل ناشران و تاجران کتب کو یہ اعزاز حاصل ہو گا کہ ڈاکٹر صاحب کی کتب کو اعلیٰ درجے کی لطاعت کا فائدہ متناسب سائز، دیدہ زیب سرورق اور خوب صورت آرٹ و مصوری سے مزین کریں اور قارئین کو پیش کریں۔ ڈاکٹر صاحب کو خوبصورتی، حسن کائنات، جمال، موسیقیت، فنون لطیفہ سے عشق تھا کیوں کہ بقول ان کے اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ ڈاکٹر برق ایک عہد ساز انسان تھے اور مستقبل پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔ ہم ان کی اس خواہش کو پورا کرنے کی حد درجہ کوشش کر رہے ہیں امید ہے ہمارا معیار اشاعت و لطاعت قاری کے ذوق سلیم کے مطابق ہو گا۔ کتاب قاری اور مصنف کے درمیان پل کا کام کرتی ہے۔ اس لئے یہ پل یہ رابطہ حسین سے حسین تر کی جانب سفر کرتا رہے گا۔ (انشاء اللہ)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

ناشر: محمد فیصل

حرفِ اول

لین پول نے اس کتاب کی تصنیف پر بیس برس صرف کیے اور نہایت قابل اعتماد ذرائع سے معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کتاب کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ دنیائے اسلام کے تمام فرمانروا سلسلے جو زمین کے مختلف حصوں پر آج تک حکمران رہے ہیں، یہاں جمع کر دیئے گئے ہیں اور یہ وصف عربی اور فارسی کی کسی اور کتاب میں موجود نہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ کچھ سلسلے رہ بھی گئے ہیں مثلاً ملوک شہانکارہ، ملوک ہرموز سادات مرعشی وغیرہ۔ لیکن وہ اس قدر غیر اہم اور غیر معروف تھے کہ ان کے متعلق معلومات فراہم کرنا مشکل تھا اور غالباً اسی وجہ سے وہ نظر انداز کر دیئے گئے۔ دوسری جنگ کے بعد کئی نئی اصلاحی سلطنتیں ظہور میں آئیں۔ مثلاً انڈونیشیا، ملایا، پاکستان، عراق، کویت، وفاق جنوبی عرب، شام، جارڈن، لیبیا، طرابلس، سوڈان اور کئی افریقی ریاستیں ان کا ذکر اس کتاب میں موجود نہیں۔ کیوں کہ یہ کتاب بہت پہلے کی لکھی ہوئی ہے ان سلسلوں کو ضبط کرنے کے لیے نئی کتاب کی ضرورت ہے۔

فاضل مصنف نے ۱۱۹ سلسلوں کا ذکر کیا ہے اور ہر سلسلے کے متعلق تین باتوں کا خاص التزام کیا ہے۔

اول۔ ان اسباب کا سراغ لگایا جو اس سلسلے کے ظہور و عروج کا باعث بنے۔

دوم۔ اس سلسلے کے تمام فرمانرواؤں کے نام بہ ترتیب جلوس و بہ قید سنین ہجری و عیسوی درج کیے۔

سوم۔ اور ہر سلسلے کے آخر میں اس کا مکمل شجرہ نسب دے کر یہ بھی بتا دیا کہ ترتیب جلوس میں اس کا نمبر کیا تھا۔ بدیگر الفاظ اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ پوری صحت، جامعیت اور اختصار کے ساتھ ان چند سو صفحات میں آگئی ہے۔ یہ امتیاز صرف اسی کتاب کو حاصل ہے کہ مکمل ہونے کے

علاوہ صحیح بھی ہے اور مختصر بھی، ورنہ اکثر تاریخوں کے واقعات مشتبه اور سنین غلط ہوتے ہیں اور ایک محقق ان پر اعتماد نہیں کر سکتا۔

مترجم کا اضافہ

(۱) مصنف نے ۱۸۹۳ء تک کے واقعات کا ذکر کیا تھا، میں نے حواشی میں یہ سلسلہ ۱۹۶۳ء تک پہنچا دیا ہے۔ (۲) اصل کتاب کی بعض تاریخیں اہل مطبع کی غفلت کی وجہ سے غلط درج ہو گئی تھیں انہیں صحیح کر دیا ہے۔ (۳) اور رجال و اماکن کے متعلق پاورق میں تشریحی نوٹ دے دیے ہیں۔ ان تشریحی حواشی، شہور و سنین کی اس تصحیح اور واقعات کے اس اضافے کے بعد یہ ترجمہ اصل کتاب سے بھی زیادہ مفید بن گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہندو پاکستان کے محققین اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

باقی زبانوں میں تراجم

گو یہ کتاب حجم کے لحاظ سے چھوٹی ہے لیکن دنیا کے علم میں اس قدر شہرت حاصل کر چکی ہے کہ مشہور مستشرق برہلڈ نے اس کا روسی زبان میں، خلیل اوہم نے ترکی میں اور عباس اقبال نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح مشہور مستشرق زنبار Zanibour نے تاریخ اسلام کے متعلق جو نسب نامہ تیار کیا تھا۔ اس کا ماخذ بھی یہی ہے۔ بحمد اللہ کہ آج اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی تیار ہو گیا ہے اور طلبہ ہندو پاکستان کی ایک بہت بڑی ضرورت پوری ہو گئی ہے۔

کیمبل پور

۲۰۔ جون ۱۹۶۷ء

والسلام

برق

مقدمہ مؤلف

میں نے برٹش میوزیم میں بیس برس تک اسلامی سکول کے متعلق تحقیق کی اور یہ کتاب اسی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ جب میں اپنی کتاب ”فہرست سکوکات شرقی و ہندی“ کی تیرہویں جلد لکھ رہا تھا تو مجھے بار بار تاریخی فہرستوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا۔ انگریزی میں اس فن پر صرف ایک ہی ماخذ تھا۔ یعنی پرنسپ Princep کی تاریخی فہرستیں۔ جنہیں ایڈورڈ تھامس نے طبع کیا تھا۔ دورانِ تحقیق مجھے معلوم ہوا کہ پرنسپ کی یہ فہرستیں بعض مقامات پر غلط ہیں۔ چنانچہ صحیح اسما و سنین حاصل کرنے کے لیے مجھے اسلامی ماخذ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ ”فہرست مسکوکات“ کے مقدمہ میں جس قدر اسلامی سلاطین اور ان کے سلسلوں کا ذکر آیا ہے وہ خاص مشرقی ماخذ سے حاصل کیے گئے ہیں۔ عموماً میں سوچا کرتا تھا کہ اگر ان سلسلوں کو علیحدہ کتابی صورت میں طبع کر دیا جائے تو یقیناً مفید رہے گا۔ چنانچہ فہرست مسکوکات کی تکمیل کے بعد سلاطین اسلام کی فہرستوں اور نسب ناموں کو جداگانہ شائع کر رہا ہوں۔

یہاں یہ عرض کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ اس کتاب کے مندرجات ”فہرست مسکوکات“ کی بالکل نقل نہیں ہیں بلکہ اس میں مندرجہ ذیل اضافے کیے گئے ہیں۔

(۱) اس کتاب میں چند ایسے سلسلوں کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے جو ”فہرست مسکوکات“ میں شامل نہیں تھے۔

(۲) اور ہر سلسلے سے پہلے ایک تاریخی مقدمے کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ ان مقدمات میں سلسلوں کے داخلی حالات کا ذکر موجود نہیں بلکہ صرف ان واقعات کا ذکر ہوا ہے جن کا تعلق اس سلسلے کی بقا و فنا سے تھا۔ نیز ہر سلسلے کے اصل و نسب، وسعتِ سلطنت اور مراحلِ عروج و زوال سے بھی بحث کی گئی ہے۔

شروع میں میرا ارادہ ایک مختصر سی کتاب تیار کرنے کا تھا۔ اس لیے تاریخی واقعات نہایت مختصراً بیان ہوئے۔ چونکہ آج تک دنیائے علم میں کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جو مختلف اسلامی فرمانرواؤں کے باہمی تعلقات، ان کے مراتب اور طریق کار پر روشنی ڈالتی اور یہ بتاتی کہ کون کس کا جانشین بنا۔ اس لیے یہ کتاب طلبہ تاریخ کے لیے بہت معتنم ثابت ہوگی، اور میں اپنے طویل تحقیقاتی تجربے کی بنا، پر کہہ سکتا ہوں کہ ایسی کتاب کی شدید ضرورت موجود تھی۔ جو اب پوری ہو گئی۔

طبقات سلاطین دیتے وقت میں نے جغرافیائی ترتیب کو مد نظر رکھا ہے یعنی آغازِ اسپانیہ سے کیا، جو سب سے پہلے خلفائے بغداد کی اطاعت سے آزاد ہوا تھا اور افغانستان و ہندوستان کے ذکر پر کتاب کا خاتمہ کیا۔ صرف ایک آدھ مقام پر جغرافیائی ترتیب کو مجبوراً نظر انداز کرنا پڑا۔ مثلاً اصل کتاب کا صفحہ ۹۸ ملاحظہ ہو۔ جہاں اس ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا۔

ہر سلسلے کا آغاز ایک تاریخی مقدمہ سے کیا گیا ہے۔ بعد میں بادشاہوں کی فہرست اور شجرہ نسب درج ہے۔ ہجری سالوں کے ساتھ عیسوی سال بھی دیے ہیں اور مقدمہ میں جہاں کہیں صرف ہجری سال دیا ہوا ہے، اسے باریک خط میں لکھا گیا ہے تاکہ ہجری و عیسوی میں امتیاز باقی رہے۔ ہر فہرست کے آخر میں خطوط وحدانی کے اندر اس خاندان کا ذکر کیا گیا ہے جو پہلے کا جانشین بنا۔

آغازِ کتاب میں سلاطین اسلام کے دو جدول لکھے گئے ہیں۔ ایک میں عہدِ خلفاء کا ذکر ہے اور دوسرے میں ان سلاطین کا جو خلفاء (امیہ و عباسیہ) کے بعد آئے۔ ان جداول سے ہر سلطنت کی وسعت و حالت معلوم ہو سکتی ہے۔ جو لوگ فنِ سکھ شناسی سے دلچسپی رکھتے ہیں، وہ ان جداول سے فوراً معلوم کر سکتے ہیں کہ کس سلسلہ کا کس زمانہ میں سکھ چلتا تھا۔ علاوہ ازیں مختلف خاندانوں کی حدودِ سلطنت، جغرافیائی لحاظ سے ان کا مقام، باہمی روابط اور مختلف ولایات و ممالک میں کون کس کا جانشین بنا۔ یہ سب وہ مسائل ہیں جو ان جداول سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

خلفائے (امیہ و عباسیہ) کی حدودِ سلطنت مغرب میں اندلس اور مشرق میں کنانہ جھوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ خلافت کا زوال اس کے انتہائی نقطوں سے شروع ہوا۔ سب

سے پہلے سلاطین قرطبہ خلفائے مشرق کے حلقہ اطاعت سے آزاد ہوئے۔ اس کے بعد ادرسیہ، بنی، غلب، بنی طولون، آل، انشید اور فاطمی خلفاء نے نہ صرف آزادی کا علم بلند کیا بلکہ خلافت بغداد کے مقابلہ میں اپنی خلافت قائم کر لی۔

اسی زمانے میں طاہری، صفاری، سامانی اور ویلیسی (آل زیاد و بویہ) خلافت کے شرقی نقطے یعنی کنار جیچوں سے ابھرے اور بڑھتے بڑھتے بغداد کے قریب جا پہنچے۔ یہاں تک کہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۳۲۳ھ (۱۹ دسمبر ۱۹۳۵ء) کو ویلیسی بغداد میں داخل ہو گئے اور عنانِ اختیارات سنبھال لی۔ خلیفہ کا اثر صرف قصرِ خلافت تک محدود رہ گیا اور بعض اوقات محل میں بھی ویلیسیوں ہی کی بات مانی جاتی تھی اور خلیفہ عضوِ معطل بن کر رہ گیا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد ترکوں کے گروہ اسلامی ممالک میں داخل ہونے لگے۔ غزنویوں نے افغانستان میں طرح سلطنت ڈالی، سلجوقیوں نے حدود مملکت ہرات سے بحیرہ روم تک وسیع کر لیں اور بخارا سے مصر تک کے تمام ممالک زیرِ نگیں کر لیے۔ جب سلجوقیوں کو زوال آنے لگا تو اتا بکوں یا سلجوقی سپہ سالاروں کے چند ایک سلسلے مختلف منطقوں پر حکومت کرنے لگے۔ مغرب میں شامل دیارِ بکر اور عراق پر اتا بک قابض ہو گئے اور مشرق میں خوارزم شاہیوں نے ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالی جس میں نہ صرف سلجوقیوں کے بیشتر علاقے شامل تھے بلکہ اس کی حدود افغانستان (جس پر پہلے غزنوی اور پھر غوری قابض رہے) تک پھیلی ہوئی تھیں۔

اس کے بعد مشرق پر مرگ و ہلاکت کا ایک طوفان ٹوٹ پڑا۔ یعنی شمالی صحراؤں سے مغلوں کا سیلاب اسلامی ممالک میں داخل ہو گیا اور ہر چیز کو خاک و خون میں ملاتا ہوا آگے نکل گیا۔ مصر میں سلطان صلاح الدین کے غلاموں نے چند اہم سلسلوں کی بنیاد ڈالی اور شمالی افریقہ کے لیے ساحل پر بویروں (بنی مرین، بنی زیان و بنی حفص) نے چند سلطنتیں قائم کر لیں۔ اوہرا ندلس میں عیسائیوں نے مسلمانوں سے سلطنت چھین لی۔

تو یہ ہیں وہ واقعات جن پر پہلا جدول مشتمل ہے دوسرے جدول میں مغلوں کے حملے سے لے کر اب تک کے واقعات درج ہیں۔

جداول کی ترتیب یوں ہے کہ دائیں طرف انچ انچ کے فاصلہ پر قرن دکھائے گئے ہیں اور اوپر ممالک سے۔ آغاز ۱۴۱ھ سے کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں حدود سلطنت اس تیزی سے بدلتی رہیں اور جغرافیائی حالات میں وہ مدوجزر تھا کہ کوئی تسلی بخش جدول کھینچنا آسان نہ تھا۔ اس لیے خلفائے اموی سے ابتدا کی گئی۔

ہم نے یہ کوشش تو کی ہے کہ ہر ملک کے نیچے اس کے تمام خاندانوں اور سلسلوں کا ذکر آجائے لیکن ہر سلطنت کی جغرافیائی وسعت کو دکھانے سے ہم قاصر رہے ہیں۔ ہماری سب سے بڑی کوشش یہ تھی کہ زمان و مکان کے لحاظ سے کسی سلسلے کا ذکر اس کے اصلی اور صحیح مقام پر ہو لیکن بعض مقامات پر ترتیبی مشکلات اور قلتِ گنجائش کی وجہ سے ہم اس شرط پر بھی قائم نہ رہ سکے۔ چونکہ ترکوں اور مغلوں نے دنیا کے افکار میں کوئی اضافہ نہیں کیا تھا، اس لیے جداول میں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی۔

جداول میں کہیں کہیں مشہور بادشاہوں اور خلیفوں کے نام بھی دے دیئے گئے ہیں اور یہ عموماً اس صورت میں کیا گیا ہے۔ جب کسی فرمانروا کے نام سے محققین یورپ آگاہ تھے۔ مشرقی فرمانرواؤں کے نام اس قدر طویل ہوتے ہیں کہ یورپ کے ایک طالب علم کو عموماً پتہ نہیں چل سکتا کہ مشرق میں فلاں بادشاہ کس نام سے مشہور ہے۔ اوائل اسلام میں مردوں کے نام بسیط اور زیادہ سے زیادہ دو لفظوں سے مرکب ہوا کرتے تھے۔ مثلاً محمد، احمد اور عمر جن کے ساتھ کبھی کنیت شامل ہو جاتی تھی۔ مثلاً ابوالحسن وغیرہ اور کبھی والد کا نام بڑھا دیا جاتا تھا۔ مثلاً احمد بن طولون۔ نام لکھتے وقت کنیت کو حذف کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ابوبکر کے ساتھ نہ خلیفہ کا لفظ بڑھانے کی ضرورت ہے نہ والد کا نام لکھنے کی۔ بعض سلسلے ایسے بھی ہیں، جن میں کئی بادشاہ ہمنام ہیں۔ ایسی صورت میں امتیاز کی خاطر کنیت اور والد کا نام درج کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر کسی سلسلے میں ایک نام کا ایک ہی فرمانروا ہو مثلاً احمد طولونی (احمد بن طولون) یا موسائے اول زیانی (ابوجو) تو پھر کسی امتیازی علامت کی ضرورت نہیں۔

لیکن کچھ عرصہ بعد سلاطین نے اپنے ناموں کے ساتھ آرائشی یا مذہبی القاب لگا لیے۔ مثلاً

نورالدین و ناصرالدین وغیرہ اسماء سے پہلے اور المنصور۔ السعید و الرشید ناموں کے بعد۔ ہارون کو اہل یورپ Asron کہتے ہیں اور اہل اسلام ہارون الرشید۔ اسی طرح صلاح الدین ایوبی کو مغرب میں Saladin کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور مشرق میں الملک الناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب۔ جن بادشاہوں کے نام لمبے چوڑے ہوں وہ یا تو اپنے مشہور لقب سے پکارے جاتے ہیں اور یا اس لقب سے جو والدین کی طرف مضاف ہو۔ مثلاً صلاح الدین ایوبی کے بھائی کو العادل و الملک بھی کہا جاتا ہے اور سیف الدین بھی۔

اتابکان موصل اپنے ذاتی ناموں سے بھی پکارے جاتے ہیں اور ان کے القاب بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ان فرمانرواؤں کے القاب اس قدر مشہور ہیں کہ صرف لقب ہی کافی ہیں۔ مثلاً عماد الدین زنگی و عز الدین مسعود۔

اس کتاب کی فہرستوں میں عموماً کنیت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اس لیے پہلے جزو کو ذاتی نام ہی تصور کیا جائے۔ جس صورت میں کہ کئی بادشاہوں کا لقب ایک ہی ہو، وہاں ذاتی نام کا ذکر ضروری ہے۔ مثلاً مملوکان (مصر) میں آٹھ فرمانرواؤں کا لقب المنصور تھا۔ اب ان میں امتیاز کی صورت یہی ہے کہ ان کے ذاتی نام بھی ساتھ درج ہوں۔ مثلاً المنصور تلامدون۔ المنصور لاجپین وغیرہ۔

اگر میں یہاں ان تمام مآخذ کا ذکر کروں جہاں سے یہ معلومات حاصل کیے گئے ہیں تو ایک پورے کتب خانے کی فہرست دینا پڑے گی۔ اس لیے کہ ایک مستشرق کو ایسی کتاب لکھنے کے لیے بے شمار مآخذ استعمال کرنا پڑتے ہیں۔ میں نے عام معتبر اسلامی تاریخوں اور چند خاص تاریخی تصانیف اور ان مضامین سے فائدہ اٹھایا ہے جو علمی رسائل میں ایشیا اور ایشیا کے سکوں پر شائع ہونے تھے۔ جہاں کہیں میں نے خاص کتاب سے کوئی خاص اطلاع حاصل کی ہے۔ وہاں پاورق میں اس کا حوالہ دے دیا ہے۔

اس کتاب کی بنیاد سکوں پر رکھی گئی ہے اور مسکوکات ہی وہ معیار ہے جس سے ہم تاریخی معلومات کی صحت اور عدم صحت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس لیے اس کتاب کی اہمیت میں کوئی کلام

نہیں رہ سکتا۔ چونکہ یہ تصنیف اسماء و جداول سے لبریز ہے اور طباعت کی اغلاط سے اس کا محفوظ رہنا مشکل ہے۔ اس لیے میں ممنون ہوں گا اگر کوئی صاحب غلطیوں سے مجھے آگاہ فرمائیں گے تاکہ نئے ایڈیشن کے بعد ان جداول کو استعمال کرنے والے حضرات لغزش سے بچ جائیں۔

سٹینلی لین پول

(یکم اکتوبر ۱۸۹۳ء)

-
- ۱۔ ترجمہ میں یہ امتیاز قائم نہیں رکھا گیا۔ بلکہ سال عیسوی کو سال ہجری کے بعد خطوط وحدانی میں لکھ کر اوپر کی علامت ڈال دی گئی ہے۔
- ۲۔ یہ جدول ترجمہ میں شامل نہیں کیے گئے۔
- ۳۔ ممالک کے ذیل میں کئی خاندان دیے گئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خاندان ان ممالک میں پیدا ہوئے تھے۔ کس زمانے میں پیدا ہوئے؟ اس امر کے لیے اعداد و قرون پر نگاہ ڈالیں۔ جس عدد کے سامنے کسی خاندان کا ذکر ہوگا، وہی اس کا زمانہ ظہور ہوگا۔
- ۴۔ اصل کتاب میں یہ پیرا گراف پہلے ہے اور اوپر والا پیچھے تھا۔ مضمون میں تسلسل قائم رکھنے کے لیے ہم نے ترجمے میں ترتیب بدل دی ہے۔

مقدمہ طبع جدید ۱۹۲۵ء

از مؤلف

یہ کتاب کنسٹیبل constable کمپنی لندن نے ۱۸۹۳ء میں طبع کی تھی۔ پہلا ایڈیشن مدت سے ختم ہو چکا تھا لیکن تاریخ مشرق کے طلبہ، یورپ کے سکھ شناسوں اور سب سے بڑھ کر علماء امریکہ کی طرف سے اس کی مانگ جاری تھی۔ اس لیے پہلے ایڈیشن کا عکسی نسخہ تیار کر لیا گیا۔ چونکہ عکسی نسخے میں اصلاح و اضافے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس لیے میں نہ تو ایڈورڈ سخاؤ Edw. Sachao سر ڈینی سن راس Sir. Denison Ras اور سر ولزلی ہیگ کی تازہ تحقیق سے فائدہ اٹھا سکا اور نہ ایشیائے خورد، شمالی ایران اور دکن کے بعض سلسلوں کا ذکر کر سکا ان نقائص کے باوجود مجھے امید ہے کہ یہ نسخہ بھی پہلے کی طرح مفید ثابت ہوگا۔

لین پول

یکم اگست ۱۹۲۵ء

باب اول

پہلی صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک
(ساتویں صدی عیسوی سے تیرہویں صدی عیسوی تک)

۱۔ خلفائے راشدین

۲۔ اموی

۳۔ عباسی

باب اول

خلفاء

(ساتویں صدی عیسوی سے تیرہویں صدی عیسوی تک)

جب ۶۳۲ء میں پیغمبر اسلام ﷺ کا وصال ہو گیا تو آنحضرت کے خسر جناب ابو بکرؓ خلیفہ

منتخب ہوئے۔ آپ کے بعد عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ بالترتیب مسندِ خلافت پر فائز ہوئے۔ یہ چاروں فرمانروا خلفائے راشدین کہلاتے ہیں۔ ان میں سے کسی صاحب نے بھی موروثی سلطنت کا سلسلہ قائم نہیں کیا۔

۴۰ھ (۶۶۱ء) میں حضرت علیؓ کی وفات کے بعد جناب معاویہؓ (جو امیہ کی نسل سے تھے اور قریش خاندان سے تعلق رکھتے تھے) تختِ خلافت پر متمکن ہوئے اور خلفائے اموی کے سلسلے کی بنیاد ڈالی۔ ان خلفاء کی تعداد چودہ تھی اور پایہ تخت دمشق تھا۔ گو ۱۳۲ھ (۷۵۰ء) میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ لیکن ان کی شاخ ہسپانیہ میں کچھ عرصے تک حکومت کرتی رہی۔ مشرق میں ان کے جانشین عباسی بنے جو آنحضرت ﷺ کے حقیقی چچا حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے تھے۔ ان خلیفوں کی تعداد سینتیس تھی۔ ان کا دار الخلافہ بغداد تھا جو ۱۴۵ھ (۷۶۲ء) میں تعمیر ہوا تھا۔ اس سلسلے کو ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) میں ہلاکو خاں نے تباہ کر دیا۔ ان کی ایک شاخ جو ”خلفائے عباسی مصر“ کے نام سے مشہور ہے، کچھ عرصے تک مصر میں حکومت کرتی رہی۔ وہاں ان کا اقتدار بڑی حد تک روحانی تھا۔ جب ۵۲۲ھ (۱۵۱۷ء) میں سلطان سلیم خان اول (عثمانی فرمانروا) نے مصر کو فتح کیا۔ تو اس سلسلے کے آخری فرمانروا کو اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لے گیا اور خلیفہ کا لقب خود اختیار کر لیا۔

آنحضرت ﷺ کے وصال کے وقت قلمرو اسلام میں صرف جزیرہ نمائے عرب شامل تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں حدودِ سلطنت کافی وسیع کر لیں، ہجری کے بارہویں سال

یعنی ۶۳۳ء میں جنگ سلاسل اور چند دیگر فتوحات کی وجہ سے عراق عرب (کالدیہ) اور حیرہ پر اسلامی تسلط ہو گیا اور ایک سال بعد جنگ یرموک نے ارض شام کے دروازے اسلامی عسا کر پہ کھول دیے ۱۴ھ (۶۳۵ء) میں دمشق اور ۱۵ھ میں حمص، انطاکیہ اور بیت المقدس مفتوح ہوئے اور ۱۷ھ (۶۳۸ء) میں فتح کیساریہ کے بعد سارے شام پر اسلامی حکم لہرانے لگا۔

اسی طرح ۱۴ھ (۶۳۵ء) میں جنگ قادسیہ کے بعد مدائن (جس میں کالدیہ کے پرانے دارالخلافے (یعنی سلوکیہ اور طیسفون بھی شامل تھے) نیز عراق عرب خلیج فارس تک اسلامی سلطنت میں شامل ہو گیا۔ دو مشہور شہروں کوفہ و بصرہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ ۱۷ھ اور ۱۹ھ (۶۳۸ء و ۶۴۰ء) کے درمیان خوزستان اور شوشتر بھی ایرانیوں کے ہاتھ سے نکل کر اسلامی قبضہ میں چلے گئے۔

اکیسویں ہجری (۶۳۲ء) میں نہادند کی فیصلہ کن جنگ نے ساسانی خاندان کا خاتمہ کر دیا اور قشون اسلام ایران پر چھانے لگے۔ ۲۱ھ (۶۶۱ء) میں ہرات فتح ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد مسلم افواج افغانستان کو روندتی ہوئی دریائے سندھ کے کنارے تک پہنچ گئیں اور اس علاقے پر اپنی طرف سے ایک عامل (گورنر) مقرر کر دیا۔

مسلمانوں نے ۵۴ھ (۶۷۴ء) میں بخارا اور ایک برس بعد سمرقند پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اس سرزمین پر پورا تسلط نہ جاسکے۔ انتالیس برس بعد یعنی ۹۳ھ (۷۱۱ء) میں اس حصے پر بھی مکمل قبضہ ہو گیا۔ خلاصہ یہ کہ صرف چالیس برس کے عرصے میں مسلمان شام، عراق عرب، ایران، بخارا، افغانستان اور ہندوستان کے کچھ حصے پر قابض ہو گئے۔

یہ تو تھا ان کا حال مشرق میں، مغرب میں اسلامی فتوحات کی رفتار اتنی تیز نہ تھی۔ ۲۰ھ (۶۳۱ء) میں مصر فتح ہوا۔ ۲۶ھ (۶۴۷ء) میں افریقہ کا سارا ساحل قرطاجنہ سے دروازوں تک اسلامی تسلط میں آ گیا۔ یہاں عربوں کو بربروں کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ لوگ بڑے جنگجو واقع ہوئے تھے اور انہیں مسخر کرنا اتنا آسان نہ تھا جتنا عیاش ساسانیوں اور شام و مصر کے تن آسان رومیوں کو ۵۰ھ (۶۷۰ء) میں ساحل افریقہ پر قیروان (جو اب ایک مشہور شہر ہے) کی بنیاد ڈالی گئی۔ جسے افریقی متصرفات کا پایہ تخت بنا لیا گیا۔ وہاں سے قرطاجنہ پر حملہ کیا اور ۷۴ھ (۶۹۳ء)

میں اس شہر پر قبضہ جمانے کے بعد اسلامی عساکر محیط اطلس (اوقیانوس) تک نکل گئے۔
 ۹۱ھ (۷۱۰ء) میں طنجہ کے راستے اسپانیہ پر حملہ کیا اور وہاں طلیطلہ تک کو فتح کرنے کے
 بعد گوٹھر (قوم) کے تمام متصرفات پر قابض ہو گئے۔

جنوبی فرانس بھی اسلامی یلغار سے محفوظ نہ رہا۔ ۱۰۷ء (۷۲۵ء) میں اسلامی افواج فرانس
 کے وسطی حصوں تک نکل گئی تھیں۔ ۱۱۴ھ (۷۳۲ء) میں توریس Tours کے مقام پر چارلس مارٹل
 Charles Martel نے مسلمانوں کو شکست دے کر اس سیلاب کو روکا۔ اس شکست کے بعد
 بھی نربون Narboun کا شہر مسلمانوں ہی کے پاس رہا اور فرانس کے دو علاقے یعنی برگنی
 Boureogne اور دوپین Daupnine کو اسلامی عساکر نے بری طرح تباہ کیا۔ تو یہ تھی
 اسلامی فتوحات کی کیفیت مغرب میں۔ اب ذرا ایشیائے صغیر کی طرف آئیے۔ یہاں اناطولیہ پر
 مسلمانوں نے بارہا چڑھائی کی۔ لیکن یونانیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مسلمان حملہ آوروں کو ناکام
 لوٹا پڑا۔ بایں ہمہ آرمینیا پر اسلامی افواج کا قبضہ ہو گیا۔ ۷۰۰ء میں ارض روم تک پہنچ گئیں۔ ۲۸ھ
 (۶۳۹ء) میں جزیرہ قبرص Cyprus پہ قابض ہو گئیں۔ ۵۰ھ (۶۷۰ء) سے لے کر خاتمہ
 خلافت تک خلفاء نے بارہا قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

ماحصل یہ کہ خلفائے اسلام کی حدود سلطنت لب سندھ سے ساحل اوقیانوس اور دریائے
 مازندران سے کنار نیل تک پھیل گئیں۔ ظاہر ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کا ایک فرمانروا کے نیچے
 رہنا مشکل تھا۔ بعض سینوں میں خود مختاری کی ہوس کروٹیں لینے لگی۔ چنانچہ اس سلسلے میں پہلا قدم
 عبدالرحمن اموی نے اسپانیہ میں اٹھایا۔ جہاں اس نے ۱۳۸ھ (۷۵۵ء) میں خلفائے بغداد کے
 اثر سے آزاد ہو کر ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈال دی۔

تین برس بعد ادریس نامی ایک بزرگ نے جو اپنے آپ کو چوتھے خلیفے (علی) کی اولاد میں
 سے سمجھتا تھا اور بنی معاویہ اور بنی عباس کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتا تھا۔ مراکش میں خاندان علوی کی
 بنا ڈالی اور ۱۷۲ھ (۷۸۸ء) میں شریئدغہ کو پایہ تخت بنا لیا۔ ۸۸۴ھ (۸۷۰ء) میں آل اغلب کے
 ایک فاتح نے قیروان پہ قبضہ کیا اور اس کے بعد سارا افریقہ بنی عباس سے چھین لیا۔

۲۳۶ھ (۸۷۷ء) میں ابن طولون نے مصر و شام پر آزاد حکومت قائم کر لی۔ اگرچہ تیس برس تک خلفائے عباسی اپنے عامل ان ممالک میں بھیجتے رہے۔ لیکن جب ۳۲۳ھ (۹۳۴ء) میں آل اشیہ کی حکومت قائم ہوئی تو فرات سے مغرب کی طرف کہیں بھی خلفاء کا سیاسی اقتدار باقی نہیں رہا تھا۔ ہاں روحانی تصرف کہیں نہ کہیں قائم تھا اور یہی وجہ تھی کہ اندلس اور مراکش کے بغیر باقی ہر جگہ خطبہ و سکہ خلفائے عباسی کے نام کا چلتا تھا۔

مشرق میں بھی خلافت کا زوال اسی سرعت کے ساتھ وقوع پذیر ہوا۔ جب مامون الرشید نے ۲۰۴ھ (۸۲۵ء) میں طاہر ذوالیمین کو حکومت خراسان پہ متعین کیا تو اس نے فوراً لوائے آزادی بلند کر دیا۔ گو طاہر کے فرزندوں اور چند دیگر سلسلوں مثلاً صفاریوں، سامانیوں اور غزنویوں نے (جو طاہریوں کے بعد برسر اقتدار آئے تھے) خلفائے بغداد کے روحانی اقتدار کو نظر انداز نہیں کیا۔ لیکن ایران کے مشرقی صوبوں اور ماوراء النہر کے تمام اختیارات بست و کشاد انہی لوگوں کے ہاتھ میں تھے۔

چوتھی صدی ہجری کے وسط کے بعد خلافت کے سیاسی اختیارات پر ترک قراول، حاجب سالار اور امراءے دربار قابض ہو گئے۔ سلطنت کے باقی ماندہ علاقوں کو آل برسیہ نے ہتھیا لیا۔ یہاں تک کہ ۳۳۴ھ (۹۴۵ء) میں بغداد بھی بویہیوں کے قبضہ میں آ گیا۔ بایں ہمہ خلفاء کے درباری امراء من مانی کارروائیاں کرتے رہے اور ان کی رفتار و کردار میں کوئی فرق نہ آیا۔

اس تاریخ ۳۳۴ھ (۹۴۵ء) سے خاتمہ خلافت ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) تک خلفائے عباسیہ کا دربار تو قائم تھا لیکن حکومت زمین کے کسی خطے پر باقی نہیں رہی تھی۔ البتہ ناصر کے زمانے میں چند اتفاقی واقعات کی وجہ سے خلیفہ کا اقتدار حرم کی چار دیواری سے نکل کر سارے عراق پر چھا گیا۔

اس کتاب میں مختلف سلسلوں کو درج کرتے وقت ہم نے خلافت عباسیہ کی تاریخ زوال اور جغرافیائی ترتیب کو مد نظر رکھا ہے اور مناسب بھی یہی تھا کہ ایسا کیا جائے۔ چنانچہ سلاطین اسپانیہ سے ہم آغاز (بعد از ذکر خلفاء) کر رہے ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے خلفائے عباسیہ کے اثر سے آزاد ہو کر ایک سلطنت قائم کی۔ اسپانیہ و شمالی افریقہ کے سلسلوں کے بعد مصر و شام کی

طرف آئیں گے اور پھر ایران و ماوراء النہر کا ذکر کریں گے۔ چونکہ سلاطین ہند کسی وقت بھی خلفا کے تحت نہیں رہے۔ اس لیے ان کا ذکر کتاب کے آخر میں آئے گا۔

ایران و شام کے معاملے میں ہم اس ترتیب کو قائم نہیں رکھ سکے۔ اس لیے کہ سلاجقہ و مغول نے پرانی تقسیم کو عرصے تک درہم برہم کئے رکھا اور پھر خود ان لوگوں کی بدولت بھی چند نئے سلسلے بروئے کار آ گئے تھے۔ جن کا ذکر اختلال ترتیب کا باعث بنا۔

اس کتاب کے آغاز میں دو ایسی جدولیں دی گئی ہیں۔ جن سے ہر خاندان کے عرصہ سلطنت اور وسعت قلمرو کا کچھ نہ کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۱۔ خلفائے راشدین

از ۱۱ھ تا ۴۰ھ

(۶۳۲ء تا ۶۶۱ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۱	ابوبکر	۶۳۲
۱۳	عمر	۶۳۴
۲۳	عثمان	۶۴۴
۳۵-۴۰	علی	۶۵۶-۶۶۱

۲۔ خلفائے اموی

از ۴۱ھ تا ۱۳۲ھ

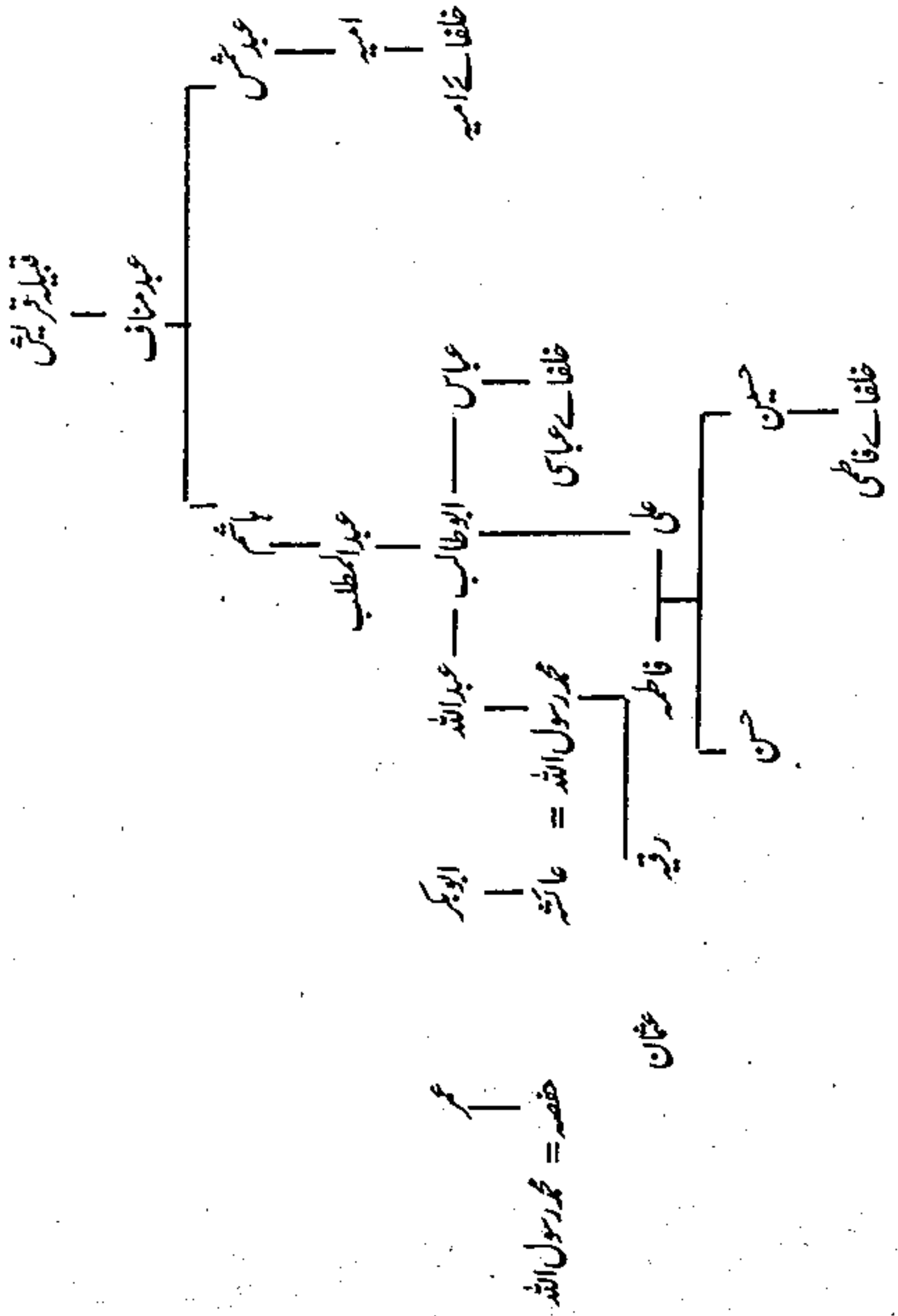
(۶۶۱ء تا ۷۵۰ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱	معاویہؓ اول	۶۶۱

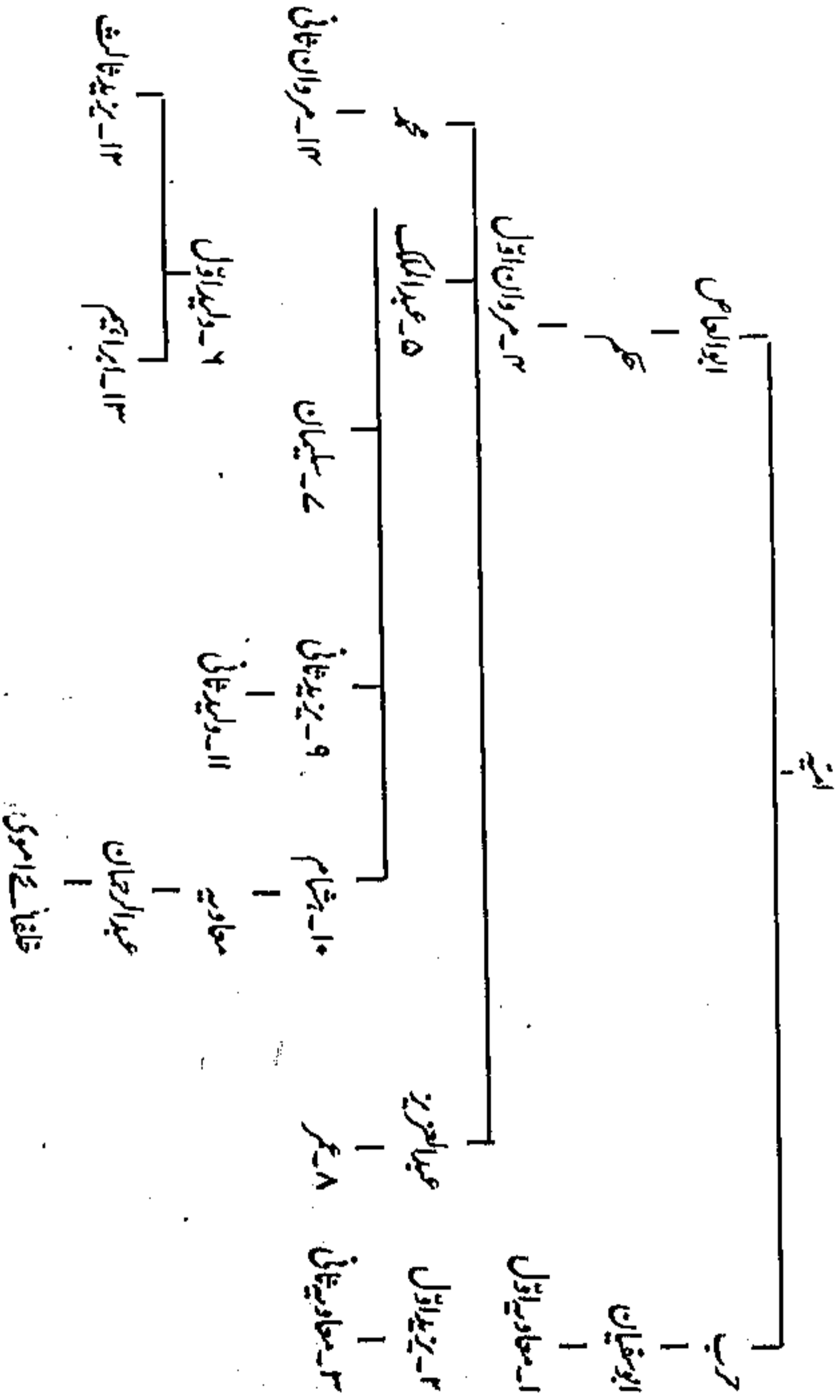
۶۸۰	یزید اول	۶۰
۶۸۳	معاویہ ثانی	۶۳
۶۸۳	مروان اول	۶۳
۶۸۵	عبدالملک	۶۵
۷۰۵	ولید اول	۸۶
۷۱۵	سلیمان	۹۶
۷۱۷	عمر	۹۹
۷۲۰	یزید ثانی	۱۰۱
۷۲۳	ہشام	۱۰۵
۷۲۳	ولید ثانی	۱۲۵
۷۲۳	یزید ثالث	۱۲۶
۷۲۳	ابراہیم	۱۲۶
۷۵۰-۷۲۳	مروان ثانی	۱۳۲-۱۲۷

(ان کی سلطنت خلفائے عباسی اور امویان اندلس میں بٹ گئی)

شجرہٴ خلفا



خلفائے اموی



۳۔ خلفائے عباسی

از ۱۳۲ھ تا ۶۵۶ھ

(۷۵۰ء تا ۱۲۵۸ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۳۲	سفاح	۷۵۰
۱۳۶	منصور	۷۵۴
۱۵۸	مہدی	۷۷۵
۱۶۹	ہادی	۷۸۵
۱۷۰	رشید	۷۸۶
۱۹۳	امین	۸۰۹
۱۹۸	مامون	۸۱۳
۲۱۸	معتمد	۸۳۳
۲۲۷	واثق	۸۴۲
۲۳۲	متوکلن	۸۴۷
۲۴۷	منصور	۸۶۱
۲۴۸	مستعین	۸۶۲
۲۵۱	معتز	۸۶۶
۲۵۵	مہدی	۸۶۹
۲۵۶	معتمد	۸۷۰
۲۷۹	معتمد	۸۹۲
۲۸۹	مکتفی	۹۰۲
۲۹۵	مقتدر	۹۰۸
۳۲۰	قاهر	۹۳۲

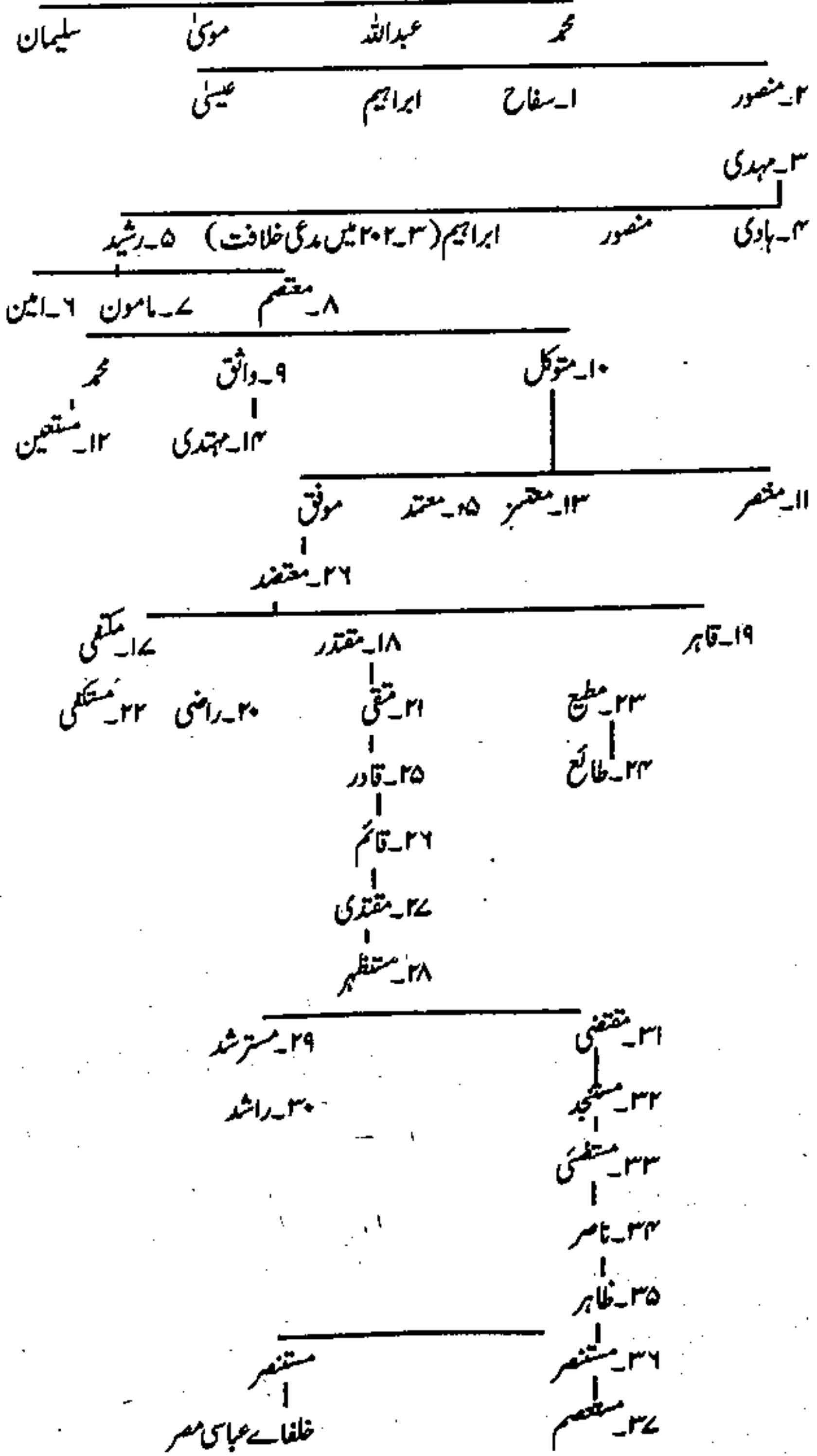
۹۳۴	راضی	۳۲۲
۹۴۰	متقی	۳۲۹
۹۴۴	مستکفی	۳۳۳
۹۴۶	مطیع	۳۳۴
۹۷۴	طایح	۳۶۳
۹۹۱	قادر	۳۸۱
۱۰۳۱	قائم	۴۲۲
۱۰۷۵	مقتدی	۴۶۷
۱۰۹۴	مستظہر	۴۸۷
۱۱۱۸	مسترشد	۵۱۲
۱۱۳۵	راشد	۵۲۹
۱۱۳۶	مقتفی	۵۳۰
۱۱۶۰	مستعجب	۵۵۵
۱۱۷۰	مستضی	۵۶۶
۱۱۸۰	ناصر	۵۷۵
۱۲۲۵	ظاہر	۶۲۲
۱۲۲۶	مستنصر	۶۲۳
۱۲۵۸-۱۲۲۲	مستصم	۶۳۰-۶۵۶

(خلفائے عباسی کی سلطنت ادیسہ، بنی اغلب، بنی طولون، طاہریوں، صفاریوں، بنی حمدان، آل بویہ، غزنویوں اور مغلوں میں بٹ گئی)۔

- ۱- مطابق ۱۱ھ۔ سال ہجری ۶۲۲ء میں شروع ہوا تھا۔ (ترجمہ ازمنن)
- ۲- آج قرطاجنہ نام کا کوئی شہر افریقہ کے شمالی ساحل پر موجود نہیں۔ ہاں ٹیونس میں ایک شہر جسے کارٹیج کہا جاتا تھا موجود تھا۔ اسے اہل روم نے ۱۴۶ق م میں تباہ کر دیا۔ اسی شہر کو عرب قرطاجنہ کہتے ہیں۔
- ۳- جبرالٹر کے بالقابل افریقہ کی بندرگاہ ہے جسے انگریزی میں TAMGIET کہتے ہیں۔
- ۴- Toledo اسپین کے دارالخلافہ میڈرڈ کے جنوب میں ایک مشہور شہر۔
- ۵- یعنی بحیرہ خزر Caspean Sea

عباس
عبداللہ
علی

خلفائے عباسی



باب دوم

اسپانیہ

دوسری صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک
(آٹھویں صدی عیسوی سے پندرہویں صدی عیسوی تک)

۴۔ امویان قرطبہ

۵۔ بنی حمود (مالقہ)

۶۔ بنی حمود (الجزیرۃ الخضراء)

۷۔ بنی عباد (اشبیلیہ)

۸۔ بنی زیری (غرناطہ)

۹۔ بنی جہوز (قرطبہ)

۱۰۔ بنی ذی النون (طلیطلہ)

۱۱۔ بنی عامر (ولشبیہ)

۱۲۔ امراء سجیبی و بنی ہود (سرقسطہ)

۱۳۔ امراء دانیہ (مرا بطین اور موجدین کے لیے باب سوم ملاحظہ ہو)

۱۴۔ بنی نصر (غرناطہ)

اسپانیہ

دوسری صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک

(آٹھویں صدی عیسوی سے پندرہویں صدی عیسوی تک)

مسلمانوں نے اسپانیہ کو ۹۱، ۹۳ھ (۷۱۰، ۷۱۲ء) میں فتح کیا اور باقی ممالک کی طرح ۱۳۸ھ (۷۵۶ء) تک یہاں بھی گورنر بھیجتے رہے لیکن بعد میں حالات بدل گئے۔

جب بنی عباس نے بنی امیہ سے سلطنت چھین لی تو اس خاندان کے چند ایک افراد قتل عام سے بچ کر ادھر ادھر روپوش ہو گئے۔ ان میں سے ایک خلیفہ ہشام (دسواں فرمانروا) کا پوتا عبدالرحمن تھا۔ یہ شخص پہلے تو آوارہ گردی کرتا رہا۔ بعد میں اسے خیال آیا کہ اسپانیہ میں کافی بد نظمی پھیلی ہوئی ہے۔ قبائل عرب اور برابرہ کی آپس میں بنتی نہیں۔ اگر ان حالات سے فائدہ اٹھا کر عباسیوں کے بالمقابل اسپانیہ میں خلافت قائم کی جائے تو کیا ہرج ہے چنانچہ اس نے اسلامیان اسپانیہ سے نامہ و پیام کیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں تو ۱۳۷ھ (۷۵۵ء) میں وہاں جا پہنچا۔ ۱۳۸ھ میں مسلمانوں کی اکثریت اس کے ساتھ شامل ہو گئی اور عبدالرحمن اس قابل ہو گیا کہ عباسی لشکر کا آگاروک سکے۔

عبدالرحمن کی وفات کے بعد اس کے جانشینوں نے نہ صرف اس کی قائم کردہ سلطنت کی حفاظت کی بلکہ مقبوضات میں بھی کچھ تھوڑا سا اضافہ کر لیا۔ یہ لوگ دوسو برس تک عیسائی حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے رہے اور بغاوت کے شعلے جہاں بھی بلند ہوئے، آبِ شمشیر سے بجھاتے رہے۔ یہ سلاطین ابتدا میں امیر سلطان کہلاتے تھے۔ ۳۱۷ھ (۹۲۵ء) میں عبدالرحمن ثالث نے خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ خلیفہ امویانِ اندلس میں سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے۔ اس نے اپنی حکومت کے دوران لیون^۱ Leon، قسطلہ^۲ Castille اور نوارے^۳ Navarre کے عیسائی

فرمانرواؤں کو شکست دی اور افریقائے شمالی کے حملہ آوروں کو اسپانیہ سے باہر نکال دیا۔ اس کا سمندری بیڑا اتنا طاقتور تھا کہ تمام بحیرہ روم اس کی واحد ملکیت تصور کیا جاتا تھا۔

عبدالرحمن کی وفات کے بعد اس کی اولاد میں کوئی ایسا شخص باقی نہ تھا جو والد کی شان کو قائم رکھ سکتا۔ یہ المنصور (مشہور وزیر اور سردار) ہی کی مساعی کا نتیجہ تھا کہ اندلس میں کچھ مدت اور وحدت قائم رہی۔

پانچویں صدی ہجری میں کچھ ایسے واقعات و حوادث ظہور پذیر ہوئے کہ اسپین کی وحدت مٹی ختم ہو گئی اور طوائف الملو کی شروع ہو گئی۔ اس گروہ بندی کو بڑی حد تک بنی عباد نے ختم کیا جو اشبیلیہ سے اٹھے تھے اور علم پروری میں کافی شہرت حاصل کر چکے تھے۔

بنی عباد مدت تک عیسائی حملہ آوروں کو روکتے رہے اور جب تھک گئے تو اپنی مدد کے لیے مراہطین کو افریقہ سے بلایا۔ مراہطین نے ان کی امداد تو کی لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حکومت اسپانیہ کے خود دعویٰ دار بن بیٹھے اور بنی عباد کو محکومانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا۔

۴۔ اندلس کے اموی خلیفے

(قرطبہ میں)

۱۳۸ھ تا ۲۲۲ھ

(۶۷۶ء تا ۱۰۳۱ء)

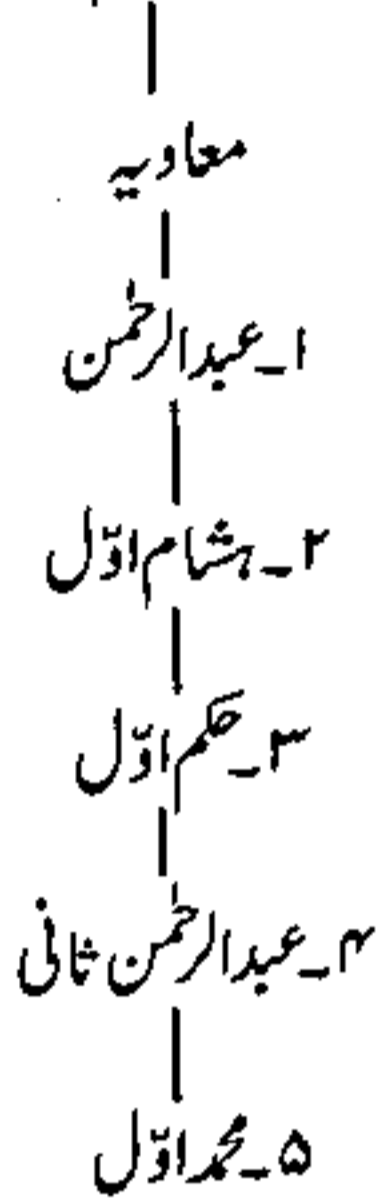
سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۳۸	عبدالرحمن اول	۷۵۶
۱۷۲	ہشام اول	۷۸۸
۱۸۰	حکم اول	۷۹۶
۲۰۶	عبدالرحمن ثانی	۸۲۲
۲۳۸	محمد اول	۸۵۲

۸۸۶	منذر	۲۷۳
۸۸۸	عبداللہ	۲۷۵
۹۱۲	عبدالرحمان ثالث، الخلیفۃ الناصر	۳۰۰
۹۶۱	حکم ثانی، المستنصر	۳۵۰
۹۷۶	ہشام ثانی، الموقید	۳۶۶
۱۰۰۹	محمد ثانی، المہدی	۳۹۹
۱۰۰۹	سلیمان المستعین	۴۰۰
۱۰۱۰	محمد ثانی (دوبارہ)	۴۰۰
۱۰۱۰	ہشام ثانی (دوبارہ)	۴۰۰
۱۰۱۳	سلیمان (دوبارہ)	۴۰۲
۱۰۱۶	علی بن حمود	۴۰۷
۱۰۱۸	عبدالرحمن بن المرتضیٰ	۴۰۸
۱۰۱۸	قاسم بن حمود ☆	۴۰۸
۱۰۲۱	یحییٰ بن علی ☆	۴۱۲
۱۰۲۲	قاسم بن حمود (دوبارہ)	۴۱۳
۱۰۲۳	عبدالرحمن خاض، المتظہر	۴۱۴
۱۰۲۴	محمد ثالث، المستکفی	۴۱۴
۱۰۲۵	یحییٰ بن علی (دوبارہ)	۴۱۶
۱۰۳۱-۱۰۲۷	ہشام ثالث، المعتد	۴۲۲-۴۱۸

(ان خلفاء کے جانشین چھوٹے چھوٹے خاندان ہوئے)

شجرہ امویانِ اندلس

ہشام (خاندان امیہ کا دسواں بادشاہ)

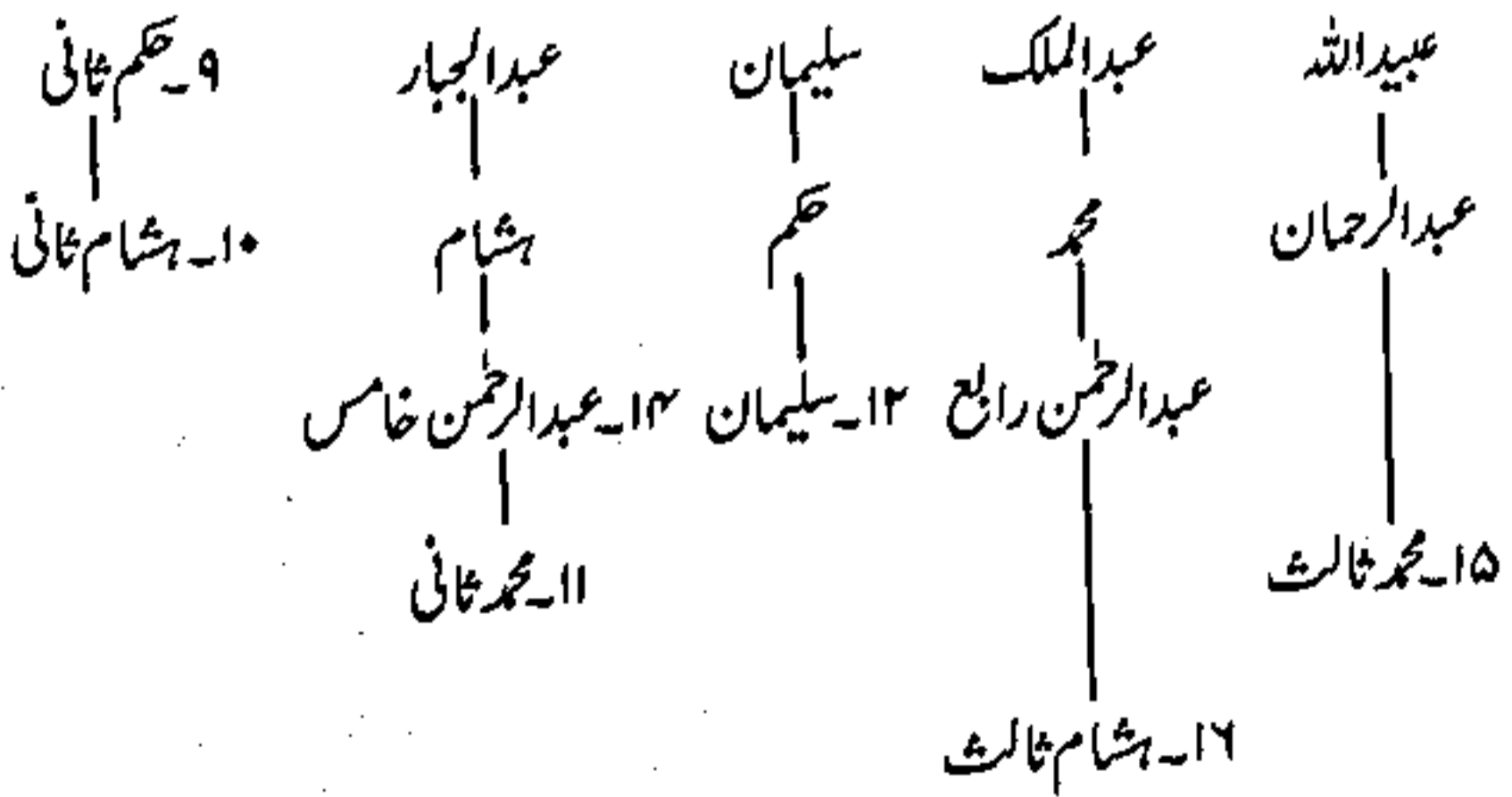


۶۔ منذر

۷۔ عبداللہ

محمد

۸۔ عبدالرحمان ثالث



ملوک الطوائف

۴۰۷ھ تا ۴۲۹ھ

(۱۰۱۶ء تا ۱۰۵۷ء)

۵۔ امرائے بنی حمود

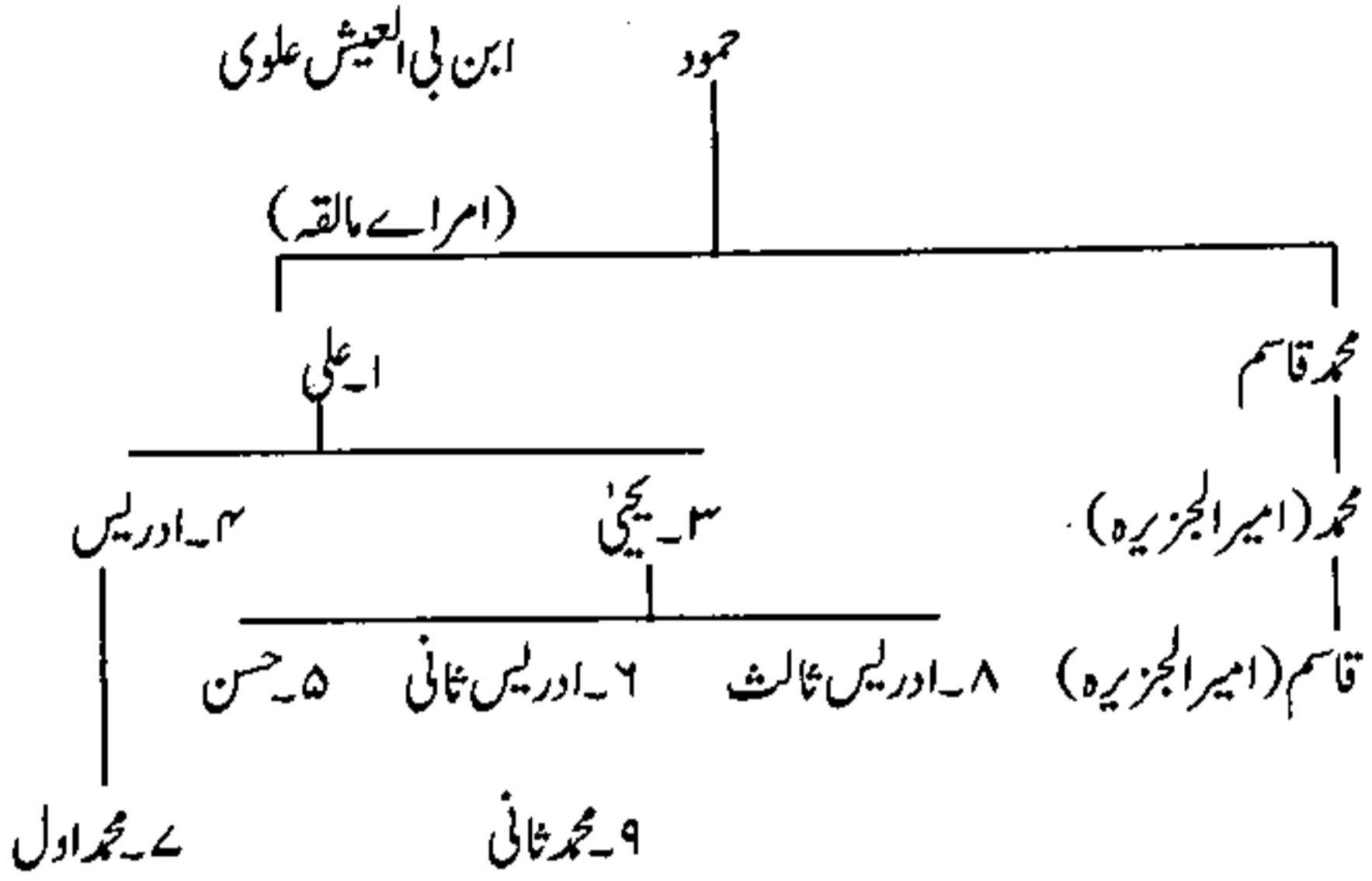
(مالقہ میں)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۰۷	ابو الحسن علی بن حمود علوی الناصر (یا المتوکل)	۱۰۱۶
۴۰۸	قاسم بن حمود المامون	۱۰۱۸
۴۱۲	یحییٰ (بن علی) المعتلی	۱۰۲۱
۴۱۳	قاسم بن حمود (دوبارہ)	۱۰۲۲
۴۱۶	یحییٰ المعتلی (دوبارہ)	۱۰۲۵
۴۲۷	ادریس اول (المتايد)	۱۰۳۵
۴۳۱	حسن المستنصر	۱۰۳۹
۴۳۲	ادریس ثانی العالی	۱۰۴۲
۴۳۸	محمد اول - المہدی	۱۰۴۶
۴۴۲	ادریس ثالث الموفق	۱۰۵۲
۴۴۵	ادریس ثانی (دوبارہ)	۱۰۵۳
۴۴۹-۴۴۶	محمد ثانی المستعلی	۱۰۵۷-۱۰۵۴

امرائے بنی حمود اپنے آپ کو خلیفہ و امیر المومنین سمجھتے تھے۔ ان کا خاتمہ المرابطین کے

ہاتھوں ہوا۔

شجرہ بنی حمود



۶۔ امراے حمودی

(الجزیرة الخضراء)

۲۳۱ھ تا ۲۵۰ھ

(۱۰۳۹ء تا ۱۰۵۸ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۳۱	محمد المہدی	۱۰۳۹
۲۳۰-۲۵۰	قاسم الواثق	۱۰۴۸-۱۰۵۸

(اس سلسلہ کو بنی عباد نے ختم کیا)

۷۔ امراءِ عبّادی

(اشبیلیہ میں)

۲۱۴ھ تا ۲۸۲ھ

(۱۰۲۳ء تا ۱۹۰۱ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۲۱۴	ابوالقاسم محمد اول بن اسماعیل	۱۰۲۳
۲۳۲	ابوعمر و عبّاد بن معتضد بن محمد اول	۱۰۴۲
۲۸۲-۲۶۱	ابوالقاسم محمد ثانی بن معتضد بن عبّاد	۱۰۶۸-۱۰۹۱

(ان امراء کو مرابطین نے ختم کیا)

۸۔ بنی زیری

(غرناطہ میں)

۲۰۳ھ تا ۲۸۳ھ

(۱۰۱۲ء تا ۱۰۹۰ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۲۰۳	زاوی بن زیری	۱۰۱۲
۲۱۰	حبوس (بن ماکسن صنہاجی)	۱۰۱۹
۲۳۰	بادیس بن حبوس المنظر الناصر	۱۰۳۸
۲۶۶	عبداللہ بن سیف الدولہ بلکین بن بادیس	۱۰۷۳
۲۸۳	تسیم بن بلکین	۱۰۹۰

(یہ سلسلہ بھی المرابطین کے ہاتھوں ختم ہوا)

۹۔ بنی جہور

(قرطبہ میں)

۴۲۲ھ تا ۴۶۱ھ

(۱۰۳۱ء تا ۱۰۶۸ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۲۲	ابوالحزیم جہور بن محمد بن جہور	۱۰۳۱
۴۳۵	ابوالولید بن جہور بن محمد بن جہور	۱۰۴۳
۴۶۱-۴۵۰	عبدالملک بن ابوالولید محمد	۱۰۶۸-۱۰۵۸

(اس سلسلے کو امرائے عبادی (اشبیلیہ) نے ختم کیا)

۱۰۔ بنی ذی النون

(طلیطلہ میں)

۴۲۷ھ تا ۴۷۸ھ

(۱۰۳۵ء تا ۱۰۸۵ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۲۷	اسماعیل بن عبدالرحمن بن ذی النون الظافر	۱۰۳۵
۴۲۹	یحییٰ بن اسماعیل المامون	۱۰۳۷
۴۶۷-۴۷۸	یحییٰ بن اسماعیل بن المامون القادر	۱۰۷۴-۱۰۸۵

(اس سلسلے کو لیون کے فرمانروا الفونسو ششم Alfonso VI نے ختم کیا)

۱۱۔ بنی عامر

(ولنسیہ Valencia میں)

۴۱۲ھ تا ۴۷۸ھ

(۱۰۲۱ء تا ۱۰۸۵ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱۲	عبدالعزیز ابی الحسن عبدالرحمن بن ابی عامر المنصور	۱۰۲۱
۴۵۳	عبدالملک المنظر	۱۰۶۱
۴۵۷	الماسون امیر طلیطلہ	۱۰۶۵
۴۶۷	القادر امیر طلیطلہ	۱۰۷۴
۴۶۸	ابوبکر بن عبدالملک	۱۰۷۵
۴۷۸	القاضی عثمان بن ابی بکر	۱۰۸۵
۴۷۸	القادر امیر طلیطلہ	۱۰۸۵

(اس سلسلے کو امرائے عیسوی Gid اور المرابطین نے ختم کیا)

۱۲۔ امرائے یحییٰ و ہودی

(سرقسطہ Zaragoza میں)

۴۱۰ھ تا ۵۳۶ھ

(۱۰۱۹ء تا ۱۱۳۱ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱۰	منذر بن یحییٰ الشیبی المنصور	۱۰۱۹
۴۱۴	یحییٰ بن المنذر المنظر	۱۰۲۳
۴۲۰	منذر بن یحییٰ	۱۰۲۹
۴۳۱	سلیمان بن احمد بن محمد بن ہود جزائی المستعین باللہ	۱۰۳۹

۱۰۲۶	احمد بن سلیمان سیف الدولہ المقتدر	۴۳۸
۱۰۸۱	یوسف بن احمد المومنین	۴۷۴
۱۰۸۵	احمد بن یوسف المستعین	۴۷۸
۱۱۰۹	عبد الملک بن احمد عماد الدولہ	۵۰۳
۱۱۳۱-۱۱۱۹	احمد بن عبد الملک سیف الدولہ	۵۳۶-۵۱۳

(اس سلسلے کو عیسائیوں نے ختم کیا)

۱۳۔ امرائے دانیہ Dania

۴۰۸ھ تا ۴۶۸ھ

۱۰۱۷ء تا ۱۰۷۵ء

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۰۱۷	مجاہد بن یوسف	۴۰۸
۱۰۷۵-۱۰۴۴	علی بن مجاہد اقبال الدولہ	۴۶۸-۴۳۶

(اس سلسلے کو امرائے ہودی نے ختم کیا)

۴۷۹ھ (۱۰۸۶ء) میں مراہطین شمالی افریقہ سے چل کر بنی عباد کی مدد کے لیے اسپانیہ پہنچے۔ ان کا مقصد لیون کے فرمانروا الفونسو کو شکست دینا تھا۔ چار برس بعد یعنی ۴۸۳ھ (۱۰۹۰ء) میں پھر وہاں گئے اور الفونسو کو شکست دینے کے بعد تمام اسلامی اسپانیہ کو اپنی افریقی قلمرو میں شامل کر لیا۔ مراہطین کے جانشین یعنی موحدین بھی اسپانیہ پر حملہ کرتے رہے اور ۵۴۰ھ و ۵۴۵ھ (۱۱۴۵ء-۱۱۵۰ء) کے درمیانی عرصہ میں اس ملک کو زیر نگین کر لیا۔ (ملاحظہ ہو جدول نمبر ۲۰) مراہطین کے خاتمے اور موحدین کے اسپانیہ پر چھا جانے کے درمیانی عرصہ میں ولشیہ اور مرسیہ میں چند چھوٹے چھوٹے خاندان برسر اقتدار آ گئے۔ جن میں زیادہ اہم بنی نصر تھے۔ اس سلسلے کا پایہ تخت غرناطہ تھا۔ یہ لوگ ایک خاص تمدن کے مالک تھے۔ بڑی شان و شکوہ سے دربار لگایا کرتے تھے۔ انمرا کا مشہور محل اسی عظیم الشان دور کی یادگار ہے۔ ان کی کوششوں سے مسلمانوں کی عظمت گم گشتہ اسپانیہ میں لوٹ آئی اور عبدالرحمن ثالث کے زمانہ کی یاد تازہ ہو گئی۔

یہ خاندان مدت تک عیسائی حملہ آوروں کا مقابلہ کرتا رہا۔ آخر ۸۹۷ھ (۱۴۹۳ء) میں
فرونیوں اور ایزابلا نے غرناطہ فتح کر لیا۔ اس سلسلے کا آخری فرمانروا ابو عبد اللہ بھاگ کر افریقہ چلا
گیا اور اس طرح اسپانیہ اسلامی ہاتھوں سے ہمیشہ کے لیے نکل گیا۔

۱۴۔ بنی نصر

۶۴۹ھ تا ۸۹۷ھ

(۱۲۳۲ء تا ۱۴۹۲ء)

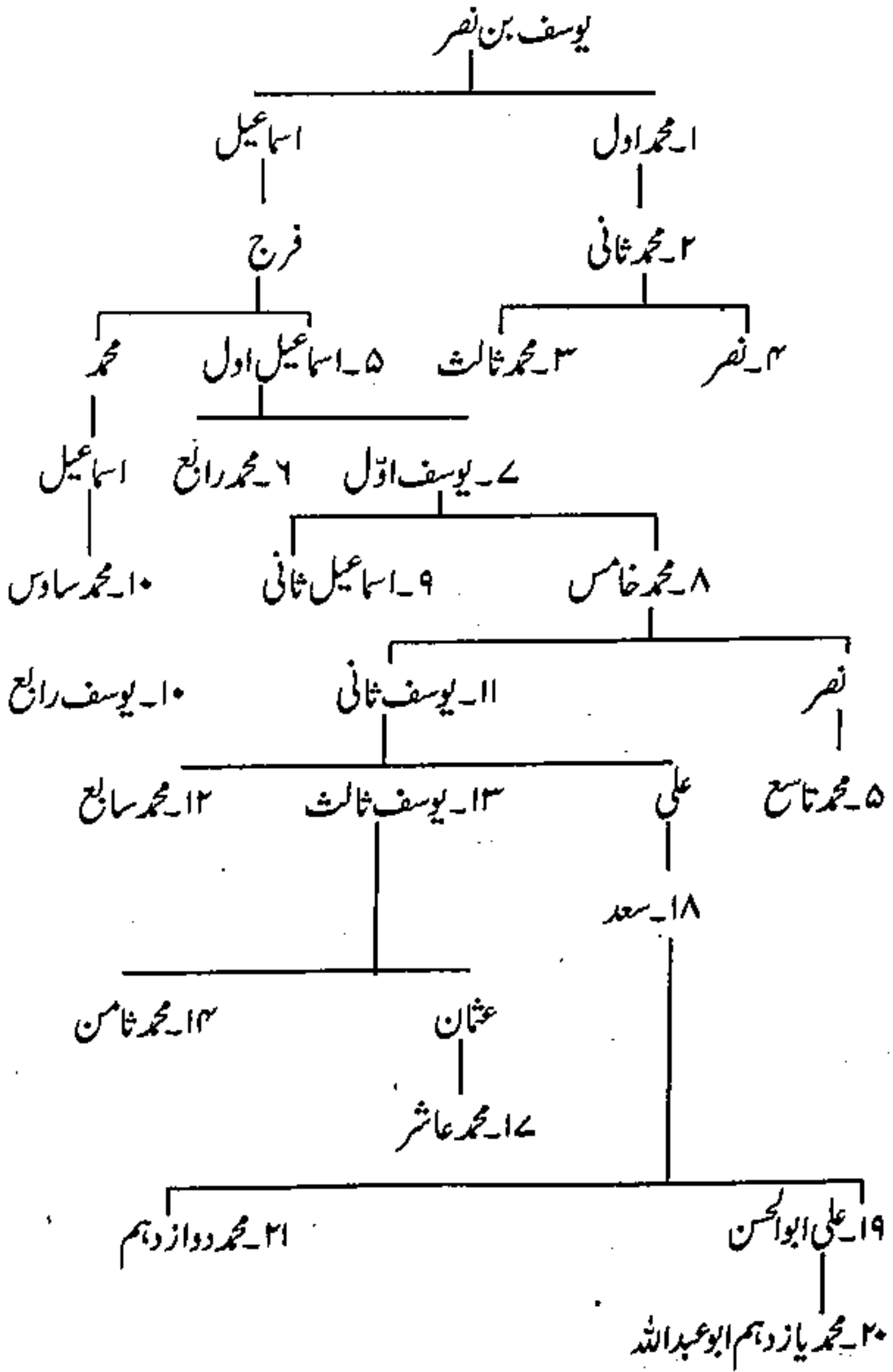
سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۴۹	محمد اول الغالب	۱۲۳۲
۶۷۱	محمد ثانی انقصیہ	۱۲۷۳
۷۰۱	محمد ثالث	۱۳۰۲
۷۰۸	نصر ابو الجیوش	۱۳۰۹
۷۱۳	اسماعیل اول۔ ابو الولید	۱۳۱۴
۷۲۵	محمد رابع (چہارم)	۱۳۲۵
۷۳۳	یوسف ابو الحجاج	۱۳۳۳
۷۵۵	محمد خامس الغنی (پنجم)	۱۳۵۴
۷۶۰	اسماعیل ثانی	۱۳۵۹
۷۶۱	محمد سادس ابو سعید (ششم)	۱۳۶۰
۷۶۳	محمد خامس (دوبارہ)	۱۳۶۲
۷۹۳	یوسف ثانی	۱۳۹۱
۷۹۴	محمد سابع (ہفتم)	۱۳۹۲
۸۱۰	یوسف ثالث ابو الحجاج الناصر	۱۴۰۷
۸۲۰	محمد ثامن المہتمک (ہشتم)	۱۴۱۷
۸۴۱	محمد تاجع الصغیر (نہم)	۱۴۲۷

۱۲۲۹	محمد ثامن (دو بارہ)	۸۳۳
۱۲۳۲	یوسف رابع	۸۳۵
۱۲۳۲	محمد ثامن (سہ بارہ)	۸۳۵
۱۲۳۴	محمد عاشر (دہم)	۸۴۸
۱۲۳۵	سعد المستعین	۸۴۹
۱۲۳۶	محمد عاشر (دو بارہ)	۸۵۰
۱۲۵۳	سعد (دو بارہ)	۸۵۷
۱۲۶۱	علی ابوالحسن	۸۶۶
۱۲۸۲	محمد یازدہم ابو عبد اللہ	۸۸۷
۱۲۸۳	علی ابوالحسن (دو بارہ)	۸۸۸
۱۲۸۵	محمد دوازدہم زغل	۸۹۰
۱۲۸۶-۱۲۹۲	محمد یازدہم ابو عبد اللہ (دو بارہ)	۸۹۷-۸۹۲

(اس خاندان کو فرو نیاں اور ایز ابلا نے ختم کیا)

- ۱- سپین کا شمال مغربی حصہ
- ۲- لیون کے مشرق میں صوبہ
- ۳- قسطلہ کے مشرق میں صوبہ
- ۴- امرائے بنی حمود جن کا ذکر جدول پنجم میں آ رہا ہے۔
- ۵- فرما نروایان اندلس کا مکمل شجرہ نسب دیکھنا ہو تو کوڈرا Codera کی مشہور تصنیف Tratado De Numismatica Arabigo Espanok ملاحظہ فرمائیے جو ۱۸۷۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں بعض ایسے امراء کے نام بھی دیے ہوئے ہیں۔ جن کو ہم نے یہاں نظر انداز کر دیا ہے۔
- ۶- Algeciras اسپانیہ میں جبرالٹر سے شمال کی طرف چند میل دور ایک مقام۔
- ۷- یہ یحییٰ اوپر والے یحییٰ کا پوتا معلوم ہوتا ہے۔ اوپر والے یحییٰ کے والد کا نام بھی اسماعیل تھا اور بیٹے کا بھی اور یہ یحییٰ اس مفروضہ کی بنا پر پوتا بنتا ہے۔
- ۸- شمالی اسپانیہ کے اراگان Aragon صوبہ میں واقع ہے۔
- ۹- مشرقی اسپانیہ میں ولشیہ سے چالیس میل جنوب کی طرف ایک بندرگاہ۔

شجرہ امرائے بنی نصر



شمالی افریقہ

دوسری صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک
(آٹھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

- | | |
|--------------|---------------------------|
| ۱۵۔ ادارہ | (مراکش) |
| ۱۶۔ بنی اغلب | (تونس وغیرہ) |
| ۱۷۔ بنی زیری | (تونس) |
| ۱۸۔ بنی حماد | (الجزائر) |
| ۱۹۔ مراہطین | (مراکش، الجزائر، اسپانیہ) |
| ۲۰۔ موحدین | (شمالی افریقہ، اسپانیہ) |
| ۲۱۔ بنی زیان | (الجزائر) |
| ۲۲۔ بنی حفص | (تونس) |
| ۲۳۔ شرفا | (مراکش) |

شمالی افریقہ

دوسری صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

(آٹھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

افریقہ کے صحرائے اعظم اور بحیرہ روم کے درمیانی علاقے میں عموماً مذہبی فرقے پیدا ہوتے رہے۔ یہاں کے لوگ جو برابرہ کے نام سے مشہور ہیں زود اعتقاد اور وہم پرست واقع ہوئے ہیں اور ان میں اہل بدعت اور دیگر مذہبی فرقوں کے عقائد قبول کرنے کی خاص استعداد پائی جاتی ہے۔ چونکہ یہ علاقہ مرکز خلافت سے دور تھا۔ یہاں کے باشندے جنگجو تھے اور سیاسی طور پر اس سرزمین کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہ تھی۔ نیز اس علاقے میں ضبط قائم رکھنا بھی دشوار تھا۔ اس لیے خلفائے عباسی نے اس خطے کو ہمیشہ نظر انداز کیے رکھا اور یہی وجہ ہے کہ یہاں بعض عجیب عجیب فرقے مثلاً مرابطین اور موحدین برسر اقتدار آئے۔ یہیں بعض علوی سلسلوں یعنی ادارہ وفاطمیین کی بنیاد پڑی اور ہمارے عہد میں شیخ سنوسی نے بھی یہیں اعلان مہدیت کیا۔

مسلمانوں نے شمالی افریقہ کو بڑی دقتوں کے بعد ۲۶ھ اور ۸۱ھ (۶۴۷ء-۷۰۰ء) کے درمیانی عرصہ میں مسخر کیا تھا اس خطے میں عباسیوں کی طرف سے گورنر مقرر ہوا کرتے تھے۔ جب تک کہ عباسیوں کا گورنر یزید بن حاتم (پاپہ تخت قیروان) زندہ رہا۔ برابرہ کے دماغ میں طغیان و بغاوت کا خیال تک نہ پیدا ہوا۔ لیکن جونہی ۱۷۰ھ (۷۸۷ء) میں یزید کی وفات ہوئی تو شمالی افریقہ میں سلسلہ نظم و نسق درہم برہم ہو گیا۔ کئی مقامات پر خود مختار خاندان برائے کار آگئے اور ۱۸۴ھ (۸۰۰ء) کے بعد خلفاء کا اثر مصر سے آگے (مغرب کی طرف) کہیں باقی نہ رہا۔

۱۵۔ ادارہ

(مراکش میں)

۱۷۲ھ تا ۳۷۵ھ

(۷۸۸ء تا ۹۸۵ء)

۱۶۸ھ (۷۸۵ء) میں اولادِ علیؑ کے حمایتیوں نے مدینے میں شورش پیا کر دی۔ جب خلفاء نے اس شورش کو کچل دیا تو شورش پسندوں میں سے ایک شخص جس کا نام ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا۔ مصر میں بھاگ آیا۔ وہاں سے مراکش کی طرف چلا گیا اور سبتہ تک میں سلسلہ علوی کی بنیاد ڈال دی۔ اس کے چند سکتے آج بھی باقی ہیں جو تندغہ اور وکیلہ میں ڈھالے گئے تھے۔ ۲۲۶ھ (۸۶۰ء) میں ادارہ کی طاقت منہائے کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ ۳۷۵ھ (۹۸۵ء) میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ ابن خلدون نے اس خاندان کی تاریخ ضبط کی ہے لیکن بعض تاریخیں نہیں دیں۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۷۳	ادریس اول	۷۸۸
۱۷۷	ادریس ثانی بن ادریس اول	۷۹۳
۲۱۳	محمد بن ادریس ثانی	۸۲۸
۲۲۱	علی اول بن محمد	۸۳۶
۲۳۲	یحییٰ بن محمد	۸۴۹
	یحییٰ ثانی بن یحییٰ اول	
	علی ثانی بن عمر بن ادریس ثانی	
	یحییٰ ثالث بن قاسم بن ادریس ثانی	
۲۹۲	یحییٰ رابع بن ادریس بن عمر	۹۰۴
۳۱۰	حسن	۹۲۲

۱۶۔ اغلب

تونس وغیرہ میں

۱۸۳ھ تا ۲۹۶ھ

(۸۰۰ء تا ۹۰۹ء)

۱۷۰ھ (۷۸۷ء) میں جب افریقہ (تونس) کے فرمانروایزید کی وفات واقع ہو گئی تو اس خطہ میں گڑ بڑ پھیل گئی۔ اس وقت ابراہیم بن اغلب خلفائے عباسیہ کی طرف سے زاب کا گورنر تھا۔ ہارون الرشید نے ۱۸۳ھ (۸۰۰ء) میں اسے افریقہ کا حاکم مقرر کر دیا اور ہدایت دی کہ یہ مغرب میں امرائے ادریسی سے متصادم نہ ہو۔

ابراہیم بن اغلب نے بہت جلد خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ لیکن اس کی اولاد نے خلیفہ کا اس قدر احترام ضرور باقی رکھا کہ سکون پر اس کا نام رہنے دیا۔ امرائے اعلیٰ ساحلی افریقہ پر نہ صرف پوری شان اور حکمت سے حکومت کیا کرتے تھے بلکہ ان کے سمندری بیڑے کی دھاک تمام بحیرہ روم میں جمی ہوئی تھی۔ یہ اسی بیڑے کی برکت تھی کہ یہ لوگ سارڈینیا اور کارسیکا (جزائر) کے علاوہ ۲۱۲ھ اور ۲۶۲ھ (۸۲۷ء و ۸۷۸ء) کے درمیانی عرصے میں سسلی پر بھی قابض ہو گئے تھے۔ موخر الذکر جزیرہ نارمنز نے بعد میں مسلمانوں سے چھین لیا تھا۔

امرائے اعلیٰ کے عہد اقتدار میں مسلمان بحیرہ روم پر پوری طرح چھائے ہوئے تھے اور ان کے دریائی قزاقوں نے اس بحیرے کو اپنی جولانگاہ بنا رکھا تھا۔ سسلی کے علاوہ مالٹا اور سارڈینیا پر بھی یہ قابض تھے اور روما کے گرد و نواح تک لوٹ مار کیا کرتے تھے۔

اس سلسلے کے آخری امرا کوتاہ نظر ثابت ہوئے۔ رعایا میں ادریسی شیعوں کے تفرقہ انگیز عقائد پھیل گئے اور بالآخر ۲۹۶ھ (۹۰۹ء) میں خلفائے فاطمی نے اس سلسلے کو ختم کر دیا۔

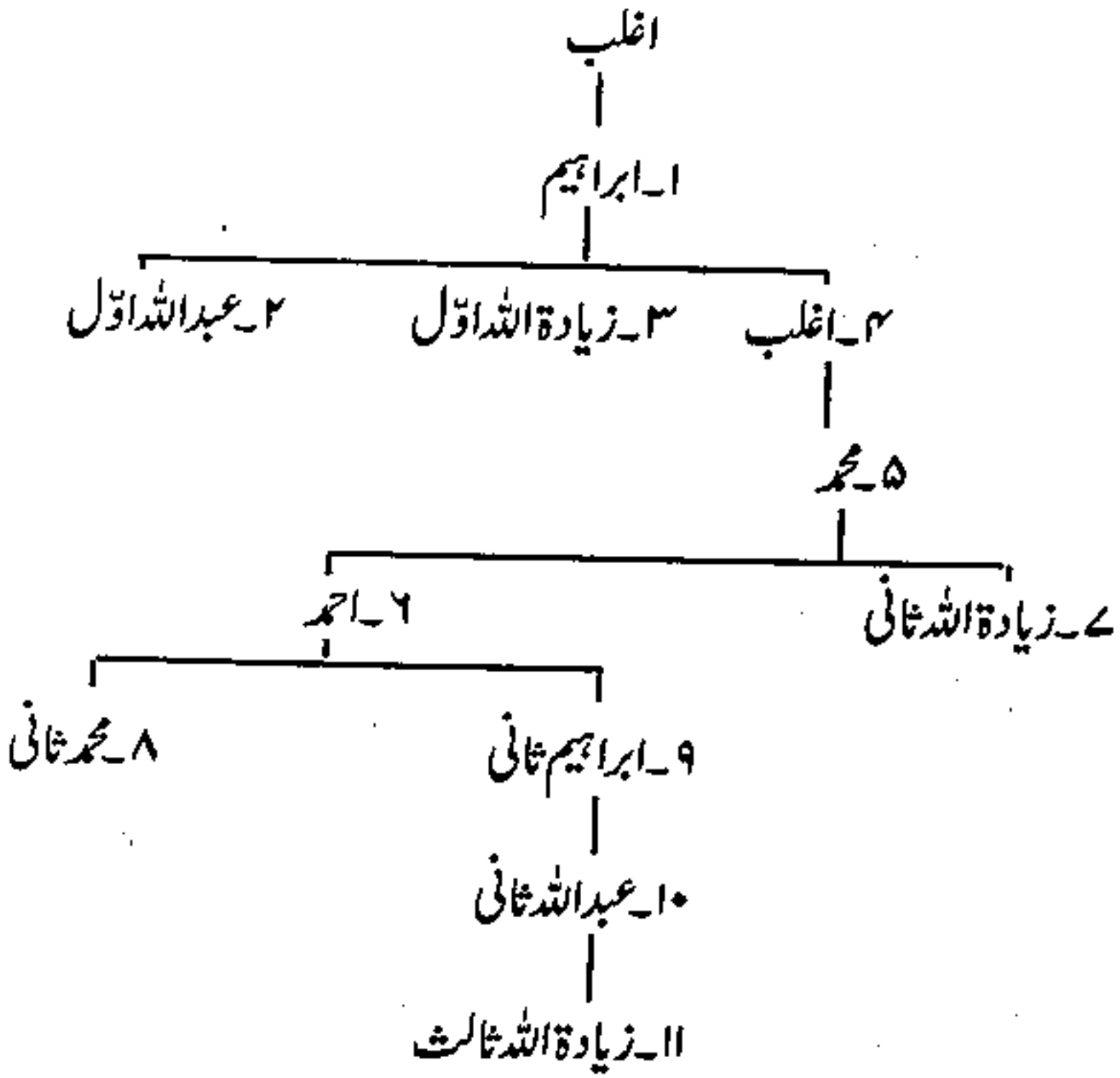
سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۸۳	ابراہیم اول	۸۰۰
۱۹۶	عبداللہ اول	۸۱۱

۸۱۶	زیادۃ اللہ اول	۲۰۱
۸۳۷	ابوعقال الاغلب	۲۲۳
۸۴۰	محمد اول	۲۲۶
۸۵۶	احمد	۲۳۲
۸۶۳	زیادۃ اللہ ثانی	۲۳۹
۸۶۳	محمد ثانی	۲۵۰
۸۷۳	ابراہیم ثانی	۲۶۱
۹۰۲	عبداللہ ثانی	۲۸۹
۹۰۹-۹۰۳	زیادۃ اللہ ثالث	۲۹۶-۲۹۰

افریقہ میں امرائے اعلیٰ کا خاتمہ خلفائے فاطمی نے کیا۔ جیسا کہ جدول نمبر ۲۷ میں آئے گا۔ یہ خلفاء امرائے مصر میں شمار ہوتے تھے۔ ایک ایسا وقت تھا کہ خلفائے فاطمی کی حکومت مصر سے بحر اوقیانوس کے ساحل تک پھیلی ہوئی تھی۔ سسلی اور سارڈینیا پر بھی انہی کا قبضہ تھا۔ لیکن بعد میں یہ سلطنت چھوٹے چھوٹے سلسلوں میں تقسیم ہو گئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ۳۶۲ھ (۹۷۲ء) میں ان لوگوں نے اپنا پایہ تخت افریقہ سے قاہرہ میں منتقل کر لیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ افریقہ کے مغربی خطے ان کے تصرف سے نکل گئے اور وہ یوں کہ افریقہ کے فاطمی حکمران یوسف بلکین نے جو صہاجہ کے بربروں کا رئیس تھا۔ خود مختاری کا اعلان کر دیا اور خاندان بنی زیری کی بنیاد ڈال دی۔ معا الجزائر کے ایک شہر بجایہ Eougie میں بنی حماد کی حکومت شروع ہو گئی۔ بنی حماد نے بنی زیری کا اقتدار تونس تک محدود رکھا اور اس علاقے سے آگے نہ بڑھنے دیا۔

مغرب اقصیٰ یعنی مراکش میں ادارہ کی جگہ چند مقامی قبائل مثلاً برابرہ، مکناسہ اور مفردہ نے علم استقلال بلند کر دیا، جنہیں بالآخر مراہطین نے ختم کر ڈالا۔ مراہطین نے الجزائر میں بنی حماد کے بعض علاقوں پر بھی قبضہ جمالیا۔ کچھ عرصہ کے بعد الموحدین ابھرے اور انہوں نے بنی حماد، بنی زیری اور دیگر سلسلوں کو کلیتہً مٹا ڈالا۔

شجرہ بنی اغلب



۱۷۔ بنی زیری

تونس میں

۳۶۲ھ تا ۵۲۳ھ

(۹۷۲ء تا ۱۱۲۸ء)

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۹۷۲	یوسف بلکنین بن زیری	۳۶۲
۹۸۲	منصور بن یوسف	۳۷۳
۹۹۶	بادیس بن منصور	۳۸۶

۱۰۱۵	المعز بن بادیس	۴۰۶
۱۰۶۱	تمیم بن المعز	۴۵۳
۱۱۰۷	یحییٰ بن تمیم	۵۰۱
۱۱۱۵	علی بن یحییٰ	۵۰۹
۱۱۴۸-۱۱۴۱	الحسن بن علی	۵۲۳-۵۱۵

(اس سلسلہ کو سسلی کے عیسائی بادشاہ راجا اور الموحدین نے ختم کیا)

۱۸۔ بنی حماد

(الجزائر میں)

۵۲۳۸ تا ۵۵۲۷ھ

(۱۰۰۷ء تا ۱۱۵۲ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۹۸	حماد	۱۰۰۷
۴۱۹	القائد بن حماد	۱۰۲۸
۴۳۶	محسن بن القائد	۱۰۵۴
۴۴۷	ہلکین بن محمد بن حماد	۱۰۵۵
۴۴۵۴	الناصر بن علناس بن محمد	۱۰۶۲ء
	المصور بن الناصر	۱۰۸۸
۴۹۸	بادیس	۱۱۰۴
۵۰۰	العزیز	۱۱۰۶
۴۵۳۷	یحییٰ بن العزیز	۱۱۵۲ء

(اس سلسلے کو الموحدین نے ختم کیا)

۱۹۔ مرا بطین

(مراکش کے کچھ حصے۔ الجزائر اور اسپانیہ میں)

۵۲۲۸ھ تا ۵۲۱۳ھ

(۱۰۵۶ء تا ۱۱۳۰ء)

پانچویں صدی ہجری (گیارہویں صدی عیسوی) کے وسط میں مسلمانوں کی طاقت بحیرہ روم میں کمزور ہو گئی اور اس کی کئی وجوہات تھیں۔

اول۔ اسپانیہ میں عیسائی طاقتوں کا اقتدار بڑھ رہا تھا۔

دوم۔ جنوا Genoa (اٹلی کی بندرگاہ) اور پیزا اسکے باشندوں نے مسلمانوں سے

کارسیکا اور سارڈینیا کے جزائر چھین لیے تھے۔

سوم۔ جنوبی اطالیہ میں نارمنز کی طاقت کافی بڑھ گئی تھی۔ تمام افریقہ میں خلفائے فاطمی ہی

کا ایک ایسا سلسلہ تھا جو اسلامی شوکت کو باقی رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ امرائے بنی زیری کی تو یہ

حالت ہو چکی تھی کہ اپنی قلمرو میں شعلہ ہائے بغاوت کو فرد کرنے سے عاجز تھے۔ پھر بنی زیری، بنی

حماد اور خلفائے فاطمی کی باہمی رقابت نے مسلمانوں کو عیسائی سلطنتوں کے مقابلے میں متحد ہونے

کا موقع ہی نہیں دیا۔

ان حالات نے کسی انقلاب انگیز ہستی کے لیے زمین تیار کر دی تھی ہم پہلے عرض کر چکے

ہیں کہ بربری قبائل نئی مذہبی تحریکات میں شامل ہونے کی خاص استعداد رکھتے ہیں اور وہ ہر وقت

کسی مذہبی پیشوا کے منتظر رہا کرتے ہیں چنانچہ اس پیشوا کا ظہور قبیلہ ملتونہ میں ہوا۔ اس کا نام

عبداللہ بن تاشفین تھا۔ اس نے تجدید اسلام کے لیے لوگوں کو جہاد کی طرف دعوت دی۔ برابرہ

نے اس دعوت کو فوراً منظور کر لیا۔ اس کے پیرو مرا بطین کہلاتے ہیں جس کے لغوی معنی ہیں وہ

سپاہی جو دشمن کی سرحدوں پر گھوڑے تیار رکھیں اور اس لفظ کے اصلاحی معنی ہیں ”مبلغین اسلام“

اسپانیہ کے عیسائیوں نے اس لفظ کو بگاڑ کر Almarovides بنا دیا ہے اور فرانسیسی زبان کا لفظ

Marabout یعنی زاہد بھی مرابط ہی کی تحریف ہے۔

ملتانہ کے بربروں نے عبداللہ بن تاشفین کی قیادت میں سب سے پہلے خلیفہ بغداد کی اطاعت کا اعلان کیا اور پھر شمالی افریقہ کے ایک بڑے قبیلے مسودہ کے ساتھ سیاسی اتحاد کر لیا۔ بعد میں جب ابو بکر اور عبداللہ کے بھائی یوسف بن تاشفین کا زمانہ آیا تو سب سے پہلے ان لوگوں نے سجلماسہ اور پھر ۳۶۰ھ (۱۰۶۸ء) میں شہر انعمات فتح کیا۔ اسی سال شہر مراکش کے بنیاد ڈالی اور آنے والے پچاس برس میں بلادِ ناس۔ مکناسہ، سبتہ، طنجہ اور سالی کے علاوہ مغرب مراکش کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔

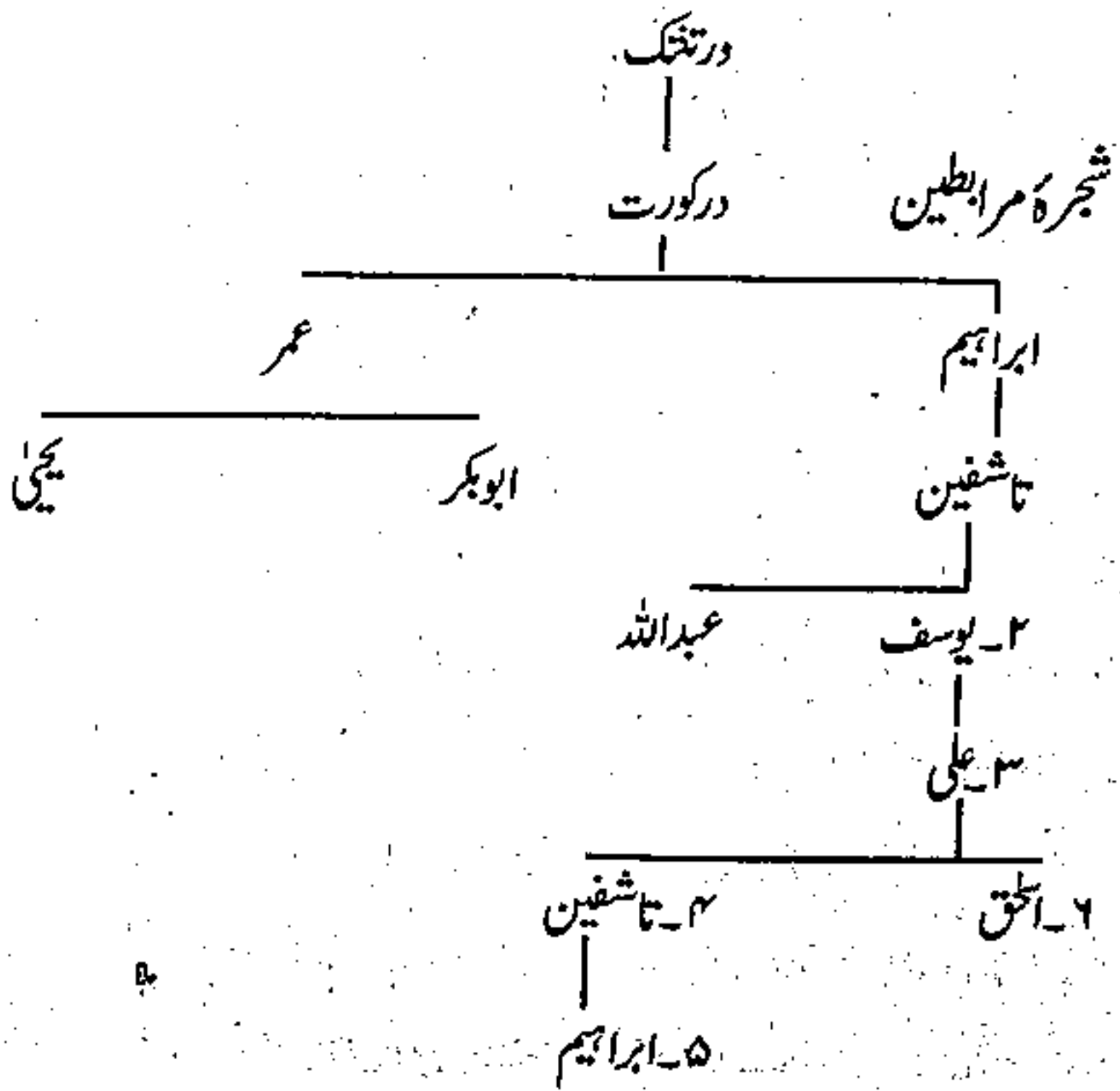
یوسف بن تاشفین نے اپنے حُسنِ انتظام اور سپہ گری میں مہارت کی بنا پر جماعتِ مرابطین کو اپنا فدائی بنا رکھا تھا۔ ۴۷۹ھ (۱۰۸۶ء) میں جب اسپانیہ کے بنی عباد پر نوسوشتم سب آراگن کے بادشاہ سانسو Sancho اور سڈ کامپیڈار تسوگیو دیا زڈی بیور نے حملہ کیا تو بنی عباد نے یوسف کو امداد کے لیے بلا یا یوسف نے ۲۳۔ اکتوبر ۱۰۸۶ء (رمضان ۴۷۹ھ) کو جنگ زماوہ ع Badojoz کے قریب میں قسطلہ Castille کی افواج کو شکست دی۔ لیکن ہزیمیت خوردہ فوج کا تعاقب نہ کیا اور مسلمانانِ اندلس کی امداد کے لیے تین ہزار سپاہی چھوڑ کر خود افریقہ میں واپس چلا آیا۔

۴۸۴ھ (۱۰۹۰ء) میں شاہ اشبیلیہ نے دوبارہ یوسف کی امداد طلب کی۔ یوسف وہاں گیا اور تمام اسلامی علاقے عیسائی حملہ آوروں سے واپس لے لیے۔ ہاں طلیطلہ ان ہی کے قبضے میں رہا اور سر قسطہ پر بنی ہو دمتسلط رہے۔

مرابطین کی شان و شوکت زیادہ دیر تک قائم نہ رہی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ افریقہ کے جنگجو لوگ اندلس کے سرسبز خطوں میں پہنچ کر آرام طلب ہو گئے، آبائی صفات کھو بیٹھے اور ان میں عیسائیوں کے مقابلہ کی ہمت باقی نہ رہی۔ بحیرہ روم میں بھی ان لوگوں نے اقتدار بڑھانے کی کوشش نہ کی۔ نیز الجزائر، تونس اور طرابلس کے اکثر علاقوں پر بنی حماد اور بنی زیری کی حکومت باقی رہنے دی۔

مرا بطین کا اقتدار ایک صدی تک باقی رہا۔ متعصب موحدین نے بعد میں ان کا خاتمہ کر دیا۔ موحدین نے ابھرتے ہی تمام شمالی افریقہ اور جنوبی اسپانیہ پر قبضہ جمالیا اور میدان صاف کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۲۸	ابوبکر	۱۰۵۶
۲۸۰	یوسف	۱۰۸۷
۵۰۰	علی	۱۱۰۶
۵۳۷	تاشفین	۱۱۴۳
۵۴۱	ابراہیم	۱۱۴۶
۵۴۱	اخلق	۱۱۴۷



۲۰۔ موحدین

شمالی افریقہ میں

۵۲۳ھ تا ۶۶۷ھ

۱۱۳۰ء تا ۱۲۶۹ء

موحدین کو ابن اسپانیہ Mohades کہتے ہیں۔ یہ ایک اسلامی فرقہ ہے جو قائلین تشبیہ و تجسیم کے خلاف اٹھا تھا اور اللہ کے متعلق کسی قسم کی تشبیہ یا تجسیم کا منکر تھا۔ اس فرقے کا قائد ابو عبد اللہ بن تو مرت تھا جو مدبروں کے ایک قبیلے مسودہ سے تعلق رکھتا تھا۔ لوگوں کو خالص توحید کی طرف دعوت دیا کرتا تھا اور اس کے پیروا سے المہدی منتظر سمجھتے تھے۔

ابو عبد اللہ ۵۲۲ھ (۱۱۲۸ء) میں فوت ہو گیا اور موحدین کی قیادت کی ذمہ داریاں اس کے بھائی عبد المومن کے سپرد ہوئیں۔ ۵۲۳ھ (۱۱۳۰ء) میں عبد المومن موحدین مسودہ کی سیادت پر رسماً مقرر ہو گیا اور ۵۳۲ھ (۱۱۴۰ء) سے تسخیر ممالک کا کام شروع کر دیا۔ ۵۳۸ھ (۱۱۴۴ء) میں افواج مرا بطین کو شکست دی اور دہران، تلمسان، فاس، سبتہ اور سالی کو دو سال کے عرصے میں فتح کر لیا۔ ۵۴۱ھ (۱۱۴۶ء) میں مراکش کا محاصرہ کر کے اس شہر کو مسخر کیا اور ساتھ ہی امرائے مرا بطی کا سلسلہ ختم کر ڈالا۔ ۵۴۰ھ (۱۱۴۵ء) میں ایک فوج اسپانیہ میں روانہ کی اور صرف پانچ برس کے عرصہ میں تمام اسلامی اسپانیہ زیر نگیں کر لیا۔ اسپانیہ اور مراکش پر قبضہ جمانے کے بعد عنان توجہ مشرق کی طرف منعطف کی۔ ۵۴۷ھ (۱۱۵۲ء) میں الجزائر کے بنی حماد کا خاتمہ کیا اور ۵۵۳ھ (۱۱۵۸ء) میں ان نارمنز کو جنہوں نے امرائے بنی زیری کو تونس میں مغلوب کر رکھا تھا۔ تونس سے نکالا اور ساتھ ہی طرابلس کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ اس طرح مصر سے لے کر محیط اطلس تک یعنی افریقہ کے سارے شمالی ساحل کا مالک بن گیا اور یہاں نیز اسلامی اندلس میں اس کا سکہ چلنے لگا۔

عبد المومن کے جانشین اسپانیہ کے عیسائیوں کے خلاف عموماً مصروف پیکار رہا کرتے تھے۔ جب ۶۳۲ھ (۱۱۳۵ء) میں لاس نوایں Las Navas کے مقام پر انہیں شکست ہوئی تو اسپانیہ میں پھر ان کی دھاک نہ بندھ سکی اور کچھ عرصے کے بعد اس ملک کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کے چلے آنے کے بعد اسپانیہ عیسائی حکمرانوں اور چھوٹے چھوٹے اسلامی سلسلوں میں بٹ

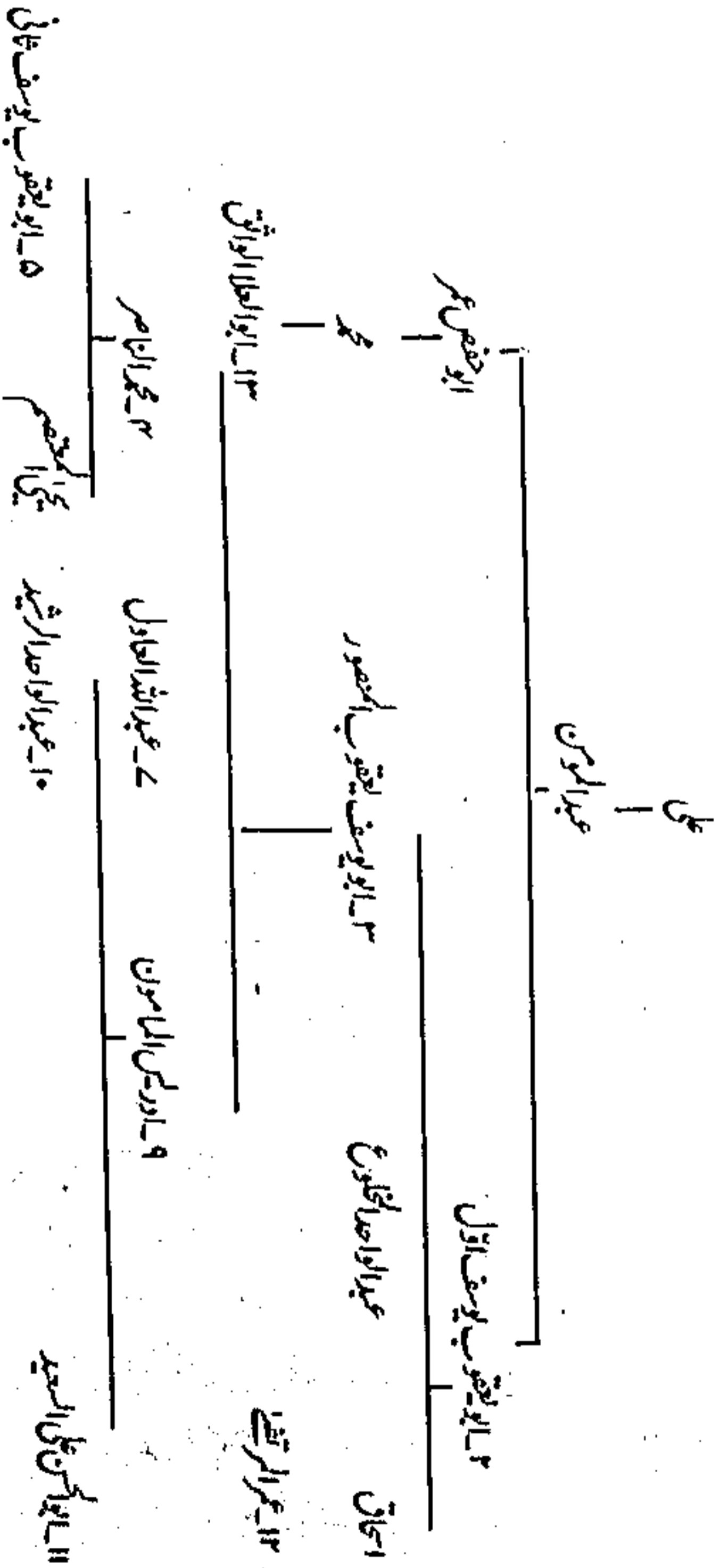
گیا، مؤخر الذکر میں سب سے زیادہ مشہور امرائے بنی نصر (جدول ۱۴) تھے۔ جنہوں نے عیسائیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ۸۹۷ھ (۱۴۹۲ء) تک وہیں جمے رہے۔ اسی سال فرڈنیاں اور ملکہ ایزابلانے نے سارے ملک کو زیر نگین کر لیا اور مسلمانوں کو اسپانیہ سے باہر نکال دیا۔

موحدین کا اسپانیہ سے نکلنا تھا کہ ان کا اقتدار شمالی افریقہ میں بھی مٹ گیا۔ کافی عرصہ پہلے یعنی ۵۶۸ھ (۱۱۷۲ء) میں طرابلس پہ سلطان صلاح الدین ایوبی قبضہ جما چکا تھا۔ تونس میں امرائے بنی حفص جو موحدین کی طرف سے حکومت کیا کرتے تھے ۶۲۵ھ (۱۲۲۸ء) میں خود مختار بن بیٹھے۔ ۶۲۳ھ (۱۲۳۵ء) میں تلمسان کے بنی زیان نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ مراکش میں بھی حالات بگڑ چکے تھے۔ اور جا بجا مدعیان تخت پیدا ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ۶۶۷ھ (۱۲۶۹ء) میں ایک کہستانی قبیلے بنی مرین نے موحدین کے پایہ تخت یعنی مراکش کو فتح کر لیا اور موحدین کو مٹا دیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۲۴	عبدالمومن	۱۱۳۰
۵۵۸	ابو یعقوب یوسف الاول	۱۱۶۳
۵۸۰	ابو یوسف یعقوب بن المنصور	۱۱۸۴
۵۹۵	محمد الناصر	۱۱۹۹
۶۱۱	ابو یعقوب یوسف ثانی بن المستنصر	۱۲۱۴
۶۲۰	عبدالواحد الخلع	۱۲۲۳
۶۲۱	ابو محمد عبداللہ العادل	۱۲۲۴
۶۲۴	یحییٰ المعتمد	۱۲۲۷
۶۲۶	ابوالعلا ادریس المامون	۱۲۲۹
۶۳۰	عبدالواحد الرشید	۱۲۳۳
۶۴۰	ابوالحسن السعید	۱۲۴۳
۶۴۶	ابو حفص عمر المرتضیٰ	۱۲۴۸
۶۶۷-۶۶۷	ابوالعلا الواثق	۱۲۶۹-۱۲۶۶

(اس سلسلے کو امرائے مرینی و خطیبی نے ختم کیا)

تجرۃ موحدین



۲۱۔ بنی حفص

تونس میں

۶۲۵ھ تا ۹۴۱ھ

(۱۲۲۸ء تا ۱۵۳۳ء)

ابتدا میں امرائے بنی حفص موحدین کے نائب بن کر تونس میں حکومت کیا کرتے تھے۔ ان کا سلسلہ حکومت موروثی تھا۔ بعد میں جب موحدین کا زوال شروع ہوا تو انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر خود مختاری کا اعلان کر دیا اور ایک ایسے سلسلے کی بنیاد ڈالی۔ جس کا اقتدار تین سو برس تک باقی رہا۔ یہ حکمران نہایت انصاف اور دیانت داری سے حکومت کیا کرتے تھے اور ان کے مراسم اطالوی جمہوریتوں کے ساتھ دوستانہ بھی تھے اور تاجرانہ بھی۔

۹۴۱ھ (۱۵۳۳ء) میں خیر الدین بربروسہ نے سلطان عثمانی کے نام پر تونس کو فتح کیا۔ لیکن دوسرے سال لشہنشاہ شارل پنجم نے تونس کو پھر بنی حفص کے حوالے کر دیا اور اسپانوی فوج کا ایک لک دستہ غلتہ Goletta کے مقام پر مامور کر دیا۔ اسی سال تونس پر بحری قزاقوں کے حملے شروع ہو گئے چنانچہ انہوں نے ۹۷۶ھ (۱۵۶۸ء) میں تونس اور ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ء) میں غلتہ کو فتح کر لیا اور تونس دوبارہ قلمرو عثمانی کا ایک صوبہ شمار ہونے لگا۔ تین سو برس بعد یعنی ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) میں تونس پر فرانس کا قبضہ ہو گیا۔

۹۱۶ھ (۱۵۱۰ء) میں اسپانوی فوجوں نے طرابلس پر قبضہ جما لیا تھا لیکن ۹۸۵ھ (۱۵۵۱ء) میں دریائی قزاقوں نے اسے مسخر کر کے سلطنت عثمانیہ میں شامل کر دیا۔

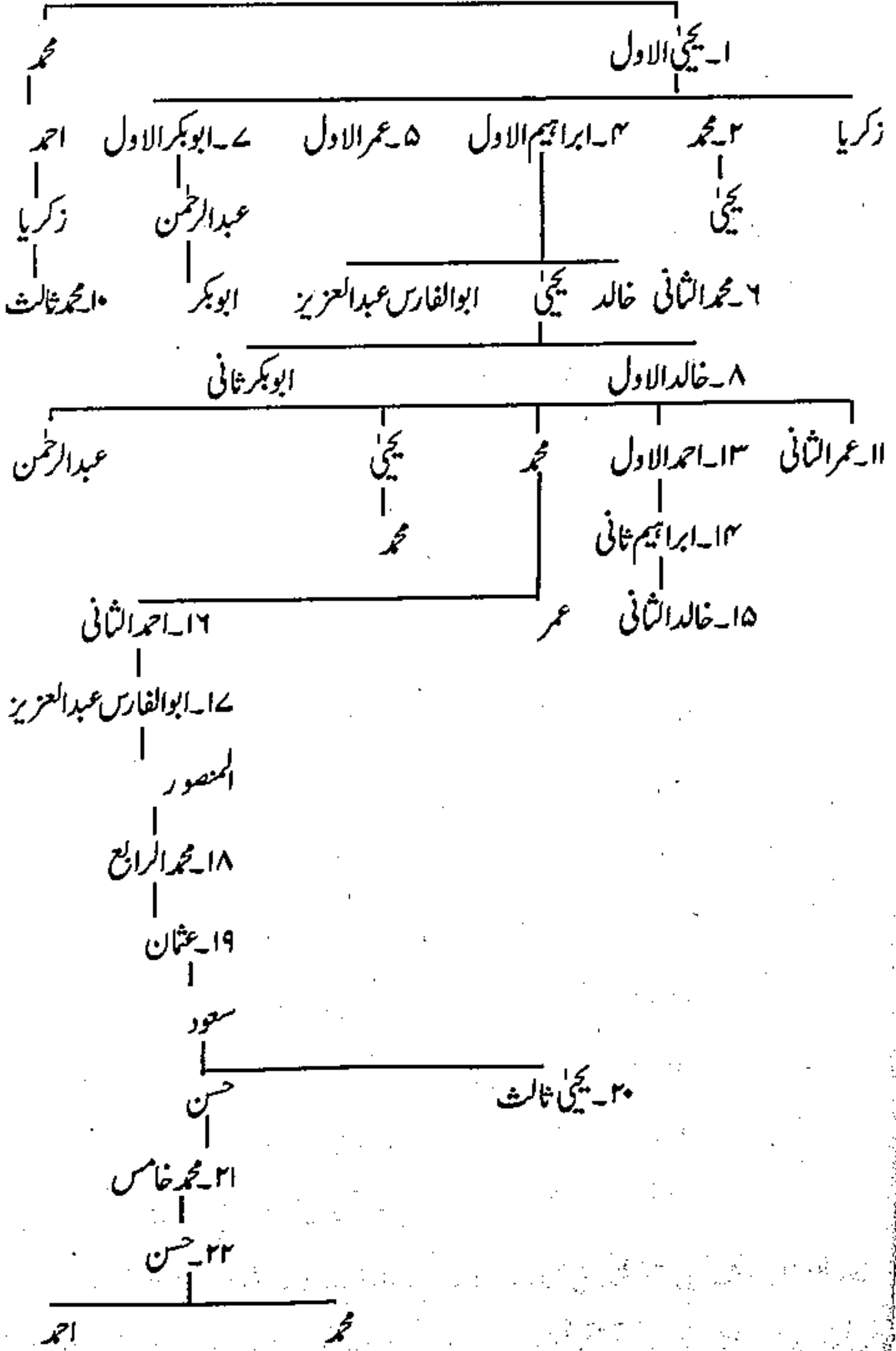
سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۲۵	ابوزکریا یحییٰ الاول	۱۲۲۸
۶۳۷	ابوعبداللہ محمد الاول المستنصر	۱۲۳۹
۶۷۵	ابوزکریا یحییٰ الثانی	۱۲۷۷

۱۲۷۹	ابو اسحاق ابراہیم الاول	۶۷۸
۱۲۸۲	ابو حفص عمر الاول	۶۸۳
۱۲۹۵	ابو عبد اللہ محمد الثانی المستنصر	۶۹۲
۱۳۰۹	ابو بکر الاول الشدید	۷۰۹
۱۳۰۹	ابو البقا خالد الاول	۷۰۹
۱۳۱۱	ابو یحییٰ زکریا	۷۱۱
۱۳۱۷	ابو ذریبہ محمد الثالث المستنصر	۷۱۷
۱۳۱۸	ابو یحییٰ ابو بکر الثانی المتوکل	۷۱۸
۱۳۲۶	ابو حفص عمر الثالث	۷۲۷
۱۳۲۶	(بنی مرین کا عہد)	۷۲۷
۱۳۲۹	ابو العباس احمد الاول الفضل	۷۵۰
۱۳۵۰	ابو اسحاق ابراہیم الثانی المستنصر	۷۵۱
۱۳۶۸	ابو البقا خالد الثانی	۷۷۰
۱۳۷۰	ابو العباس احمد الثانی المستنصر	۷۷۲
۱۳۹۲	ابو الفارس عبدالعزیز	۷۹۶
۱۴۲۳	محمد رابع المستنصر	۸۳۷
۱۴۳۵	ابو عمرو عثمان	۸۳۹
۱۴۸۸	ابو ذریبہ محمد الثالث	۸۹۳
۱۴۹۳	ابو عبد اللہ محمد الخامس	۸۹۹
۱۵۳۲-۱۵۲۵	الحسن	۹۳۱-۹۳۲

(سلاطین عثمانی کے نام پر دریائی قزاقوں اور بیگوں نے اس سلسلے کو ختم کیا)

شجرہ بنی حفص

عبدالواحد بن ابی حفص



۲۲۔ بنی زیان

الجزائر میں

۶۳۳ھ تا ۷۹۶ھ

(۱۲۳۵ء تا ۱۳۷۳ء)

بنی زیان الجزائر میں موحدین کی طرف سے حکومت کیا کرتے تھے جب موحدین کا زوال شروع ہوا تو ان امرائے بھی بنی حفص کی طرح خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ ان کا پایہ تخت شہر تلمسان تھا۔ ۷۹۶ھ (۱۳۹۳ء) میں مراکش کے بنی مرین نے اس سلسلے کا خاتمہ کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۳۳	یغمر بن زیان	۱۲۳۵
۶۸۱	عثمان اول	۱۲۸۲
۷۰۳	ابوزیان اول	۱۳۰۳
۷۰۷	ابوحموسی	۱۳۰۷
۷۱۸	ابوتاشیفین عبدالرحمن الاول	۱۳۱۸
۷۲۹	ابوسعید عثمان الثانی	۱۳۲۸
.	ابوثابت الزایم .	.
۷۵۳	ابوحموسی الثانی	۱۳۵۲
۷۸۸	ابوتاشیفین عبدالرحمن الثانی	۱۳۸۶
۷۹۶	ابوزیان الثانی	۱۳۹۳

(اس سلسلے کو امرائے مرینی نے ختم کیا)

سولہویں صدی عیسوی سے لے کر اب تک الجزائر، تونس اور طرابلس کے صوبے سلطنت عثمانیہ کا برائے نام حصہ رہے ہیں۔ ان ولایات کو بربر کے دریائی قزاقوں نے قلمرو عثمانیہ میں شامل

کیا تھا۔

بربروسہ کے آنے سے پہلے اسپانوی فوج نے ڈال پڈرونویرو Dal Pedro Navaro کی قیادت میں ساحل افریقہ پر الجزائر کی بندرگاہوں بجایہ لیسوہران (الاران) اور طرابلس کو فتح کر لیا تھا۔ ۹۱۵ھ (۱۵۰۹ء) میں اروچ بربروسہ نے جوسسی Leslie کا ایک انقلاب پسند لیڈر تھا۔ جزیرہ جربا کو فتح کر لیا جو ساحل طرابلس کے بالمقابل واقع ہے اور اس کے بعد اسپانوی افواج کے خلاف مصروف پیکار ہو گیا۔ ۹۲۰ھ (۱۵۱۳ء) میں جیجبل ۹۲۲ھ (۱۵۱۶ء) میں الجزائر اور ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں تلمسان اور تونس کو امرائے مرینی سے چھین لیا۔ ۹۲۵ھ (۱۵۱۹ء) میں اس کا بھائی خیرالدین بربروسہ دربار عثمانی کی طرف سے الجزائر کا گورنر (یا بیگلر بیگی) مقرر ہوا۔ اب شمالی افریقہ میں صرف دو مقام اسپانیوں کے قبضے میں رہ گئے تھے۔ اول الجزائر کا قلعہ پی ن Penon جو ۹۲۷ھ (۱۵۳۰ء) تک ان کے تسلط میں رہا اور دوسرا شہر دہران (اران) جس پر اسپانوی ۱۱۲۱ھ (۱۷۰۶ء) تک قابض رہے۔

۹۳۱ھ (۱۵۳۴ء) میں خیرالدین نے امرائے بنی حفص کو شکست دے کر تونس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن دوسرے سال شہنشاہ شارل پنجم نے اس شہر کو دوبارہ فتح کر لیا۔ ۹۷۶ھ (۱۲۶۸ء) میں اس پر الجزائر کے دریائی قزاق قابض ہو گئے۔ ۹۸۱ھ (۱۵۷۴ء) میں اسے ڈان جان (جو آسٹریا کا رہنے والا تھا) نے مسخر کر لیا۔ لیکن ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ء) میں الوج علی (دریائی قزاق) نے اس شہر کو قلمرو عثمانی میں شامل کر ڈالا۔ ۹۵۹ھ (۱۵۵۱ء) میں ایک اور قزاق ترغود نامی نے سینٹ جین کے امیروں سے جو جزائر زوڈس سے بھاگ کر یہاں پناہ گزین ہوئے تھے۔ طرابلس چھین کر سلاطین عثمانی کے حوالے کر دیا۔ خلاصہ یہ کہ الجزائر تونس اور طرابلس کے صوبے ۹۲۵ھ (۱۵۱۵ء) ۹۷۶ھ (۱۵۶۸ء) اور ۹۵۸ھ (۱۵۵۱ء) میں بالترتیب عثمانی اقتدار میں چلے گئے۔

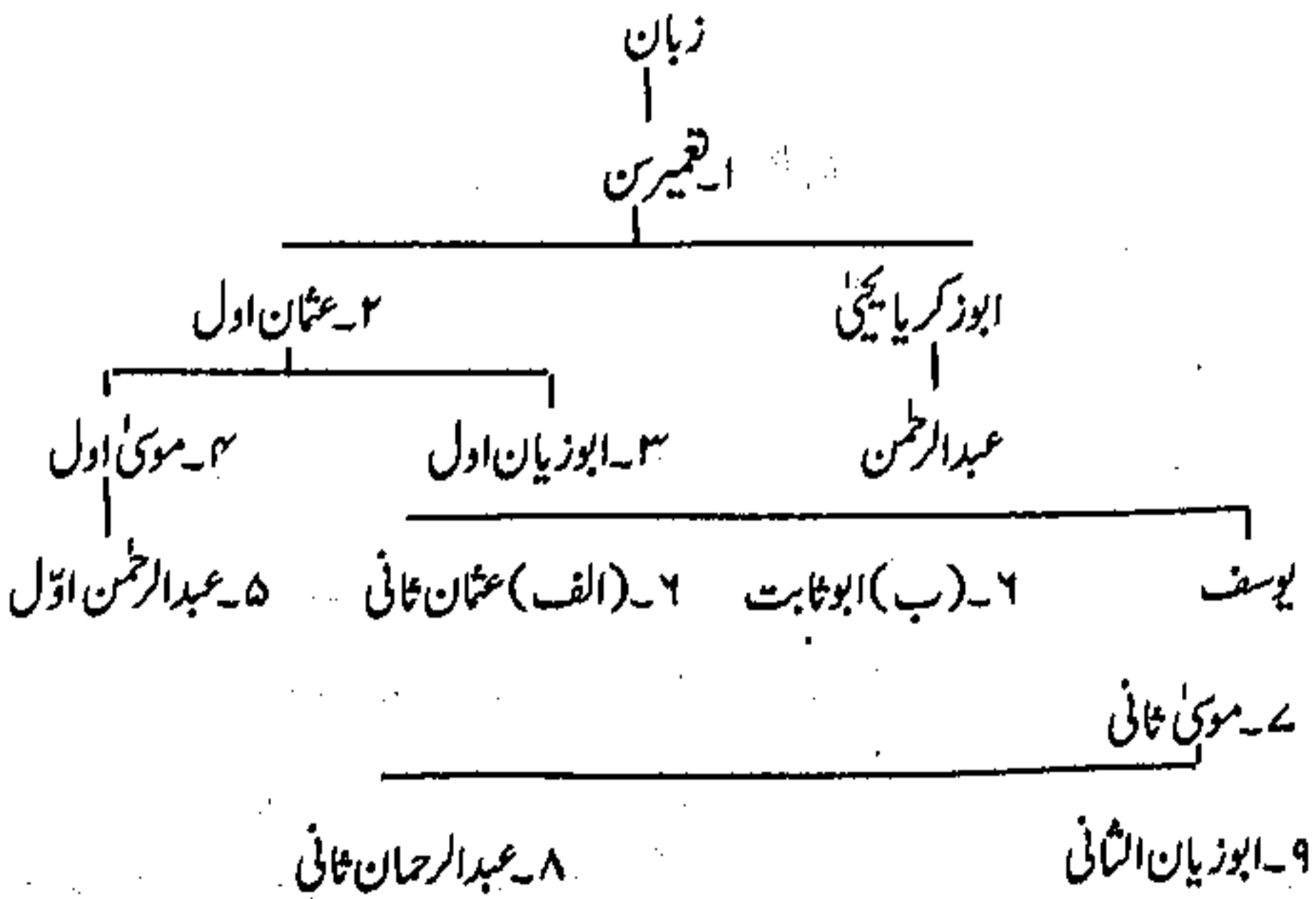
ابتداء میں الجزائر پر پاشا لوگ حکومت کیا کرتے تھے۔ جنہیں باب عالی مقرر کیا کرتا تھا۔ ۱۰۸۲ھ (۱۶۷۱ء) تک چھبیس پاشے یکے بعد دیگرے یہاں آچکے تھے۔ ۱۰۸۲ھ (۱۶۷۱ء) میں نئی جری علی کے سالار الملقب بہ ڈے نے ان پاشاؤں کو اپنی بندگی میں لے کر ان کے اختیارات

محدود کر دیے ۱۱۲۲ھ (۱۷۱۰ء) میں پاشاؤں کا سلسلہ ختم ہو گیا اور ڈے الجزائر کا مستقل فرمانروا بن گیا۔ تقریباً سو برس بعد یعنی ۱۲۲۶ھ (۱۸۳۰ء) میں الجزائر پر فرانسیسی قابض ہو گئے۔

تونس پر ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) تک باب عالی کا قبضہ رہا۔ باب عالی کی طرف سے فوجی سردار جن کا لقب Dey تھا۔ حکومت کیا کرتے تھے۔ ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) میں یہاں بیگوں کی حکومت شروع ہو گئی۔ جن میں سے ایک بیگ خود مختار سلطان بن گیا۔ ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۱ء) میں تونس پر بھی فرانسیسی قبضہ ہو گیا۔ اب صرف طرابلس عثمانی اقتدار کے نیچے رہ گیا۔ جس پر ایک پاشا کی حکومت تھی۔

شمالی افریقہ میں صرف مراکش کی ولایت ایسی ہے۔ جس پر آج تک عیسائیوں کا قبضہ نہیں ہو سکتا۔ قلعہ اسپانیوں کے قبضہ میں ہے اور طنجہ کی بندرگاہ پر انگریز قابض ہیں۔ لیکن یہ دونوں سلطنتیں اپنے ان مقبوضات کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتیں اور نہ ان کے انتظامات کی طرف توجہ دیتی ہیں۔

شجرہ بنی زیان



۲۳۔ امرائے بنی مرین

مراکش میں

۵۹۱ھ تا ۸۷۵ھ

(۱۱۹۵ء تا ۱۲۷۰ء)

گو امرائے بنی مرین کی حکومت مرتفعات مراکش میں ۵۹۱ھ (۱۱۹۵ء) سے قائم ہو چکی تھی۔ لیکن مراکش کے پایہ تخت پر مدتوں موحدین کا قبضہ رہا۔ ۶۶۷ھ (۱۲۶۹ء) میں بنی مرین نے پایہ تخت پر بھی قبضہ جمالیا اور ۷۹۶ھ (۱۳۹۳ء) کے کچھ عرصہ بعد الجزائر کے ان علاقوں کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا جن پر امرائے بنی زیان قابض تھے۔ اس سلسلے کو بنی مرین ہی کے ایک قبیلے بنی و تعس نے ۸۷۵ھ (۱۲۷۰ء) میں ختم کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۹۱	عبدالحق	۱۱۹۵
۶۱۳	عثمان اول	۱۲۱۷
۶۳۷	محمد اول	۱۲۳۹
۶۴۲	ابو یحییٰ ابوبکر	۱۲۴۴
۶۵۶	ابو یوسف یعقوب	۱۲۵۸
۶۸۵	ابو یعقوب یوسف	۱۲۸۶
۷۰۶	ابو ثابت عامر	۱۳۰۶
۷۰۸	ابو الربیع سلیمان	۱۳۰۸
۷۱۰	ابو سعید عثمان الثانی	۱۳۱۰
۷۳۱	ابو الحسن علی	۱۳۳۱
۷۴۹	ابو عینان	۱۳۴۸
۷۵۹	السعید	۱۳۵۸
۷۶۰	ابو سلیم ابراہیم	۱۳۵۹

۱۳۶۱	ابو عمر تاشفین	۷۶۲
۱۳۶۱	عبد الحلیم	۷۶۳
۱۳۶۱	ابوزیان محمد الثانی	۷۶۳
۱۳۶۶	عبد العزیز	۷۶۸
۱۳۷۲	محمد الثالث السعید	۷۷۴
۱۳۷۴	ابوالعباس احمد المستنصر عبدالرحمن	۷۷۶
۱۳۸۴	موسیٰ	۷۸۶
۱۳۸۴	المستنصر	۷۸۶
۱۳۸۶	محمد الرابع الواثق	۷۸۸
۱۳۸۷	ابوالعباس احمد المستنصر (دوبارہ)	۷۸۹
۱۳۹۳	ابوالفارس	۷۹۶
؟	فارس المتوکل	؟
۱۴۰۸	ابوسعید	۸۱۱
۱۴۱۶	سعید۔ یعقوب	۸۱۹
۱۴۲۴	عبداللہ	۸۲۷
۱۴۷۰	شریف	۸۷۵

امراء بنی و تعس

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۴۷۰	شیخ و تعس السعید	۸۷۵
۱۵۰۰	محمد اول بن السعید	۹۰۶
۱۵۳۰	احمد بن محمد	۹۳۶
۱۵۵۰	محمد ثانی بن احمد	۹۵۷

(اس سلسلے کو شرفائے مراکش نے ختم کیا)

۲۴۔ شرفائے مراکش

۹۵۱ھ تا ۱۳۱۱ھ

۱۵۴۴ء تا ۱۸۹۳ء

یہ امراء چونکہ اپنے آپ کو حسن بن علی بن ابی طالب اور جنابہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد میں سے تصور کرتے تھے۔ اس لیے شریف کہلاتے تھے (جمع شرفا) ان شرفائے مراکش کے مشہور شہر ٹروڈنٹ تک کو ۹۲۱ھ (۱۵۱۵ء) میں فتح کیا اور فاس تک کو کچھ اور شہروں سمیت بعد میں مسخر کیا۔ لیکن ان کی مستقل اور باقاعدہ سلطنت ۹۵۱ھ (۱۵۴۴ء) سے شروع ہوتی ہے۔ شرفائے مراکش کے دو طبقے تھے۔ حسنی اور فلالی۔ مؤخر الذکر کا جانشین بنتے بنتے چھ برس صرف ہو گئے اور اس عرصے میں مراکش بد نظمی کا گھر بنا رہا۔

مراکش کی حدود ہمیشہ ایک ہی رہی ہیں۔ لیکن اس کی مملکت میں دو شریف شروع سے حکمران رہے ہیں جن کی آپس میں سخت رقابت تھی۔ ایک کا پایہ تخت فاس تھا اور دوسرے کا مراکش۔ ہر دو اپنے آپ کو خلیفہ و امیر المؤمنین سمجھتے تھے۔

(الف) شرفائے حسنی

۹۵۱ھ تا ۱۰۶۹ھ

(۱۵۴۴ء تا ۱۶۵۸ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۵۱	محمد اول الشیخ	۱۵۴۴
۹۶۵	عبداللہ	۱۵۵۷
۹۸۱	محمد ثانی	۱۵۷۳
۹۸۳	ابومردان عبدالملک الاول	۱۵۷۵

۱۵۷۸	ابوالعباس احمد اول المنصور	۹۸۶
۱۶۰۳	شیخ ابوفارس، زیدان (ایک دوسرے کے رقیب)	۱۰۱۱
۱۶۰۸	زیدان / بلا شرکت	۱۰۱۶
۱۶۲۸	ابومروان عبدالملک ثانی	۱۰۳۸
۱۶۳۰	ولید	۱۰۴۰
۱۶۳۵	محمد ثالث	۱۰۴۵
۱۶۵۸-۱۶۵۴	احمد ثانی	۱۰۶۹-۱۰۶۴

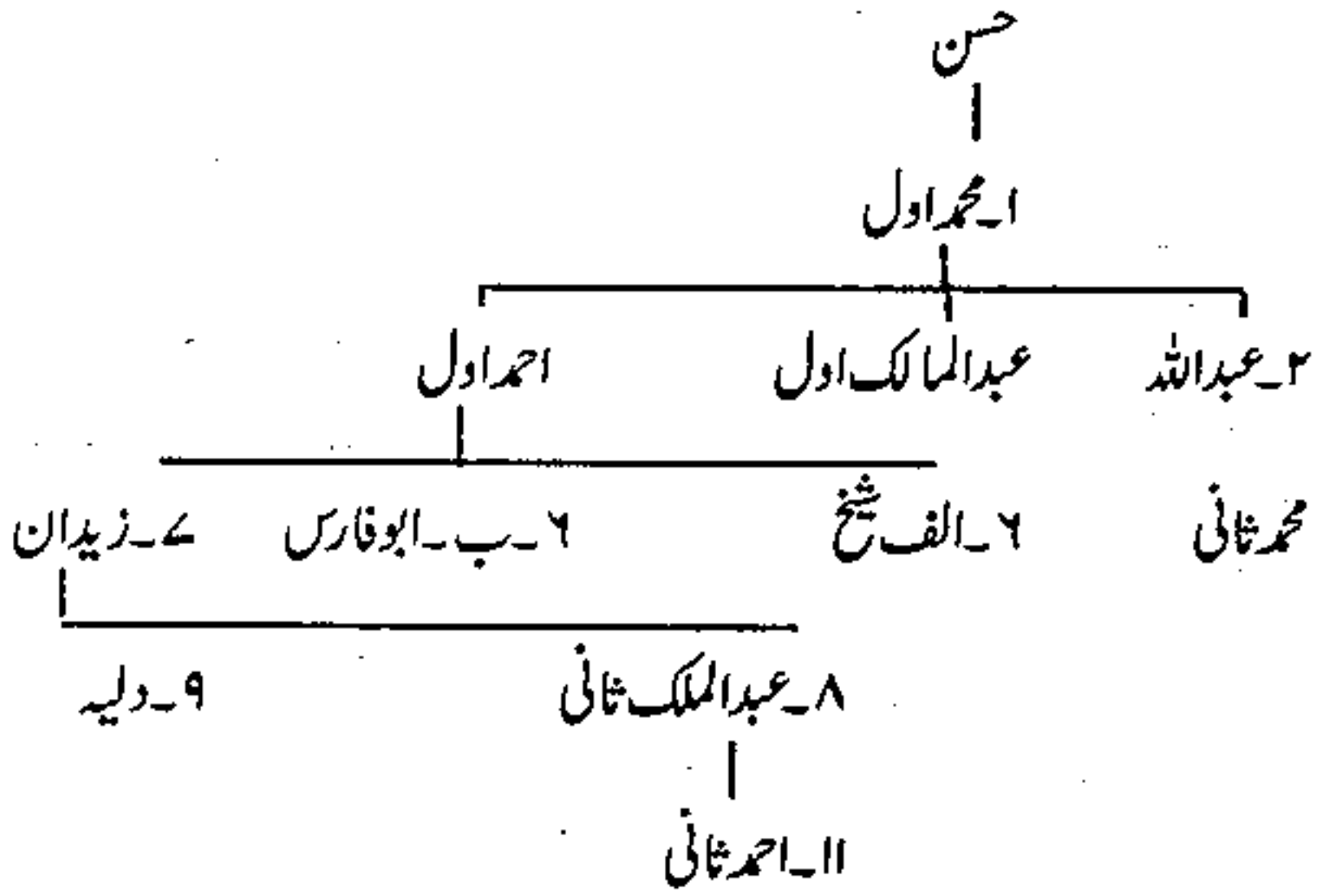
(ب) شرفائے فلانی

۱۰۷۵ھ تا ۱۳۱۱ھ

۱۶۶۳ء تا ۱۸۹۳ء

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۰۷۵	رشید بن الشریف بن علی	۱۶۶۳
۱۰۸۳	اسماعیل السمین	۱۶۷۲
۱۱۳۹	احمد المذہبی	۱۷۲۷
۱۱۴۱	عبداللہؒ	۱۷۲۹
۱۱۷۱	محمد اول	۱۷۵۷
۱۲۰۴	یزید	۱۷۸۹
۱۲۰۶	ہشام	۱۷۲۹
۱۲۰۹	سلیمان	۱۷۹۵
۱۲۳۸	عبدالرحمن	۱۸۲۲
۱۲۷۶	محمد ثانی	۱۸۵۹
۱۳۱۱-۱۲۹۰	حسنؒ	۱۸۹۳-۱۸۷۳

شجرہ شرفائے حسنی



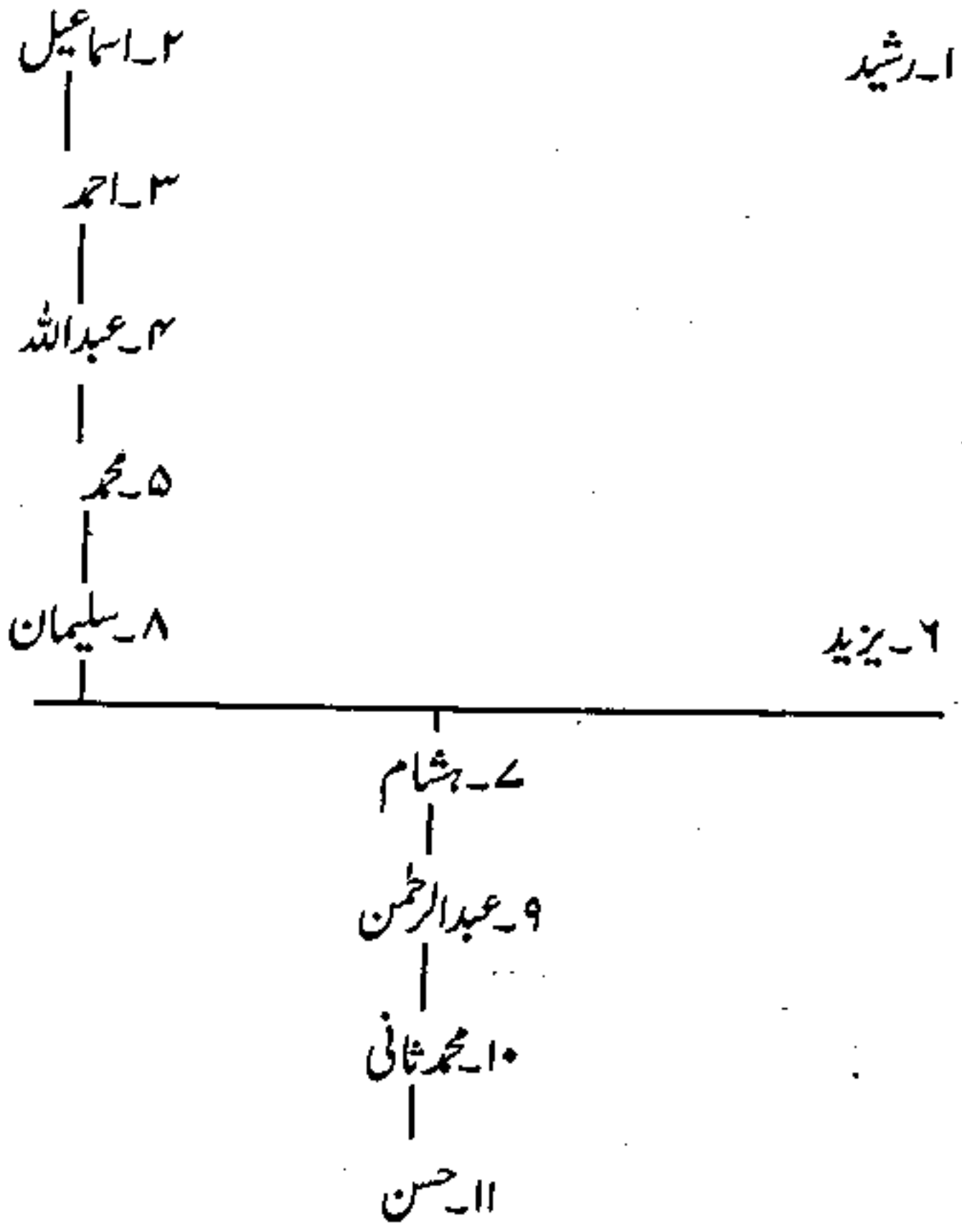
نوٹ: یہ شجرہ ناقص ہے۔ اس لیے کہ اس میں دسویں حکمران محمد ثالث کا ذکر موجود نہیں۔ برقی

- ۱۔ فاطمیوں کا حال مصر کے ذیل میں ملاحظہ ہو۔
- ۲۔ انگریزی میں Ceuta شمالی افریقہ میں جبرالٹر کے سامنے ایک شہر۔
- ۳۔ Pisa اٹلی کی ایک بندرگاہ فلورنس کے مغرب کی طرف۔
- ۴۔ سپین پر گیارہ فونسو ۷۳۹ء سے ۱۳۵۰ء تک حکمران رہے۔ فونسو ششم ۱۰۶۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۱۰۵ء میں وفات پائی۔
- ۵۔ آراگان سپین کا ایک صوبہ ہے۔
- ۶۔ سپین کا مشہور بہادر۔ اصلی نام Bodrige Diaz ولادت ۱۰۳۵ء وفات ۱۰۹۹ء۔ مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں کافی نام پیدا کیا۔
- ۷۔ اسپانوی نام Sagralias سپین میں گاڈیا نہ Guadiana دریا کے کنارے ایک شہر جس پر ۱۸۱۲ء میں برطانوی فوجیں ڈنکین کے زیرِ کمان حملہ آور ہوئی تھیں۔
- ۸۔ شہین تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس روشنی کی طرح ہے جو کسی روشن کمرے کی جالیوں سے چھن چھن کر باہر نکل رہی ہو۔ مجسمین اللہ کے مجسم ہونے کے قائل ہیں اور اللہ کو عرش پر بیٹھا ہوا سمجھتے ہیں۔ ان کے کئی فرقے ہیں۔ مثلاً ہشامیہ۔ جولقیہ۔ بیانیہ اور کرامیہ، جعد بن درہم اور محمد بن کرام ان کے ائمہ میں شمار ہوتے ہیں (الفرق الاسلامیہ صفحہ ۵۷)۔

- ۹۔ اس سے مراد فرڈ نیاں پنجم ہے جو پین کے دو صوبوں کیسٹائل اور لیون کا فرمانروا تھا (۱۳۵۲ء۔۱۵۱۶ء)
- ۱۰۔ پین کے فرمانروا فرد نیاں پنجم کی بیوی۔
- ۱۱۔ چارلس پنجم (۱۵۰۰۔۱۵۵۸ء) پین کا بادشاہ تھا۔
- ۱۲۔ تونس کی ایک بندرگاہ بازرگانی Bizertal سے تقریباً ۵۰ میل مشرق کی طرف۔
- ۱۳۔ Bougie الجیریا کا ایک ساحلی شہر
- ۱۴۔ Oran الجیریا کی ایک بندرگاہ
- ۱۵۔ Jign الجیریا کا ایک شہر
- ۱۶۔ Tilmicen
- ۱۷۔ ترکی خطاب جو پہ سالاروں کو ملتا تھا۔ سترہویں صدی میں ترکوں کی ایک مشہور فوج نی چری کے سپہ سالار جوڈے کے نام سے مشہور تھے۔ الجیریا کے فرمانروا بن گئے۔
- ۱۸۔ طرابلس تصنیف کتاب یعنی ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ء) تک تو عثمانی اقتدار میں تھا لیکن ۱۳۳۱ھ (۱۹۱۳ء) میں اس پر اطالیہ کا قبضہ ہو گیا اور آج (۱۹۶۷ء میں) آزاد ہے۔
- ۱۹۔ مراکش کے آج تین ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ طنجه بین الاقوامی بندرگاہ متصور ہوتا ہے۔ ملیہ اور صبتہ پر اسپانیہ قابض ہے اور باقی پر سلطان مراکش کی حکومت ہے۔
- ۲۰۔ جنوبی مراکش کی بندرگاہ اگادیر سے ۵۵ میل مشرق میں واقع ہے۔
- ۲۱۔ ایرانی کوفاس لکھتے ہیں شہر شمالی مراکش میں بندرگاہ رباط Rabat سے تقریباً سو میل مشرق میں واقع ہے۔
- ۲۲۔ عبداللہ کے بعد عارضی طور پر شرفائے فلالی کی سلطنت ختم ہو گئی اور مندرجہ ذیل تین حکمران برسر اقتدار آئے۔
- علی بن اسماعیل ۲۳۲-۵۲۳ (۱۱۲۷-۱۱۲۹)
- المستغنی بن اسماعیل ۵۲۶-۵۲۸ (۱۱۵۱-۱۱۵۳)
- زین العابدین ۵۵۳ھ (۱۱۵۸ء)
- ۲۳۔ اصل کتاب کی تصنیف کے بعد مندرجہ ذیل شرفا برسر اقتدار رہے۔
- عبدالعزیز ۱۳۱۲ھ
- الحفیظ (ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ میں مستغنی ہو گیا) ۱۹۰۶ء
- یوسف (۲۹ شعبان ۱۳۳۰ھ کو سلطان مراکش بنا) ۱۹۱۲ء
- محمد اول ۱۳۳۶ھ
- محمد ثانی (حسن) ۱۳۸۱ھ
- ۱۹۶۲ء

شجرہ شرفائے فلالی

شریف بن علی



مصر و شام

تیسری صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

نویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

۲۵۔ بنی طولون

۲۶۔ آل اشید

۲۷۔ فاطمی

۲۸۔ ایوبی

۲۹۔ ممالیک

مصر و شام

تیسری صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

نویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

اسلامی تاریخ میں مصر و شام عموماً ایک ہی حکومت کے ماتحت رہے ہیں مسلمانوں نے شام کو ۱۴ھ و ۱۷ھ (۶۳۵ء، ۶۳۸ء) کے درمیان اور مصر کو ۲۱ھ (۶۴۱ء) میں فتح کیا۔ ۲۱ھ سے ۲۵۴ھ (۶۴۱ سے ۸۶۸ء) تک مصر کی حیثیت محض ایک صوبے کی تھی۔ جس پر بنی امیہ و بنی عباس کے مقرر کردہ گورنر حکومت کیا کرتے تھے۔ ان گورنروں کی تعداد ۹۸ ہے۔ ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) میں احمد بن طولون نے مصر میں ایک آزاد سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جو ۳۷ برس تک جاری رہی۔ اس کے بعد آل اشید کا سلسلہ شروع ہوا۔ جسے خلفائے فاطمی (ازمنہ وسطیٰ میں سلاطین مصر کا سب سے بڑا سلسلہ شمار ہوتا ہے) نے ختم کیا۔ خلفائے فاطمی کے زمانے میں شام میں بھی چند آزاد سلسلے برسر اقتدار آئے۔ مثلاً آل مواس، امرائے بوری اور اتابکان زنگی۔ لیکن صلاح الدین ایوبی کے ظہور کے بعد شام مصر کا ایک صوبہ بن گیا۔ بالآخر یہ دونوں ممالک سلاطین عثمانی کے قبضہ میں چلے گئے۔ ۱۲۴۷ھ (۱۸۳۱ء) میں محمد علی پاشا کے لڑکے ابراہیم پاشا نے شام کو قلمرو مصر میں شامل کر لیا۔ لیکن انگریزوں نے مداخلت کر کے شام سلاطین عثمانی کو واپس دلا دیا۔ ۱۲۵۷ھ (۱۸۴۱ء) سے شام سلاطین عثمانی کے قبضے میں ہے۔

۲۵۔ بنی طولون

۲۵۴ھ تا ۲۹۲ھ

(۸۶۸ء تا ۹۰۵ء)

طولون امرائے سامانی کے غلاموں میں سے تھا۔ جسے بخارا کے سامانی حکمران نے بطور

ہدیہ مامون کے ہاں بھیجا تھا۔ طولون نے مامون کے ہاں بغداد اور سرمن رائی (جگہ کا نام) میں بڑی عزت پیدا کی اور بلند مناصب پر فائز ہوا۔ ۲۴۰ھ میں اس کا لڑکا احمد والد کا جانشین بنا۔ اور ۲۵۲ھ (۸۶۸ء) میں مصر کا گورنر مقرر ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور ۲۶۳ھ (۸۷۷ء) میں شام کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ یہ دونوں ممالک سلسلہ طولون کے اختتام (۲۹۲ھ، ۹۰۵ء) تک اسی سلسلے کے ماتحت رہے۔ یہ امر اپنے پایہ تخت القطائع (فسطاط و قاہرہ کے درمیان) کی شان و شوکت اور دیگر خیراتی عمارات کی وجہ سے مشہور ہیں۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۵۲	احمد بن طولون	۸۶۸
۲۷۰	خمارویہ بن احمد	۸۸۳
۲۸۲	جیش ابوالعسا کر بن خمارویہ	۸۹۵
۲۸۳	ہارون بن خمارویہ	۸۹۶
۲۹۲	شیبان بن احمد	۹۰۵

(اس سلسلے کو عباسیہ نے ختم کیا)

۲۶۔ آل اشید

۳۲۳ھ تا ۳۵۸ھ

(۹۳۵ء تا ۹۶۹ء)

جن دنوں کہ خلفائے عباسی کے حکام نے مصر و شام میں عارضی اقتدار پیدا کر لیا تھا۔ محمد الاشید انہی اطراف میں ایک مستقل سلسلے کی بنیاد ڈال رہا تھا۔ (اشید امرائے فرخانہ کا رسمی لقب ہے) فرخانہ کے ایک فوجی افسر کے لڑکے کا نام طنج (محمد کا والد) تھا جو دربار بغداد میں رہتا تھا۔ یہ ترقی کرتے کرتے عامل دمشق بن گیا۔ بعد میں خلیفہ سے ان بن ہو گئی اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ جہاں سے اس کا جنازہ باہر آیا۔ خلیفہ نے اس سختی کی تلافی یوں کی کہ طنج کے لڑکے محمد کو ۳۱۸ھ میں عامل دمشق اور ۳۳۱ھ میں حاکم مصر مقرر کیا۔ محمد اپنی اسامی پر ۳۲۳ھ (۹۳۵ء) میں حاضر ہوا۔ چار برس بعد یعنی ۳۲۷ھ (۹۳۸ء) میں اشید کا لقب اختیار کیا اور ۳۳۰ھ (۹۴۱ء) میں شام اور حرین شریفین کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۲۳	محمد الاشید بن طغج	۹۳۵
۳۳۲	ابوالقاسم منگور بن الاشید	۹۴۶
۳۳۹	ابوالحسن علی بن الاشید	۹۶۰
۳۵۵	ابوالمسک کافور (خواجہ سرا)	۹۶۶
۳۵۸-۳۵۷	ابوالقداس احمد بن علی	۹۶۸-۹۶۹

(اس سلسلے کو خلفائے فاطمی نے ختم کیا)

۲۷۔ خلفائے فاطمی

۲۵۷ھ تا ۵۶۷ھ

(۹۰۹ء تا ۱۱۷۱ء)

ادارہ کی طرح فاطمی بھی اپنے آپ کو فاطمہ الزہرا کی اولاد سمجھتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو شجرہ خلفاء صفحات گزشتہ میں) ادارہ خلفائے فاطمی کے عروج کے تمام اسباب پہلے ہی مہیا کر چکے تھے اور وہ اس طرح کہ عہد ادارہ میں کئی ایسے مبلغ موجود تھے۔ جو برابرہ میں شیعئی عقائد کی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اسی تبلیغ کا نتیجہ تھا کہ جب خلافت فاطمیہ کے بانی عبید اللہ نے دعویٰ مہدویت کرنے کے بعد اپنے آپ کو خلیفہ دامیر المؤمنین کہا تو اسے کوئی خاص دقت پیش نہ آئی۔ عبید اللہ نے (۹۰۹ء) میں امرائے اعلیٰ کے آخری آثار تک مٹا دیے اور امرائے اداریسی کے مقبوضات کو چھوڑ کر باقی تمام مراکش کا واحد فرمانروا بن گیا۔

ابتدا میں فاطمیہ کا پایہ تخت مہدیہ (تونس کے پاس ایک شہر) تھا یہ وہی شہر ہے۔ جسے فرانس کے ایک مورخ فرایس Froisart نے افریقہ کے نام سے یاد کیا تھا۔ پچاس برس بعد فاطمیوں نے مصر و شام کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ جس سردار نے ۳۵۶ھ (۹۶۹ء) میں اشید یوں سے مصر چھینا تھا۔ اسی سردار نے دریائے نیل کے دو شاخے پر قلعہ بنایا تھا جس کی آبادی

بڑھتی گئی اور آج یہ شہر قاہرہ کہلاتا ہے۔

اسی سال فاطمیوں نے جنوبی شام فتح کیا۔ ۳۸۱ھ (۹۹۱ء) میں حلب پہ قابض ہو گئے اور اس طرح ان کی حکومت صحرائے شام و نہر شامی سے سواحل مراکش تک پھیل گئی۔ جب فاطمیوں کے مغربی مقبوضات ان کے ہاتھ سے نکل گئے تو انہوں نے مہدیہ اور قیروان کو چھوڑ کر قاہرہ کو پایہ تخت بنا لیا گو نارمنز نے ۳۶۳ھ (۱۰۷۱ء) میں سلی ۳۳۸ھ (۱۰۳۶ء) میں مالٹا اور ۳۴۰ھ (۱۰۲۸ء) میں قیروان و مہدیہ پر قبضہ جمالیاتھا بایں ہمہ فاطمیوں کی طاقت مصر و شام میں برسوں تک غیر متزلزل رہی اور یہ لوگ بحیرہ روم کے سواحلی ممالک کے ساتھ مدتوں تجارت کرتے رہے۔

۵۶۷ھ، ۱۱۷۱ء میں اس سلسلے کو صلاح الدین ایوبی نے ختم کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۹۷	مہدی۔ ابو محمد عبید اللہ	۹۰۹
۳۲۲	قائم۔ ابو القاسم محمد	۹۳۴
۳۳۴	منصور۔ ابو طاہر اسماعیل	۹۴۵
۳۴۲	معز۔ ابو تمیم معد	۹۵۲
۳۶۵	عزیز۔ ابو منصور نزار	۹۷۵
۳۸۶	حاکم۔ ابو علی منصور	۹۹۶
۴۱۱	ظاہر۔ ابو الحسن علی	۱۰۲۰
۴۲۷	مستنصر۔ ابو تمیم	۱۰۳۵
۴۸۷	مستنصر۔ ابو القاسم احمد	۱۰۹۴
۴۹۵	منصور۔ امیر ابو علی عامر	۱۱۰۱
۵۲۴	حافظ۔ ابو طیمون عبد الجید	۱۱۳۰
۵۴۴	ظافر۔ ابو المنصور اسماعیل	۱۱۴۹
۵۴۹	فائز۔ ابو القاسم عیسیٰ	۱۱۵۴
۵۵۵-۵۶۷	حاضر۔ ابو محمد۔ عبد اللہ	۱۱۶۰-۱۱۷۱

(اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

انمہ سادات

محمد رسول اللہ

فاطمہ = علی

فروع اسمائہ عظیمہ کے سادات امام

۳۔ حسین (وفات ۶۱ھ)

۳۔ حسین (وفات ۶۱ھ)

۴۔ زین العابدین (وفات ۹۴ھ)

(وفات ۱۱۳ھ)

۵۔ محمد باقر

۶۔ جعفر صادق (وفات ۱۴۸ھ)

۷۔ اسماعیل

۷۔ موسیٰ (وفات ۸۳ھ)

۷۔ محمد

۸۔ علی رضا (وفات ۲۰۰ھ)

اسماعیل

۹۔ محمد جواد (وفات ۲۳۰ھ)

محمد

۱۰۔ علی ہادی (وفات ۲۵۴ھ)

احمد

۱۱۔ حسن عسکری (وفات ۲۶۰ھ)

عبداللہ

۱۲۔ محمد مہدی منتظر (غیبت ۲۶۰ھ)

حسین

عبداللہ

فروع اسمائہ عظیمہ کے سادات امام

اسما علیہ کے مخصوص امام

فاطمی

|

۱۔ مہدی

|

۲۔ قائم

|

۳۔ منصور

|

۴۔ معز

|

۵۔ عزیز

|

۶۔ حاکم

|

۷۔ ظاہر

|

۸۔ مستنصر

۹۔ مستعلی

|

۱۰۔ عامر

محمد

|

۱۱۔ حافظ

|

۱۲۔ ظافر

|

۱۳۔ فائز

|

۱۴۔ حاضد

۲۸۔ ایوبی

۵۶۳ھ تا ۶۲۸ھ

(۱۱۶۹ء تا ۱۲۵۰ء)

صلاح الدین بن ایوب نسلاً کر دتھا اور نور الدین محمود بن زنگی کے ہاں سپہ سالار تھا۔ نور الدین نے بعض خدمات کے صلہ میں صلاح الدین کو حاکم شام بنا دیا۔ (ملاحظہ ہو باب نہم) کچھ عرصہ بعد مصر میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور نور الدین نے صلاح الدین اور اس کے چچا شیر کوہ کو مصر کی امداد کے لیے بھیجا۔ دوستی کے اس مظاہرے کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ عرصہ کے لیے مصر شام کا ایک صوبہ بن کر رہ گیا۔

۵۶۳ھ (۱۱۶۹ء) میں شیر کوہ کا انتقال ہو گیا اور صلاح الدین مصر کا واحد مالک بن گیا۔ آخر فاطمی خلیفہ بھی تین برس بعد دار عقبیٰ کو سدھا گیا۔

محرم ۵۶۷ھ (ستمبر ۱۱۷۱ء) میں آخری فاطمی خلیفہ (حاضد) بستر مرگ پر تھا۔ صلاح الدین نے حکم نافذ کر دیا کہ تمام قلمرو میں مستنصری (بغداد کا عباسی خلیفہ) کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ یہ تبدیلی تمام لوگوں نے بلا دقت قبول کر لی اور مصر پر بار دیگر ۳۱۵ھ سنّت کا علم لہرانے لگا۔ حریم شریفین جو مدت سے حکومت مصر کا جزو بنے ہوئے تھے۔ صلاح الدین کی نگرانی میں آ گئے۔ صلاح الدین نے اپنے بھائی توران شاہ کو ۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں یمن کا حاکم مقرر کیا اور ایک سال پہلے ۵۶۸ھ (۱۱۷۲ء) میں وہ نارمنز سے طرابلس چھین چکا تھا۔

۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں نور الدین زنگی کا انتقال ہو گیا اور اب صلاح الدین کی نگاہیں شام کی طرف اٹھنے لگیں۔ چنانچہ ۵۷۰ھ (۱۱۷۴ء) میں دمشق جا پہنچا اور اتابکان زنگی کے مقابلے کے باوجود قلمرو شام کو کنار فرات تک روند ڈالا۔ صرف حلب باقی رہ گیا تھا۔ جس پر وہ الملک الصالح (نور الدین زنگی کا بیٹا) کی وفات ۵۷۹ھ (۱۱۸۳ء) تک قبضہ نہ کر سکا۔ صلاح الدین نے موصل کو بھی فتح کر لیا اور ۵۸۱ھ (۸۶-۱۱۸۵ء) میں امرائے جزیرہ (دجلہ فرات کا درمیانی علاقہ) کو

باغزار بنا کر ایسی سلطنت کی بنا ڈال دی جو فرات سے نیل تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس سلطنت میں صرف چند ایک استحکامات (قلعے وغیرہ) شامل نہیں تھے، جن پر عیسائیوں کا قبضہ تھا۔

صلاح الدین نے فتح ہشتیں (۲۴ ربیع الثانی ۵۸۳ھ (۴ جولائی ۱۱۸۷ء) کے بعد بیت المقدس کی عیسائی حکومت کا خاتمہ کر ڈالا اور تین ماہ کے اندر اندر یوروشلم پر قبضہ کر لیا۔ صرف صور کا ایک قلعہ باقی رہ گیا تھا جس پر عیسائی مسلط تھے۔

بیت المقدس کی فتح نے عیسائی طاقتوں کو آگ لگا دی۔ چنانچہ صلیبی جنگوں کی تیاریاں ہونے لگیں۔ ۵۸۶ھ (۱۱۹۰ء) میں انگلینڈ کے بادشاہ رچرڈ اول اور شاہ فرانس لسخپ آگسٹ مل کر بیت المقدس پر حملہ آور ہوئے اور ایک سال بعد محاصرہ عسکری میں بھی یہ دونوں طاقتیں شامل تھیں۔ یہ لڑائیاں ۱۸ ماہ تک جاری رہیں۔ جب عیسائی طاقتوں نے دیکھا کہ کامیابی کی کوئی امید باقی نہیں رہی تو ۵۷۸ھ (۱۱۹۲ء) میں تین برس کے لیے صلح کر لی۔ ۵۸۹ھ (۱۱۹۳ء) میں صلاح الدین کی وفات ہو گئی اور معا اس کی وسیع سلطنت اس کے بھائیوں، لڑکوں اور بھتیجوں میں تقسیم ہو گئی۔ صلاح الدین کے ایک بھائی سیف الدین عادل نے آہستہ آہستہ باقی تمام وارثان سلطنت کو اپنا محکوم بنا کر سلطنت کو پھر طاقتور بنا لیا۔

صلاح الدین کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں نے سلطنت کے تین حصے کر لیے۔ افضل نے اپنا پایہ تخت دمشق کو بنا لیا۔ عزیز نے قاہرہ اور ظاہر نے حلب کا انتخاب کیا۔ ۵۹۲ھ (۱۱۹۹ء) میں عادل نے عزیز کے جانشین منصور کو مصر سے باہر نکال دیا۔ صرف حلب بچ گیا جو ۶۲۸ھ (۱۲۶۰ء) تک صلاح الدین کی اولاد کے قبضے میں رہا۔

۵۹۲ھ (۱۱۹۶ء) اور ۵۹۶ھ (۱۱۹۹ء) کے درمیانی عرصے میں سیف الدین عادل مصر اور شام کے بیشتر حصے کا مالک بن چکا تھا۔ ۵۹۷ھ (۱۲۰۰ء) میں اپنے ایک لڑکے کو الجزائرہ کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔ اور اپنی موت ۶۱۵ھ (۱۲۱۸ء) تک سلطنت ایوبی کے بیشتر حصے پر حکومت کرتا رہا۔ جب عادل کا انتقال ہو گیا تو اس کے لڑکوں نے سلطنت کو تقسیم کر لیا اور اس طرح مصر، دمشق اور الجزائرہ میں ایوبی سلاطین کے چھوٹے چھوٹے سلسلے شروع ہو گئے جو عادل کی پشت سے تھے۔ حماة، حمص

اور یمن میں بھی ایوبی فرمانروا موجود تھے۔ جو ایوبی خاندان کے دیگر ارکان کی اولاد تھے۔
ایوبی حکومت کی اہم ترین شاخ سلطنت مصر تھی۔ جس کے تصرف میں عموماً ملک شام بھی
رہتا تھا۔ اس شاخ پر ۶۳۸ھ (۱۲۵۰ء) میں ممالیک بحری نے قبضہ کر لیا۔
ایوبی سلطنت کی دمشق شاخ سارے شام پر قبضہ کرنے کے لیے مصری و حلبی شاخ کے
خلاف مدتوں لڑتی رہی۔ ابھی یہ تنازعات جاری تھے کہ ۶۵۸ھ (۱۲۶۰ء) میں تاتاریوں کا
سیلاب آ پہنچا اور ایک ہی ریلے میں ان سلطنتوں کو بہا لے گیا۔ عادل نے جو سلطنت الجزائرہ میں
قائم کی تھی، وہ ۶۳۳ھ (۱۲۳۵ء) میں ختم ہو چکی تھی۔ ممالیک مصر نے ۶۶۱ھ (۱۲۶۳ء) میں حمص
پر قبضہ کر کے وہاں کے ایوبیوں کو ختم کر ڈالا اور ۶۲۵ھ (۱۲۲۸ء) میں یمن کے رسولی امراء نے
وہاں کی ایوبی سلطنت کو مٹا دیا۔ ان حادثات کے بعد ایوبی خاندان کی صرف ایک شاخ باقی رہ گئی۔
جس کا پایہ تخت حماة تھا۔ اور جس کا خاتمہ تقریباً سو برس بعد یعنی ۷۴۲ھ (۱۳۳۱ء) میں ہوا۔
ابوالفدا (اسلام کا مشہور و معروف مؤرخ) اسی شاخ سے تعلق رکھتا تھا۔

الف۔ ایوبیان مصر

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۶۳	صلاح الدین یوسف ناصر	۱۱۶۹
۵۸۹	عماد الدین عثمان عزیز	۱۱۹۳
۵۹۵	سیف الدین ابوبکر عادل ☆	۱۱۹۸
۵۹۶	محمد کامل ☆	۱۱۹۹
۶۱۵	سیف الدین ابوبکر عادل ثانی ☆	۱۲۱۸
۶۳۵	نجم الدین ایوب صالح ☆	۱۲۳۸
۶۳۷	توران شاہ معظم ☆	۱۲۴۰
۶۳۸-۶۵۰	موسیٰ اشرف	۱۱۵۰-۱۱۵۲

ب۔ ایوبیان و مشق

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۸۲	نور الدین علی افضل	۱۱۸۶
۵۹۲	سیف الدین ابوبکر عادل (ملاحظہ ہوں ۱۱۹۶ حالات مصر)	
۶۱۵	شرف الدین عیسیٰ معظم	۱۲۱۸
۶۲۲	صلاح الدین داؤد ناصر	۱۲۲۷
۶۲۶	موسیٰ اشرف (سلطان الجزیرہ)	۱۲۲۸
۶۳۵	اسماعیل صالح	۱۲۳۷
۶۳۵	کامل (سلطان مصر)	۱۲۳۷
۶۳۵	عادل (سلطان مصر)	۱۲۳۷
۶۳۷	صلاح (سلطان مصر)	۱۲۴۰
۶۳۷	اسماعیل صالح (دوبارہ)	۱۲۴۰
۶۳۳	صلاح (سلطان مصر)	۱۲۴۵
۶۳۷	معظم (سلطان مصر)	۱۲۴۹
۶۳۸-۶۵۸	صلاح الدین یوسف (سلطان حلب)	۱۲۵۰-۱۲۶۰

(اس سلسلے کو تاریخوں نے ختم کیا)

ج۔ ایو بیان حلب

۱۱۸۶	غیاث الدین غازی بن طاہر	۵۸۲
۱۲۱۶	غیاث الدین محمد۔ عزیز	۶۱۳
۱۲۳۶-۱۲۶۰	صلاح الدین یوسف (سلطان حلب)	۶۳۳-۶۵۸
	(اس سلسلے کو بھی مغلوں نے ختم کیا)	

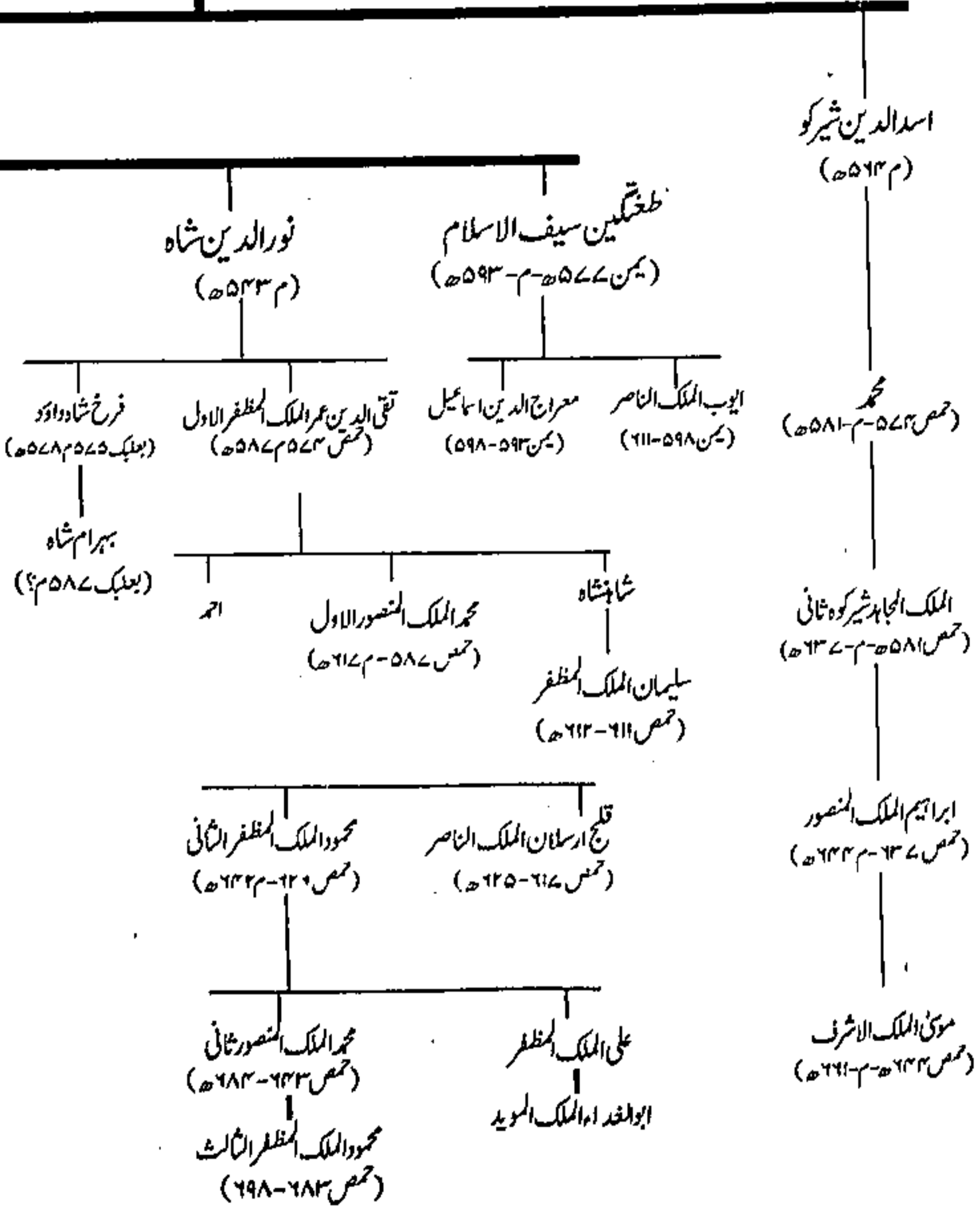
د۔ ایو بیان الجزیرہ

۱۱۲۰؟	نجم الدین ایوب اوحد	۵۹۷؟
۱۲۱۰	مظفر الدین موسیٰ اشرف	۶۰۷
۱۲۳۰-۱۲۴۵	مظفر غازی	۶۲۸-۶۳۳
	(اس سلسلے کو بھی مغلوں نے تباہ کیا)	

ہ۔ ایو بیان حماة

۱۱۷۸	تقی الدین عمر۔ مظفر اول	۵۷۳
۱۱۹۱	محمد منصور اول	۵۸۷
۱۲۲۰	قلج ارسلان ناصر	۶۱۷
۱۲۲۹	تقی الدین محمود مظفر ثانی	۶۲۶
۱۲۳۳	محمد۔ منصور ثانی	۶۳۲
۱۲۸۳-۱۲۹۸	محمود۔ مظفر ثالث	۶۸۳-۶۹۸

شادی بن ایوب



شجرہ ایوبیان

نجم الدین ایوب
(م-۵۵۶۷)

صلاح الدین یوسف الملک الناصر
(م-۵۵۸۹)

سیف الدین ابوبکر الملک العادل
(الجزیرہ ۵۹۸-دمشق ۵۹۲-مصر ۵۹۲-م-۶۱۵)

شمس الدین توران شاہ
(بین ۵۶۹-م-۵۷۷)

ملک التتار عثمان الملک اعزیز الملک مظفر الغازی ارسلان شاہ الملک الخاقانی ایوب الملک الادد موئی الملک الاشرف عیسیٰ الملک المعظم اسماعیل الملک الصالح محمد الملک اکمل
(الجزیرہ ۵۶۹-م-۵۷۷) (الجزیرہ ۵۹۶-م-۶۰۷) (الجزیرہ ۶۰۷-م-۶۱۵) (دمشق ۶۱۵-م-۶۲۳) (دمشق ۶۲۳-م-۶۳۵) (مصر ۶۱۵-م-۶۳۵)
میں ۵۱۷
دمشق ۵۲۶
م-۵۲۵
محمد الملک اکمل
الملک سعید
(م-۶۵۸)

یوسف الملک المسعود ایوب الملک الصالح ابوبکر العادل الثاني
(بین ۶۱۲-م-۶۲۵) (مصر ۶۳۷-م-۶۴۷) (دمشق ۶۳۷-م-۶۴۷) (م-۶۴۷)
(مصر ۶۳۷-م-۶۴۷)

خضر (بصرہ) مسعود الملک السعیدی غازی الملک الظاہر عثمان الملک العزیز علی الملک الافضل
(م-۶۰۶) (حلب ۵۸۲-م-۶۱۲) (مصر ۵۸۹-م-۵۹۵) (دمشق ۵۸۲-م-۶۱۲)

محمد الملک المنصور
(مصر ۵۹۵-م-۵۹۶)

احمد الملک الصالح

محمد الملک العزیز
(حلب ۶۱۲-م-۶۳۲)

وہ امرائے ایوبی جو ممالیک مصر کے مطیع تھے

۱۳۱۰	ابوالفدا اسماعیل۔ موید۔ مشہور مورخ	۷۱۰
۱۳۲۱-۱۳۲۲	محمد افضل	۷۳۲-۷۳۳
(اس سلسلے کو بالآخر ممالیک نے ختم کر ڈالا)		

و۔ ایوبیانِ حمص

۱۱۷۸	محمد بن شیر کوہ	۵۷۳
۱۱۸۵	شیر کوہ مجاہد	۵۸۱
۱۲۳۹	ابراہیم منصور	۶۳۷
۱۲۶۲-۱۲۳۵	مظفر الدین موسیٰ اشرف	۶۶۱-۶۳۳
(اس سلسلے کو بھی ممالیک نے منقطع کیا)		

ز۔ ایوبیانِ عرب

۱۱۷۳	توران شاہ بن ایوب۔ معظم	۵۶۹
۱۱۸۱	طغتكین بن ایوب۔ سیف الاسلام	۵۷۷
۱۱۹۶	معز الدین اسماعیل	۵۹۳
۱۲۰۱	ایوب۔ ناصر	۵۹۸
۱۲۱۴	سلیمان۔ مظفر	۶۱۱
۱۲۲۸-۱۲۱۵	صلاح الدین یوسف۔ مسعود	۶۲۵-۶۱۲
(اس سلسلے کو امرائے رسولی نے ختم کیا)		

۲۹۔ ممالیک

۶۵۰ھ تا ۹۲۲ھ

(۱۲۵۲ء تا ۱۵۱۷ء)

ممالیک مملوک کی جمع ہے جس کے لفظی معنی ”غلام“ ہیں۔ عموماً یہ لفظ سفید نسل غلاموں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ممالیک مصر ترک یا چر کسی غلام تھے۔ جو الملک الصالح ایوب کے ہاں بطور سپاہی بھرتی ہوئے تھے۔ ان کے اقتدار کا آغاز شجرۃ الدر سے ہوتا ہے جو الملک الصالح کی زوجہ تھی۔

اگرچہ چند سال تک مصر پر موسیٰ ایوبی حکمران رہا۔ لیکن اس کی سلطنت محض برائے نام تھی اور اصلی حاکم ممالیک تھے۔ جو نبی موسیٰ کی وفات ہوئی، ممالیک مصر کے واحد حکمران بن گئے۔ ان غلاموں کے دو طبقے تھے، ممالیک بحری و ممالیک بر جی۔ یہ دونوں طبقے مصر و شام پر دسویں صدی ہجری کے وسط تک فرمانروا رہے۔ گو ان کی سلطنتیں چھوٹی چھوٹی تھیں اور لگاتار ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہا کرتے تھے، تاہم ان کا داخلی انتظام قابلِ تعریف تھا۔ شہر قاہرہ میں آج بھی ایسے آثار ملتے ہیں جو ممالیک کے جمالیاتی ذوق، رنگین مزاجی اور لطافت پسندی کی شہادت دے رہے ہیں۔

ممالیک بڑے دلاور اور جنگجو لوگ تھے۔ صلیبی لڑائیوں میں عیسائی حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور تاتاری درندوں کو بارہا شکستیں دیں۔ وہی تاتاری جو ساتویں صدی میں تمام ایشیا پہ چھا گئے تھے اور مصر پر بڑھنے کا ارادہ کر رہے تھے۔

ممالیک بحری

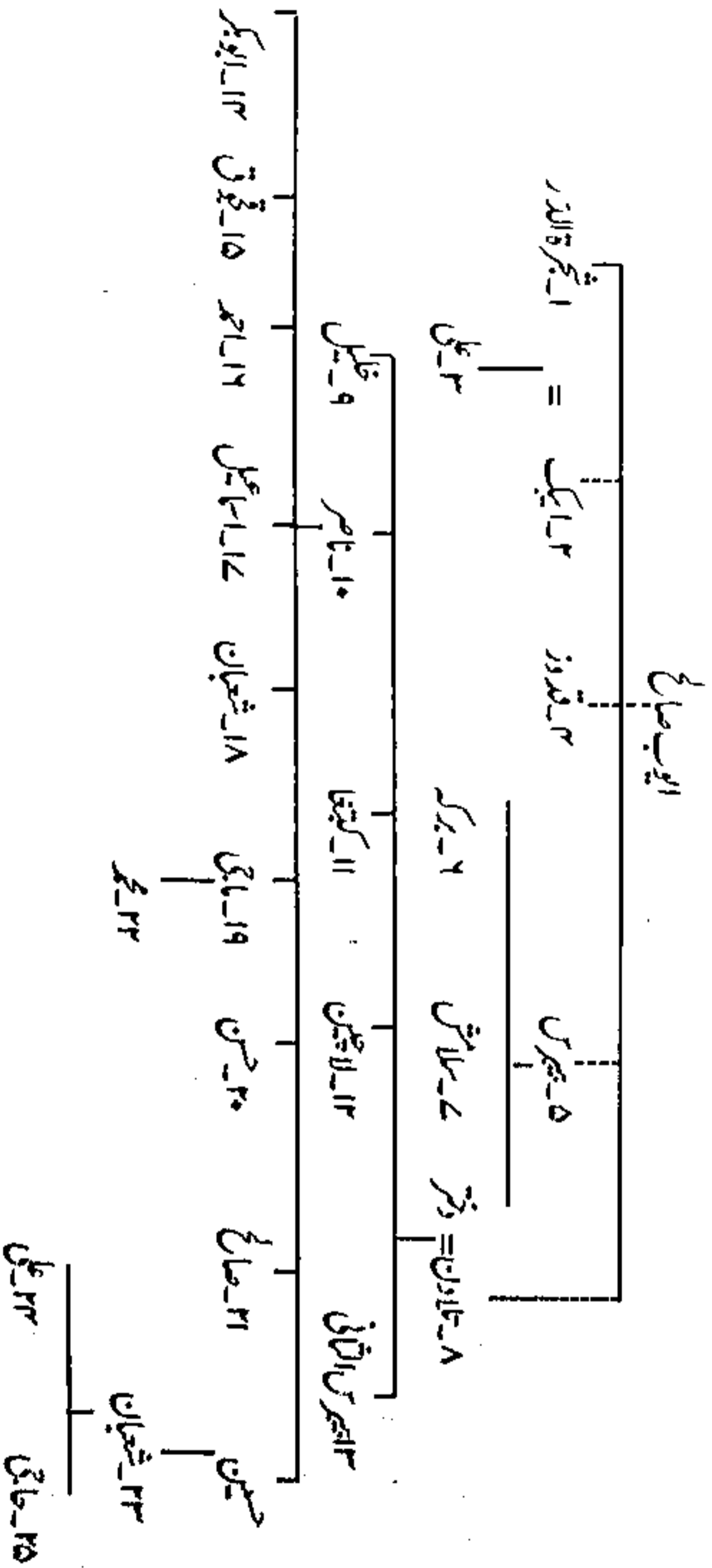
۶۲۸ھ تا ۹۲۵ھ

(۱۲۵۰ء تا ۱۳۹۰ء)

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۲۵۰	شجرۃ الدر	۶۲۸
۱۲۵۵	عزالدین ایبک - معز	۶۲۸
۱۲۵۷	نورالدین علی - منصور	۶۵۵
۱۲۵۹	سیف الدین قدوز - مظفر	۶۵۷
۱۲۶۰	رکن الدین بھیرس بندقداری - ظاہر	۶۵۸
۱۲۷۷	ناصرالدین برکہ خاں - سعید	۶۷۶
۱۲۷۹	بدرالدین سلاش - عادل	۶۷۸
۱۲۷۹	سیف الدین قلاوون الفی - منصور	۶۷۸
۱۲۹۰	صلاح الدین خلیل اشرف	۶۸۹
۱۲۹۳	ناصرالدین محمد - ناصر	۶۹۳
۱۲۹۳	زین الدین کتبغا - عادل	۶۹۳
۱۲۹۶	حسام الدین لاجین - منصور	۶۹۶
۱۲۹۸	محمد ناصر (دو بارہ)	۶۹۸
۱۳۰۸	رکن الدین بھیرس جاشنگیر - مظفر	۷۰۸
۱۳۰۹	محمد ناصر (سہ بارہ)	۷۰۹

۱۳۴۰	سیف الدین ابوبکر۔ منصور	۷۴۱
۱۳۴۱	علاؤ الدین قوجوق۔ اشرف	۷۴۲
۱۳۴۲	شہاب الدین احمد۔ ناصر	۷۴۲
۱۳۴۲	عماد الدین اسماعیل۔ صالح	۷۴۳
۱۳۴۵	سیف الدین شعبان۔ کامل	۷۴۶
۱۳۴۶	سیف الدین حاجی۔ مظفر	۷۴۷
۱۳۴۷	ناصر الدین حسن۔ ناصر	۷۴۸
۱۳۵۱	صلاح الدین صالح۔ صالح	۷۵۲
۱۳۵۲	حسن ناصر (دوبارہ)	۷۵۵
۱۳۶۱	صلاح الدین محمد منصور	۷۶۲
۱۳۶۳	ناصر الدین شعبان۔ اشرف	۷۶۳
۱۳۷۶	علاؤ الدین علی۔ منصور	۷۷۸
۱۳۸۱	صلاحی الدین حاجی۔ صالح	۷۸۳
۱۳۸۲	برقوق (ملاحظہ ہو "ممالیک برجی")	۷۸۴
۱۳۸۹-۱۳۹۰	حاجی (دوبارہ) بالقب مظفر	۷۹۱-۷۹۲

شجرہ ممالیک بحری



نوٹ: نقطہ دار خطوط بندہ و آقا کا تعلق ظاہر کرتے ہیں اور متوازی خطوط = تعلق ازواج بتاتے ہیں۔

ب۔ ممالیک برجی

۵۹۲ تا ۵۷۸ھ

(۱۳۸۲ء تا ۱۵۱۷ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۸۳	سیف الدین برقوق۔ ظاہر	۱۳۸۲
(۵۷۹۱ھ سے ۵۷۹۲ھ تک اس کی سلطنت کو حاجی نے منقطع کر دیا تھا)		
۸۰۱	ناصر الدین فرج۔ ناصر	۱۳۹۸
۸۰۸	عز الدین عبدالعزیز۔ منصور	۱۴۰۵
۸۰۹	ناصر الدین (دوبارہ)	۱۴۰۶
۸۱۵	مستعین۔ عادل (خلیفہ عباسی)	۱۴۱۲
۸۱۵	شیخ۔ موید	۱۴۱۲
۸۲۳	احمد۔ مظفر	۱۴۲۱
۸۲۳	سیف الدین ططار۔ ظاہر	۱۴۲۱
۸۲۳	ناصر الدین محمد۔ صالح	۱۴۲۱
۸۲۵	سیف الدین برس بیگ اشرف	۱۴۲۲
۸۲۲	جمال الدین یوسف۔ عزیز	۱۴۳۸
۸۲۲	سیف الدین جہمق۔ ظاہر	۱۴۳۸
۸۵۷	فخر الدین عثمان۔ منصور	۱۴۵۳
۸۵۷	سیف الدین اینال۔ اشرف	۱۴۵۳
۸۶۵	شہاب الدین احمد۔ موید	۱۴۶۰
۸۶۵	سیف الدین خوش قدم۔ ظاہر	۱۴۶۱

۱۴۶۷	سیف الدین بل بیگ	۸۷۲
۱۴۶۸	تیمور بغا۔ طاہر	۸۷۲
۱۴۶۸	سیف الدین قایت بیگ اشرف	۸۷۳
۱۴۹۵	محمد۔ ناصر	۹۰۱
۱۴۹۸	قانسوہ۔ طاہر	۹۰۴
۱۴۹۹	جنبلات۔ اشرف	۹۰۵
۱۵۰۰	قانسوہ غوری۔ اشرف	۹۰۶
۱۵۱۷-۱۵۱۶	تومان بیگ۔ اشرف	۹۲۳-۹۲۲

(چونکہ یہ سلاطین مختلف خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کا شجرہ نسب نہیں

دیا گیا)

(اس سلسلے کو سلاطین عثمانی نے ختم کیا)

۳۰۔ خدیوان مصر

۱۲۲۰ھ تا ۱۳۱۱ھ

(۱۸۰۵ء تا ۱۸۹۳ء)

۹۲۲ھ (۱۴۱۷ء) میں سلطان سلیم خاں اول نے مصر کو فتح کیا۔ یہاں دولت عثمانیہ کی طرف سے پاشا مقرر ہوا کرتے تھے۔ تین سو برس تک یہ قلمرو پاشاؤں کے زیر نگیں رہی۔ اس کے بعد اختیارات مملوک بیگوں کو منتقل ہو گئے۔ ۱۷۹۸ء میں مصر پہ ناپلیوں نے قبضہ جمالیا اور ممالیک کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ معا بعد انگریزوں نے ابو قیر اور اسکندر یہ پر قبضہ کر لیا۔ پیچھے پیچھے فرانسیسی بھی آ گئے۔ (۱۲۱۶ھ، ۱۸۰۱ء) انگریزوں اور فرانسیسیوں کے اختلاف کی وجہ سے غلاموں کا سلسلہ پھر قائم ہو گیا۔ ۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵ء) میں محمد علی نے جو افواج البانیہ کا سردار اور دربار عثمانی کی طرف سے عامل مصر تھا، غلاموں کو شکست دے کر مصر پر قبضہ جمالیا۔ ۱۲۲۶ھ (۱۸۱۱ء) میں ایک اور لڑائی کی

اور مصر کو پوری طرح اپنے اقتدار میں لے لیا۔ گورسما مصر پر سلاطین عثمانی کی حکومت تھی۔ لیکن دراصل محمد علی ہی مصر کا فرمانروا تھا۔ محمد علی کے چوتھے جانشین یعنی اسماعیل پاشا نے ۱۲۳۷ھ (۱۸۲۱ء) میں اپنے لیے حذیو کا لقب تجویز کیا۔

۱۲۳۷ھ (۱۸۲۱ء) میں محمد علی نے شام کو بھی قلمرو مصر کا حصہ بنا لیا لیکن ۱۲۵۷ھ (۱۸۴۱ء) میں انگریزوں کے دباؤ کی وجہ سے ملک شام سلاطین عثمانی کو لوٹا دیا۔ محمد علی نے سوڈان میں بھی قدم جما نے شروع کیے۔ اسماعیل پاشا کے زمانے تک تمام سوڈان فتح ہو گیا اور جنرل گارڈن کی موت ۱۳۰۳ھ (۱۸۸۵ء) تک مصر کا ایک حصہ بنا رہا۔

مصر کی جنوبی حدود دریائے نیل کے آبشار تک ہیں۔ ۱۳۰۱ھ (۱۸۸۳ء) سے (عربی پاشا کی بغاوت کو کچلنے کے بعد) یہ حکومت سلطنت انگریزی کا حصہ بن چکی ہے، اور برطانوی گماشتے مصر کے اندرونی نظام میں بھی دخل ہو رہے ہیں۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۲۲۰	محمد علی	۱۸۰۵
۱۲۶۳	ابراہیم	۱۸۴۸
۱۲۶۳	عباس اول	۱۸۴۸
۱۲۷۰	سعید	۱۸۵۳
۱۲۸۰	اسماعیل	۱۸۶۳
۱۳۰۰	توفیق	۱۸۸۲
۱۳۰۹	عباس ثانی (موجودہ خدیو)	۱۸۹۲

شجرہ

۱۔ محمد علی

حلیم طوسوں ۳۔ سعید ۲۔ ابراہیم

عباس اول ۵۔ اسماعیل

۹۔ سلطان احمد نواد ۸۔ سلطان حسین کامل ۶۔ توفیق

۷۔ عباس ثانی محمد علی

- ۱۔ پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء، ۱۹۱۸ء میں ترکی، جرمنی کے ساتھ مل کر روس، برطانیہ، فرانس اور امریکہ کے خلاف برسر پیکار رہا۔ جرمنی اور ترکی کو شکست ہوئی۔ نتیجاً عراق، عرب، فلسطین، مشرقی اردن اور شام ترکی سے چھین لیے گئے۔ عراق اور فلسطین پر انگریز ہی مسلط رہا۔ مشرق اردن کو برائے نام آزادی دے دی گئی۔ عرب پر ابن سعود چھا گیا اور شام فرانس کے حصے میں آیا۔ ستائیس برس کی جدوجہد۔ بعد جولائی ۱۸۴۵ء میں فرانس نے شام خالی کیا اور اب شام ایک آزاد سلطنت بن گیا ہے۔
- ۲۔ نہر عاصی یعنی شام کا دوسو میل لمبا دریا جو انطاکیہ کے پاس سے گزر کر بحیرہ روم میں جا گرتا ہے۔
- ۳۔ ان دنوں مصر پر خلفائے فاطمی کی حکومت تھی۔ ۴۔ فاطمی شیعہ تھے۔
- ۵۔ ڈاؤل انگلستان کا بادشاہ (۱۱۸۹ء، ۱۱۹۹ء) صلیبی لڑائیوں میں شامل رہا۔
- ۶۔ فلپ گسٹ (۱۱۸۰ء، ۱۲۲۳ء) نے تیسری صلیبی جنگ میں اہم حصہ لیا۔
- ۷۔ عکایا عکہ فلسطین کی بندرگاہ ہے۔
- ۸۔ حماة شام کا ایک مشہور شہر جو حمص سے تقریباً ۱۵۰ میل شمال میں واقع ہے۔
- ۹۔ یہ سلاطین دمشق پر بھی حکومت کرتے رہے۔
- ۱۰۔ اس موضوع پر لین پول نے دو کتابیں لکھی ہیں۔ ایک کا نام Cario قاہرہ اور دوسری کا Art of Sargsons of Egypt ہے۔
- ۱۱۔ یعنی تالیف کتاب کے وقت۔ ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) میں جب پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء، ۱۹۱۸ء چھڑ گئی تو انگریزوں نے عباس حلیمی پاشا کو اس بنا پر خدیوی مصر سے معزول کر دیا کہ وہ ترکوں کی طرف (جو انگریزوں کے خلاف لڑ رہے تھے) مائل تھا اور اس کی جگہ حسین کامل کو جو توفیق کا بھائی اور اسماعیل کا لڑکا تھا۔ سلطان کا خطاب دے کر تخت مصر پر بٹھا دیا۔ یکم صفر ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) کو حسین تخت نشین ہوا اور ۲۳۔ ذی الحج ۱۳۳۹ھ (۱۹۳۱ء) کو سلطان احمد نواد اس کا جانشین بنا۔ سلطان احمد کی وفات ۲۸۔ اپریل ۱۹۳۶ء کو ہوئی۔ ۲۹ جولائی ۱۹۳۷ء کو شاہ فاروق تخت نشین ہوا۔ ۱۹۵۲ء میں جنرل نجیب نے حکومت پر قبضہ کر کے فاروق کو جلاوطن کر دیا اور ۱۹۵۴ء میں ناصر برسر اقتدار آیا۔ ۱۹۶۷ء میں بھی وہی سب کچھ تھا۔

عربستان سعید (یمن)

تیسری صدی ہجری سے گیارہویں صدی ہجری تک
(نویں صدی عیسوی سے سترہویں صدی عیسوی تک)

- ۳۱۔ بنی زیاد (زبید)
۳۲۔ بنی یعفور (صنعا و جند)
۳۳۔ آل نجاح (زبید)
۳۴۔ بنی صلیح
۳۵۔ آل حمدان (صنعا)
۳۶۔ آل مہدی (زبید)
۳۷۔ آل زریح (عدن)
آل ایوب (ملاحظہ ہو مصر)
۳۸۔ آل رسول (یمن)
۳۹۔ آل طاہر (یمن)
۴۰۔ آئمہ رسی (صعدہ)
۴۱۔ امامان صنعا

یمن

تیسری صدی ہجری سے گیارہویں صدی ہجری تک

(نویں صدی عیسوی سے سترہویں صدی عیسوی تک)

ظہور اسلام کے بعد بھی عرب کی حالت ایام جاہلیت جیسی تھی۔ خلفاء کے عہد میں بھی قبائل انفرادی و شخصی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور دور جاہلیت کی طرح اپنے امرا و شیوخ کے زیر اثر رہا کرتے تھے۔ عرب کے بعض ایسے خٹے بھی تھے جہاں کبھی تو یہ امراء علم استقلال بلند کر دیا کرتے تھے اور کبھی خلفاء کی قیادت تسلیم کر لیتے تھے۔

اگرچہ خلفاء یمن کے لیے ہمیشہ ایک حاکم اور مکہ و مدینہ کے لیے نائب المکومت مقرر کرتے رہے۔ لیکن جو خٹے ان رقبوں سے ذرا باہر تھے۔ وہاں مقامی امراء کا سکہ چلتا تھا۔ تیسری صدی ہجری کے آغاز میں جب چند ایک خود مختار خاندانوں نے اسلامی سلطنت کی وحدت کا شیرازہ بکھیرنا شروع کیا تو فرمانروائے یمن نے بھی شمالی افریقہ کے بنو اغلب اور اوارسہ کی تقلید کرتے ہوئے خلفاء کی حکومت کا جوا اتار پھینکا اور عین اس وقت جب خراسان میں امراء طاہری ایک خود مختار سلطنت کی بنیاد ڈال رہے تھے، شہر زبید میں (از بلاد تہامہ) محمد بن عبداللہ بن زیاد نے علم استقلال بلند کر دیا اور اس طرح عرب میں خود مختار سلسلوں کی وبا پھیل گئی۔ اگرچہ اس انقلاب کے بعد بھی گاہے گاہے خلفاء کی طرف سے کوئی نہ کوئی عامل عرب میں مقرر ہوتا رہا لیکن دراصل سارا عرب خلفاء کے تسلط سے آزاد ہو چکا تھا۔

۳۳۔ بنی زیاد

(زبید میں)

۲۰۲ھ تا ۲۰۹ھ

(۸۱۹ء تا ۱۰۱۸ء)

بنی زیاد دو صدیوں تک زبید پہ حکومت کرتے رہے۔ ان کی قلمرو میں یمن کا اکثر حصہ شامل تھا۔ جب ان کے زوال کے دن آئے تو کئی سلسلے معرض وجود میں آ گئے۔ مثلاً بنی یعفور صنعا اور جند میں اور سلیمان بن طرف۔ جس نے شہر عتار کو پایہ تخت بنا کر یمن کے شمالی ساحل پر قبضہ جمالیا۔ اسی طرح ۲۹۲ھ (۹۰۳ء) کے معا بعد علی بن فضل قرمطی نے طاقت حاصل کر کے زبید کو تباہ کر دیا۔ جب بنی زیاد کمزور ہو گئے تو ۳۱۲ھ (۱۰۲۱ء) میں مرجان حاجب سلمار کے ایک حبشی غلام نجاج نامی نے ایک نئے سلسلے کی بنیاد ڈالی جو بنی نجاج کے نام سے مشہور ہوا۔

ہجری	نام	عیسوی
۲۰۲	محمد بن عبداللہ بن زیاد	۸۱۹
۲۲۵	ابراہیم بن محمد	۸۵۹
۲۸۹	زیاد بن ابراہیم	۹۰۱
۲۹۱؟	ابوالحیث اسحاق بن ابراہیم	۹۰۳؟
۳۰۹-۳۷۱	عبداللہ (یا زیا ابراہیم) بن اسحاق	۹۸۱-۱۰۱۸

وزرا (حاجب سالار)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۷۱	رشد	۹۸۱
تقریباً ۳۷۲	حسین بن سلامہ	۹۸۳

۱۰۲۱-۱۰۱۱	مرجان	۳۱۲-۳۰۲
۱۰۲۱-۱۰۱۶	نقیس	۳۱۲-۳۰۷

۳۳۲۔ بنی یعفور

(صنعاویین میں)

۵۲۳۷ تا ۵۳۸۷ھ

(۸۶۱ء تا ۹۹۷ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۲۳۷	یعفور بن عبدالرحمن	۸۶۱
۲۵۹	محمد بن یعفور	۸۷۲
۲۷۹	عبدالقادر بن احمد بن یعفور	۸۹۲
۲۷۹	ابراہیم بن محمد	۸۹۲
تقریباً ۲۸۵	اسعد بن ابراہیم	۸۹۸ تقریباً
۲۸۸	امام الہادی الرسی	۹۰۰
۲۹۹	علی بن الفضل القرطبی	۹۱۱
۳۰۳	اسعد (دو بارہ)	۹۱۵
۳۳۲	محمد بن ابراہیم	۹۴۳
۳۸۷-۳۵۲	عبداللہ بن قحطان	۹۶۳-۹۹۷

(یہ سلسلہ آہستہ آہستہ مٹ گیا)

۳۵۔ بنی نجاح

(زبید میں)

۴۱۲ھ تا ۵۵۳ھ

۱۰۲۱ء تا ۱۱۵۸ء

بنی زیاد کے آخری حاجب سالار (مرجان) کا ایک حبشی غلام نجاح نامی اپنی موت یعنی ۴۵۲ھ (۱۰۶۰ء) تک زبید میں حکومت کرتا رہا۔ ۴۵۴ھ (۱۰۶۲ء) میں زبید پہ بنی صالح کا قبضہ ہو گیا۔ انیس برس بعد یعنی ۴۷۳ھ (۱۰۸۰ء) میں نجاح کے لڑکے نے زبید واپس لے لیا۔ اس شہر میں یکے بعد دیگرے ان ہی دو خاندانوں کا قبضہ رہا (ملاحظہ ہو "بنی صالح")

۴۸۳ھ (۱۰۸۹ء) کے بعد زبید پر بنی نجاح کا مستقل قبضہ ہو گیا۔ جو اس خاندان کے زوال تک باقی رہا۔ بنی زیاد کی طرح اس خاندان پر بھی وزیر اچھا گئے اور ۵۵۳ھ (۱۰۵۹ء) میں بنی مہدی نے اس سلسلے کو ختم کر دیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱۲	نجاح المویہ (وفات ۴۵۴ھ)	۱۰۲۱
۴۵۴	علی داعی الصلحی	۱۰۶۲
۴۷۳	سعید بن نجاح الاحول	۱۰۸۰
۴۸۲	نجیش بن نجاح	۱۰۸۹
۴۹۸	الفاتک الاول بن جیش	۱۱۰۴
۵۰۳	المصور بن الفاتک	۱۱۰۹
تقریباً ۵۱۷	الفاتک الثانی بن المصور	۱۱۲۳ تقریباً
۵۳۱-۵۵۴	الفاتک الثالث بن محمد بن المصور	۱۱۳۶-۱۱۵۹

(اس سلسلے کو بنی مہدی نے ختم کیا)

۳۶۔ بنی صلیح

(صنعا میں)

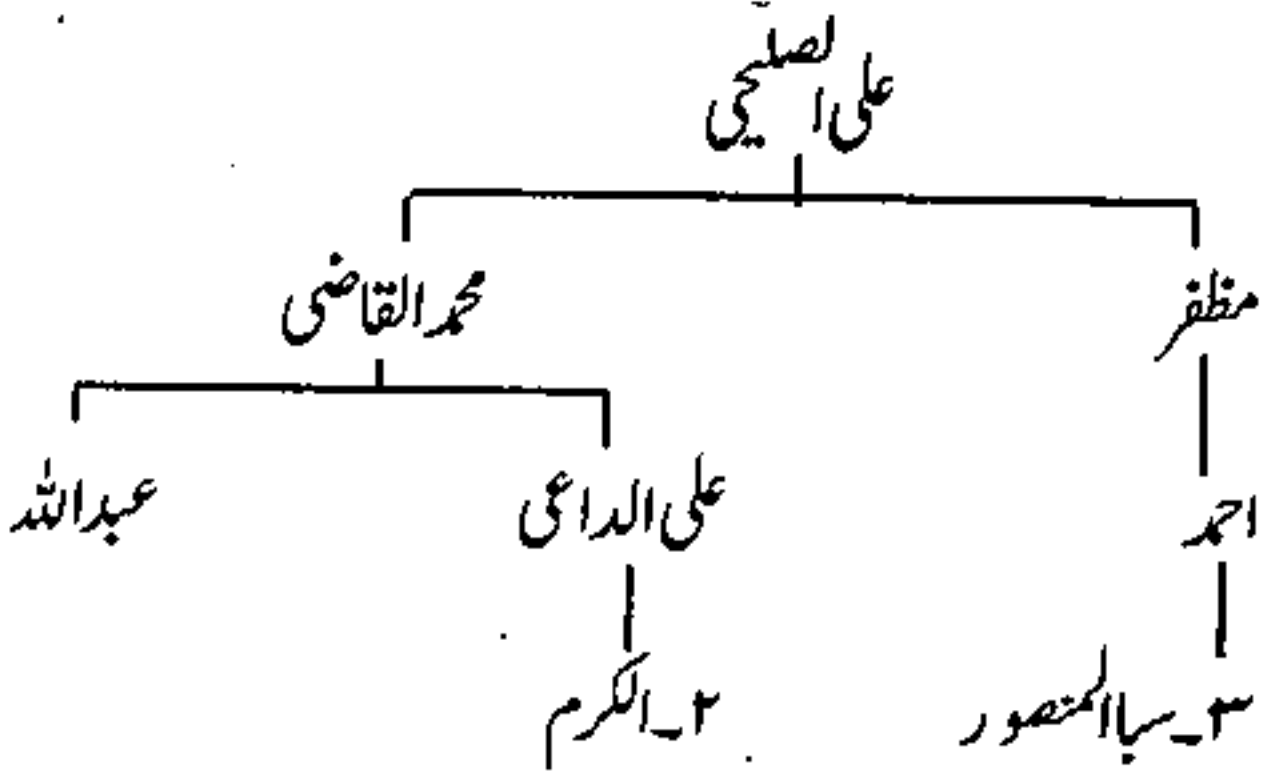
۲۲۹ھ تا ۲۹۵ھ

(۱۰۳۷ء تا ۱۱۰۱ء)

اس سلسلے کا بانی علی بن محمد الداعی (شیعہ) تھا۔ جس نے ۲۲۹ھ (۱۰۳۷ء) میں شہر مسار میں خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ نجاح کی وفات کے بعد ۲۵۴ھ (۱۰۶۲ء) میں زبید پہ قابض ہو گیا اور ۲۵۵ھ (۱۰۶۲ء) میں صنعا و یمن کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ ۲۵۵ھ اور ۲۵۶ھ (۶۳-۶۴ء) کے درمیانی عرصہ میں مکہ فتح کر لیا۔ گو اس کا پایہ تخت صنعا تھا۔ لیکن زبید پر سال وفات یعنی ۲۷۳ھ (۱۰۸۰ء) تک قابض رہا۔ اس کی وفات کے معا بعد زبید اس خاندان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ لیکن اس کے لڑکے مکرم نے ۲۷۵ھ (۱۰۸۲ء) میں دوبارہ لے لیا۔ ۲۷۹ھ (۱۰۸۶ء) میں پھر یہ شہر ہاتھ سے جاتا رہا اور ۲۸۱ھ (۱۰۸۸ء) میں سہ بارہ فتح ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد یہ شہر ہمیشہ کے لیے بنی صلیح کے قبضے سے نکل گیا۔ مکرم نے ۲۸۰ھ (۱۰۸۷ء) میں اپنا پایہ تخت صنعا سے ذوجیلہ (مخلاف جعفر کا ایک شہر) میں منتقل کر لیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۲۹	ابو کامل علی بن محمد	۱۰۳۷
۲۷۳	احمد المکرم	۱۰۸۰
۲۸۴-۲۹۲	ابو حمیر سبالمصور	۱۰۹۱-۱۰۹۸

بنی صلیح کا شجرہ نسب



(اس سلسلے کو صنعا کے ایک اور سلسلے بنی حمدان نے ختم کیا)

۳۷۔ بنی حمدان

(صنعا میں)

۳۹۲ھ تا ۵۶۹ھ

(۱۰۹۸ء تا ۱۱۷۳ء)

بنی حمدان کے تمام سلسلے حاشد و بقیل نامی قبائل کی نسل سے ہیں جو یمن کے طول و عرض میں نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور صنعا و سعدہ کے درمیانی علاقے پر قابض تھے۔ بنی صلیح کے بعد اس خاندان نے تقریباً ۷۵ برس تک حکومت کی۔ اس کے بعد ایوبی گردوں نے اس سلسلے کو ختم کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۹۲	حاتم بن العشیم	۱۰۹۸
۵۰۲	عبداللہ بن حاتم	۱۱۰۸
۵۰۳	معن بن حاتم	۱۱۱۰

تقریباً ۵۱۰	ہشام بن القبیت	تقریباً ۱۱۶
	الحماس بن القبیت	
	حاتم بن الحماس	
۵۴۵	حاتم بن احمد	۱۱۵۰
۵۶۹-۵۵۶	علی الوحید بن حاتم	۱۱۶۰-۱۱۷۳
(اس سلسلے کو ایویہوں نے ختم کیا)		

۳۸۔ بنو مہدی

(زبید میں)

۵۶۹ تا ۵۵۴ھ

(۱۱۵۹ء تا ۱۱۷۳ء)

زبید میں بنی ضلیح کے بعد اس سلسلے کی حکومت قائم ہوئی۔ اس سلسلے کا بانی علی بن مہدی تہامہ کا ایک صوفی تھا۔ جس نے نبوت کا اعلان کر دیا تھا اور اپنے پیروؤں کو آنحضرت ﷺ کی طرح مہاجرین و انصار میں بانٹ ڈالا تھا۔ ۵۴۵ھ (۱۱۵۰ء) میں تہامہ کے بعض قلعوں پر متصرف ہو گیا اور ۵۵۴ھ (۱۱۵۹ء) میں شہر زبید پہ حملہ کیا۔ علی کے جانشینوں نے بلا تہامہ اور کچھ نواحی خطوں پر قبضہ قائم رکھا۔ آخر ایویہوں نے اس خاندان کو ختم کر ڈالا۔

سال ہجری .	نام	سال عیسوی
۵۵۴	علی بن مہدی	۱۱۵۹
۵۵۴	مہدی بن علی	۱۱۵۹
۵۶۹-۵۵۸	عبدالنبی بن علی	۱۱۶۲-۱۱۷۳

(اس سلسلے کو ایویہوں نے ختم کیا)

۳۹۔ بنی زریج

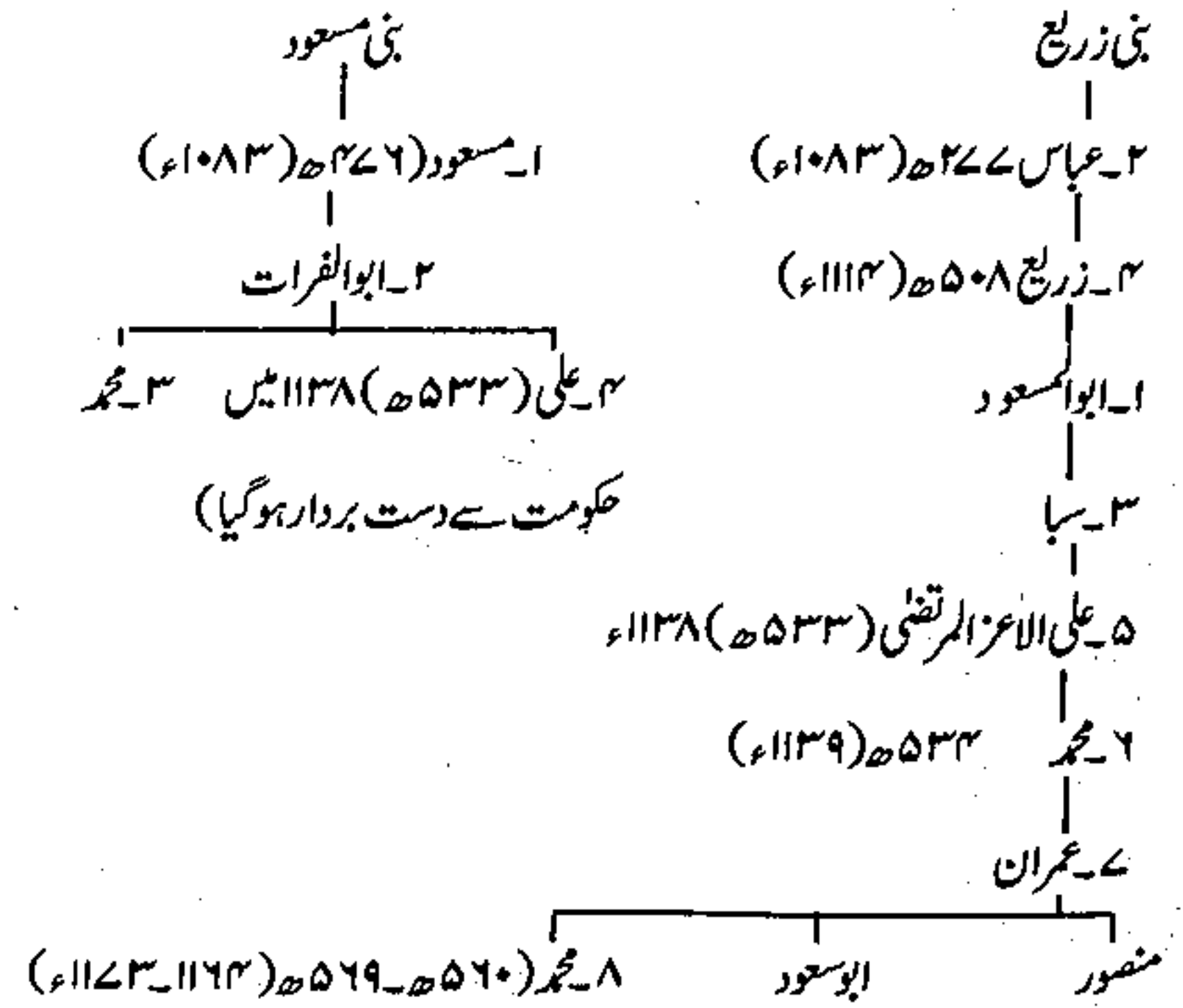
۵۲۷ تا ۵۶۹ھ

(۱۰۸۳ء تا ۱۱۷۳ء)

۵۲۷ھ (۱۰۸۳ء) میں بنی زریج کے دوسرے فرمانروا المکرم نے دو بھائیوں یعنی عباس بن المکرم اور مسعود بن المکرم کو عدن کا (مشترک) حاکم مقرر کیا۔ یہ اشتراک ان بھائیوں کی نسل میں بھی جاری رہا۔ یہاں تک کہ اسی نسل کے دو امیروں یعنی ابوالسعود اور ابوالفرات نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ گو ان کی خود مختاری زیادہ دیر تک قائم نہ رہی۔ تاہم یہ خاندان بنی زریج کے بعد بہت اہم سلسلہ شمار ہوتا ہے، اور یہ ایویوں کے استیلا تک زندہ رہا۔

شجرہ بنی زریج

المکرم



(ابو مسعود کے چھوٹے چھوٹے بیٹے یا سر بن بلال وزیر کی نگرانی میں حکومت کرتے رہے۔

اس سلسلے کو ایویوں نے ختم کیا)

۳۹۔ ابوبیان یمن

۵۶۹ھ تا ۶۲۵ھ

(۱۱۷۳ء تا ۱۲۲۸ء)

۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں عرب پر ایویوں کا تسلط اس ملک کی تاریخ کا بہت بڑا انقلاب تھا۔ اس لیے کہ صلاح الدین ایوبی کے لڑکوں نے یمن پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں کے تمام فرمانروا سلسلوں کا خاتمہ کر ڈالا تھا اور جس سختی سے وہ مصر، شام اور الجزائر پر حکمرانی کر رہے تھے۔ یہاں بھی شروع کر دی۔

ایوب کے لڑکے توران شاہ نے بنی حمدان کو صنعا میں، بنی زریج کو عدن میں اور بنو مہدی کو زبید میں مٹا دیا اور یمن تقریباً پچاس برس تک یعنی ۵۶۹ھ سے ۶۲۵ھ (۱۱۷۳ء، ۱۲۲۸ء) تک ایویوں کے قبضے میں رہا۔ ابوبیان عرب کی فہرست پہلے ”ایویوں“ کے ضمن میں دی جا چکی ہے مناسب یہی ہے کہ یہاں بھی درج کر دی جائے۔

عیسوی	نام	ہجری
۱۱۷۳	توران شاہ الملک المعظم	۵۶۹
۱۱۸۱	طغشکین، سیف الاسلام	۵۷۷
۱۱۹۶	اسماعیل، معز الدین	۵۹۳
۱۲۰۱	ایوب، الملک الناصر	۵۹۸
۱۲۱۳	سلیمان، الملک المنظر	۶۱۱
۱۲۲۸-۱۲۱۵	یوسف، الملک المسعود	۶۲۵-۶۱۲

(اس سلسلے کو رسولیوں نے ختم کیا)

۴۰۔ رسولیانِ یمن

۶۲۶ھ تا ۸۵۸ھ

(۱۲۲۹ء تا ۱۲۵۳ء)

رسولی یمن میں ایویہوں کے جانشین بنے اور حضرت موت سے مکہ تک کا علاقہ اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ ان کی حکومت کا عرصہ تقریباً دو سو برس تھا۔ اس خاندان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عربی زبان میں قاصد یا ایلچی کو رسول کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ بغداد نے ایک ایلچی (رسول) آخری شاہ یمن کے ہاں بھیجا۔ بادشاہ نے اس کے لڑکے کو جو علی بن رسول کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ ۶۱۹ھ (۱۲۲۲ء) میں حاکم مکہ مقرر کر دیا۔ جب ایویہان عرب کا آخری فرمانروا یعنی مسعود فوت ہو گیا تو علی بن رسول کا لڑکا نور الدین عمر المنصور ۶۲۵ھ (۱۲۲۸ء) میں تخت یمن پہ قابض ہو گیا اور یہیں سے یہ سلسلہ چل پڑا۔

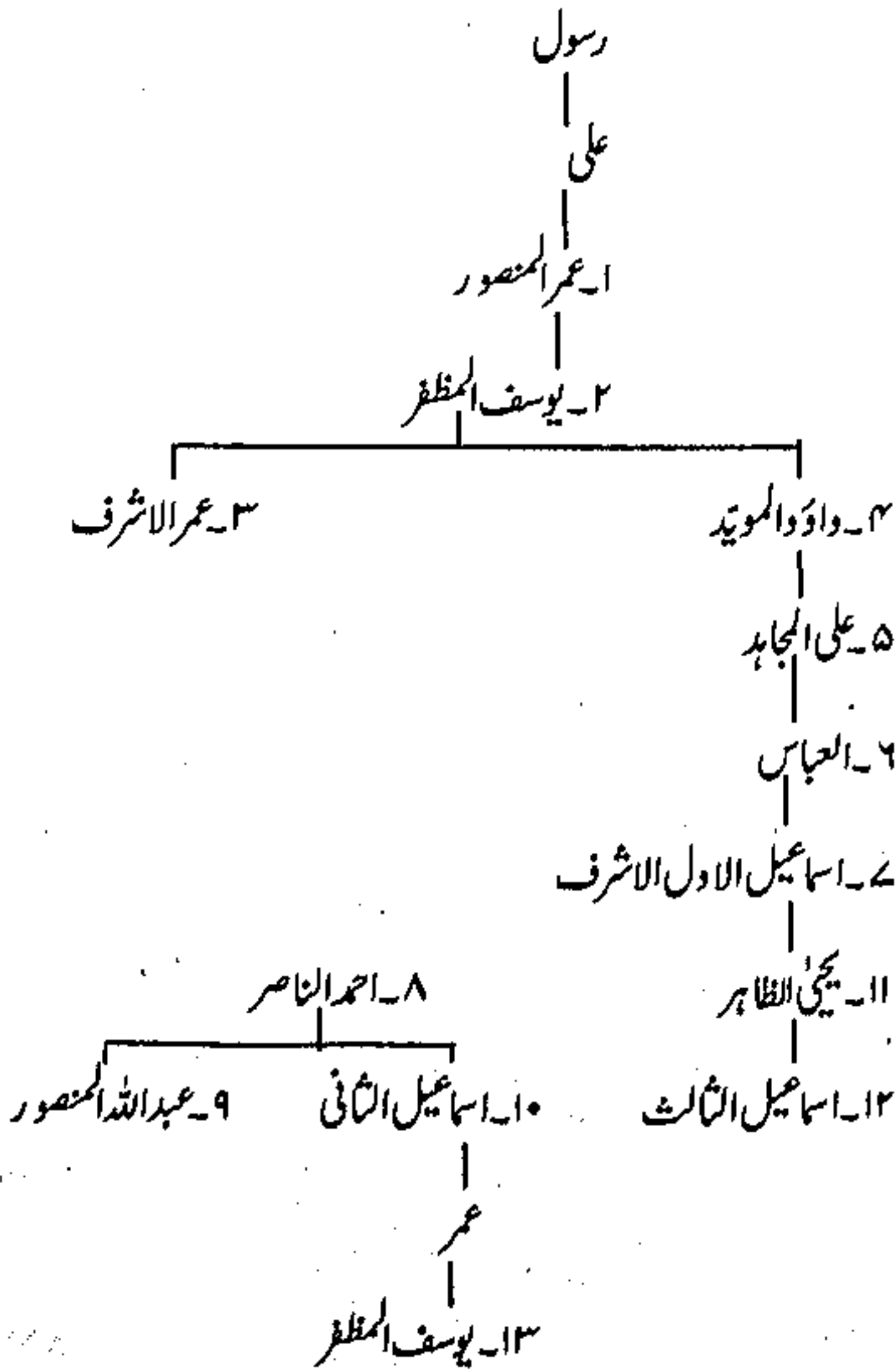
عیسوی	نام	ہجری
۱۲۲۹	عمر بن علی المنصور	۶۲۶
؟۱۲۳۹	یوسف المنظر	؟۶۳۷
۱۲۹۵	عمر الاشرف	۶۹۳
۱۲۹۷	داؤد الموید	۶۹۶
۱۳۲۱	علی المجاہد	۷۲۱
۱۳۶۳	العباس الافضل	۷۶۳
۱۳۷۶	اسماعیل اول الاشرف	۸۷۸
۱۴۰۰	احمد الناصر	۸۰۳
۱۴۲۶	عبداللہ المنصور	۸۲۹
۱۴۲۷	اسماعیل الثانی	۸۳۷
۱۴۲۸	یحییٰ الظاہر	۸۳۱
۱۴۳۸	اسماعیل الثالث الاشرف	۸۴۲
۱۴۴۱	یوسف المنظر	۸۴۵

(رسولیوں کے رقیب (اسی خاندان سے)

۱۳۳۲	محمد المفصل	۸۳۶
۱۳۳۲	عبداللہ الناصر	۸۳۶
۱۳۵۳-۱۳۵۰	المسعود	۸۵۸-۸۵۴
۱۳۵۱	الحسین المویذ	۸۵۵

(اس سلسلے کو بنی طاہر نے ختم کیا)

شجرہ رسولیاں



۴۱۔ بنی طاہر

(یمین)

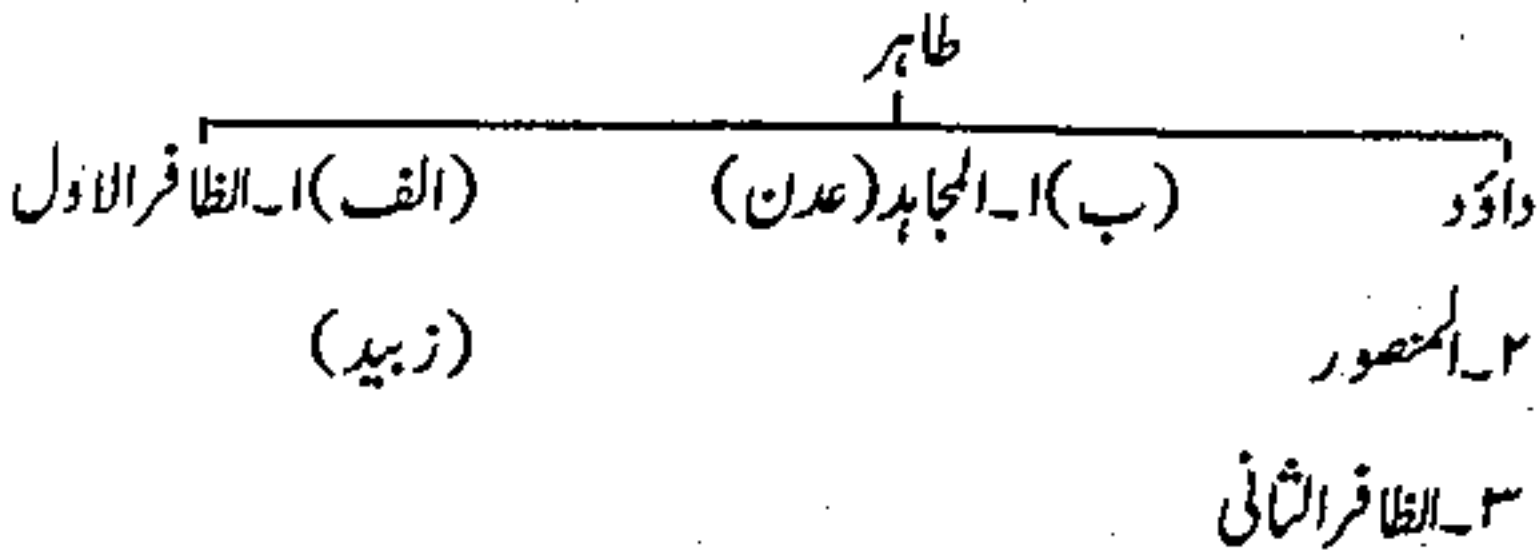
۸۵۰ھ تا ۹۲۳ھ

(۱۲۳۶ء تا ۱۵۱۷ء)

بنی طاہر یمین میں رسولیوں کے جانشین بنے اور اس وقت ختم ہوئے جب مصر کے ایک مملوک فرمانروا قانسوہ الغوری نے عرب کو مسخر کر لیا۔ ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں عرب عثمانی ترکوں کے قبضے میں چلا گیا۔ امامان یمین نے ترکوں کے خلاف تحریک شروع کر دی اور آخر ایک سو سولہ برس بعد یعنی ۱۶۳۳ء میں ترکوں کو یمین سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۵۰	صلاح الدین عامر الاول۔ انطاقر (زبید میں م ۸۷۰ھ) ۱۲۳۶	
	شمس الدین علی المجاہد (عدن میں۔ م ۸۸۳ھ)	
۸۸۳	تاج الدین عبدالوہاب۔ المنصور	۱۲۷۸
۸۹۲-۹۲۳	صلاح الدین عامر۔ الظافر	۱۲۸۸-۱۵۱۷

شجرہ



(اس سلسلے کو ممالیک مصر اور ترکان عثمانی نے ختم کیا)

۴۲۔ امامانِ رسی

(صعدہ)

۵۷۰۰ تا ۵۲۸۰

(۸۹۳ء تا ۱۳۰۰ء)

خليفة مامون کے زمانے میں ایک شخص القاسم الرسی مدعی نبوت تھا۔ اس کے پوتوں میں سے ایک کا نام یحییٰ الہادی تھا۔ جس نے صعدہ (یمن کا ایک شہر) میں فرقہ زید یہ کی بنا ڈالی۔ یہ فرقہ آج بھی یمن میں موجود ہے اس فرقے کے ائمہ کے متعلق تاریخی اطلاعات غیر یقینی و غیر مربوط ہیں۔ بہر حال جو کچھ بھی اب تک معلوم ہو سکا ہے وہ درج ذیل ہے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۳۶	القاسم الرسی۔ ترجمان الدین	۸۶۰
۲۸۰	یحییٰ، الہادی الی الحق	۸۹۳
۲۹۸	ابو القاسم محمد۔ المر تضا	۹۱۰
۳۰۱	احمد۔ الناصر	۹۱۳
۳۲۲	القاسم، المختار	۹۳۵
	یوسف، الداعی	
	القاسم، المنصور	
۳۹۳	الحسین، المہدی (م۔ ۴۰۴ھ)	۱۰۰۳
۴۲۶	الحسن، ابو ہاشم	۱۰۳۵
۴۳۰	ابو الفتح الدیلی، الناصر	۱۰۳۸
۵۳۲	احمد المتوکل (م۔ ۵۶۶ھ)	۱۱۳۷
۵۹۱	عبداللہ، المنصور (م۔ ۶۱۳ھ)	۱۱۹۶

۱۲۲۶-۱۲۱۷	عزالدین محمد، الناصر	۶۲۳-۶۱۴
۱۲۱۷	نجم الدین یحییٰ، الہادی	۶۱۴
؟۱۲۲۶	احمد بن الحسین المہدی	؟۶۲۳
۱۲۵۸	شمس الدین احمد، المتوکل	۶۵۶
۱۲۸۱ تقریباً	داؤد، المقتدر	تقریباً ۶۸۰

۴۳۔ امامانِ صنعا

تقریباً ۱۰۰۰ھ سے اب تک

(تقریباً ۱۵۶۱ء سے اب تک)

آغاز میں ان اماموں کا پایہ تخت صعده تھا۔ کبھی کبھی صنعا پر بھی قبضہ کر لیا کرتے تھے لیکن جب تک عثمانی ترک سرزمین یمن میں رہے۔ ان اماموں نے پایہ تخت تبدیل نہ کیا اور جو نبی ۱۰۲۳ھ (۱۶۳۳ء) میں ترک یمن سے نکلے، صنعا پایہ تخت بن گیا۔

ہر چند کہ اماموں کا یہ نسل "امامانِ صنعا" کے نام سے مشہور ہے لیکن دراصل ان کا تعلق ائمہ رشی ہی سے ہے۔ اس لیے کہ اس سلسلے کا بانی ابوالقاسم المنصور۔ یوسف الداعی تسکی پشت سے تھا جس کا سلسلہ نسب یحییٰ الہادی تسکی جاتا ہے جو فرقہ رشی کا بانی تھا۔

اس سلسلے کے ناموں کی پوری فہرست نہیں مل سکی۔ مسٹر نبوہر Nebuhr نے جو کچھ دریافت کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
تقریباً ۱۰۰۰	ابوالقاسم المنصور	۱۵۹۱
۱۰۲۹	محمد المویذ	۱۶۲۰
۱۰۵۴	اسماعیل المتوکل	۱۶۲۴
۱۰۸۷	محمد الجید	۱۶۷۶

	احمد المہدی	
۱۶۸۲	محمد الہادی	۱۰۹۳
۱۶۸۳	محمد المہدی	۱۰۹۵
۱۷۱۳	محمد الناصر	۱۱۲۶
۱۷۱۶	القاسم المتوکل	۱۱۲۸
۱۷۲۶	الحسین المنصور	۱۱۳۹
۱۷۲۶	محمد الہادی، الحجید	۱۱۳۹
۱۷۲۷	المنصور (دوبارہ)	۱۱۴۰
۱۷۳۷	العباس، المہدی	۱۱۶۰
۱۷۷۶ تقریباً	المنصور	۱۱۹۰ تقریباً

اس سلسلے کے باقی نام نہیں مل سکے۔ ۱۹۶۳ء میں محمد خاس کی وفات ہوئی۔ تو معا بعد انقلاب آگیا اور جنرل عبداللہ السلال صدر ریاست بن گئے۔ (مترجم)

-
- ۱۔ عرب کے تمام فرمانروا سلسلوں کی تفصیل پی۔ سی۔ کے P.C. Key کی کتاب Yaman Medieval History میں دیکھیے۔
 - ۲۔ حاجب سالار ایک منصب تھا وزارت کے برابر۔
 - ۳۔ ائمہ رشی کا چھٹا فرمانروا۔
 - ۴۔ یوسف الداعی بن یحییٰ بن احمد الناصر بن یحییٰ الہادی بن حسین بن القاسم الرشی

شام و الجزیرہ

پانچویں صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(دسویں صدی عیسوی سے بارہویں صدی عیسوی تک)

- | | | |
|-----|-----------|------------------|
| ۴۴۔ | بنی حمدان | (موصل و حلب میں) |
| ۴۵۔ | آل مرداس | (حلب میں) |
| ۴۶۔ | بنی عقیل | (موصل وغیرہ) |
| ۴۷۔ | آل مروان | (دیار بکر) |
| ۴۸۔ | آل مزید | (حلہ) |

شام والجزیرہ

دورِ حکومتِ عرب

پانچویں صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(دسویں صدی عیسوی سے بارہویں صدی عیسوی تک)

فرماں روا یان ایشیا کا ذکر کرتے وقت ہم اس جغرافیائی ترتیب کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ جس کا خیال سلاطین افریقہ کے ذکر میں رکھا گیا تھا۔ یہاں ہم صرف تاریخی ترتیب کو ملحوظ رکھیں گے اور صفحات آئندہ میں سلسلوں کا ذکر یوں ہوگا۔

باب ششم۔ سلجوقی ترکوں کے استیلا سے پہلے عرب، شام اور الجزیرہ کے سلسلے۔

باب دہم۔ مغربی ایشیا میں سلجوقیوں کے جانشین خصوصاً عثمانی ترک۔

باب یازدہم۔ چنگیزی مغل اور ان کی شاخیں۔

باب دوازدہم۔ وہ سلسلے جو مغلوں کے کمزور ہونے کے بعد ایران میں پیدا ہو گئے تھے۔

باب سیزدہم۔ وہ سلسلے جو مغلوں کے زوال اور امیر تیمور کے ظہور کے درمیان ماوراء النہر

میں پیدا ہوئے تھے۔

باب چہار دہم۔ سلاطین ہند (سلاطین افغانستان کا ایک ضمیمہ)

ان سلسلوں کی تفصیل میں ہم نے کسی حد تک جغرافیائی ترتیب کا بھی خیال رکھا ہے یعنی

مغرب سے شروع ہو کر مشرق پر ختم کیا ہے۔ شام اور الجزیرہ سے ابتدا کی ہے اور سلجوقیوں کے

استیلا پر اس حصہ تاریخ کو ختم کیا ہے۔ ایران اور ماوراء النہر کے ذکر میں بھی اس ترتیب کا خیال رکھا

گیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے سلجوقیوں اور ان سلجوقی امیروں کا ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے مغرب

میں اقتدار حاصل کر لیا تھا۔

جب مغل اٹھے تو انہوں نے آل عثمان کے بغیر باقی تمام سلسلوں کو مٹا دیا۔ گو ایران میں مغلوں کا اقتدار جلدی مٹ گیا اور وہاں شاہان ایران کے ایسے سلسلے پیدا ہو گئے جن میں سے ایک اب تک باقی ہے۔ (اور ہم نے ان شاہوں کا ذکر ایک علیحدہ باب میں کیا ہے) لیکن شمال اور مشرق میں مغلوں کی حکومت مدتوں باقی رہی۔ انہی مغلوں سے تیموری مغلوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ترکستان کے ازبکستان کے ازبک جو آج تک باقی ہیں، تیموری نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہندوستان میں اسلامی حکومت غزنویوں سے شروع ہو کر مغلوں کے آخری بادشاہ (بہادر شاہ ظفر) کے ساتھ ختم ہوتی ہے اور وہاں انگریزی راج قائم ہو جاتا ہے۔

ان سلسلوں کے اولین فرمانروا وہ عربی قبائل ہیں جنہوں نے شام اور الجزائرہ میں اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ جغرافیائی لحاظ سے شام و جزیرہ باقی ممالک سے الگ تھلگ واقع ہوئے ہیں اور الجزائرہ اور ایران کے درمیان ایران و کردستان کے پہاڑ واقع ہیں جو قدرتی سرحد کا کام دیتے ہیں۔ گو قرون اولیٰ کے مسلمان ان پہاڑوں کو پھاند کر آگے نکل گئے تھے۔ اور بعد میں خاندان بویہ نے بھی الجزائرہ کے جنوبی خطوں کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا تھا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ الجزائرہ اور دیار بکر کا کوئی فرمانروا ان پہاڑوں سے آگے نہ بڑھ سکا اور ان کی فتوحات کا رخ ہمیشہ شام ہی کی طرف رہا۔

امراء شام و الجزائرہ نہ صرف سکونت اور جغرافیائی حیثیت سے ایک طبقہ شمار ہوتے تھے بلکہ نسلًا بھی ان کا دوسروں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس لیے کہ بنی مروان کے بغیر جو کرد نسل سے تھے، باقی سب کے سب عرب تھے۔ یہ عربی قبائل جو شام و الجزائرہ میں آ کر آباد ہو گئے تھے، اس قدر طاقت ور تھے کہ خلفاء بھی ان سے ڈرتے تھے۔ خلافت کے زوال کے بعد ان قبائل نے جو اطراف شام اور فرات کے درہ مرتفع میں سکونت پذیر تھے، طاقت کے لیے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کیے اور کچھ علاقے قابو کرنے کے بعد چھوٹے چھوٹے سلسلوں کی بنیاد ڈال دی۔ مثلاً بنی تغلب سے آل حمدان کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو حلب، موصل اور بعض دیگر شہروں پر قابض رہا۔ بنی کلاب دو شاخوں میں تقسیم ہو گئے، آل مرداس حلب پہ متصرف ہو گئے، اور بنی عقیل نے دیار بکر، الجزائرہ اور عراق کے بعض حصوں پر قبضہ جمایا۔ اسی طرح بنی مزید جنہوں نے حلہ میں حکومت قائم کر لی تھی، بنی اسد سے تعلق رکھتے تھے

اگرچہ یہ عربی قبائل بڑے بڑے شہروں اور بعض اوقات بڑی بڑی ریاستوں کے مالک رہے۔ لیکن ان کے طرز معیشت میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہ ہوئی، وہی خیموں کی زندگی اور وہی پانی کی تلاش میں شب و روز کا سفر۔

۲۴۔ بنی حمدان

(حلب۔ موصل وغیرہ)

۳۱۷ھ تا ۳۹۲ھ

(۹۲۹ء تا ۱۰۰۳ء)

آل حمدان کا تعلق بنی تغلب سے تھا۔ یہ لوگ موصل کے اردگرد آباد تھے جب ۲۶۰ھ (۸۷۳ء) میں موصل سیاسی بد نظمیوں کا شکار بنا تو اس سلسلے کے بانی اول حمدان بن حمدون نے کچھ اقتدار حاصل کر لیا اور اس کا لڑکا محمد بن حمدان ۲۸۱ھ (۸۹۳ء) میں شہر مار دین پر قابض ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد معتضد (خلیفہ بغداد) نے محمد کو مار دین سے نکال دیا۔ ۲۹۲ھ (۹۰۸ء) میں محمد کا بھائی ابوالہیجا عبد اللہ بن حمدان موصل وغیرہ کا حاکم مقرر ہوا اور اسی دن سے آل حمدان کا کوکب اقبال بلند ہونا شروع ہوا۔

۳۰۷ھ (۹۱۹ء) میں ابراہیم بن حمدان دیار ربیعہ کا حاکم بن گیا۔

جب ۳۰۹ھ (۹۲۱ء) میں اس کی وفات ہو گئی۔ تو یہی منصب اس کے بھائی واڈر کو مل گیا۔

۳۱۲ھ (۹۲۳ء) میں حمدان کا ایک اور لڑکا سعید نہاوند کا حاکم مقرر ہوا اور اس خاندان کے چند دیگر افراد بھی اچھے اچھے عہدوں پر فائز ہو گئے۔

ابوالہیجا عبد اللہ نے اپنے لڑکے حسن کو موصل کا نائب الحکومت مقرر کر دیا۔ حسن دیار ربیعہ،

دیار بکر اور موصل پر (۳۱۷ھ تا ۳۱۹ھ مستثنیٰ) ۳۵۸ھ (۹۶۸ء) تک حکمران رہا۔ جس کے بعد اس

کے لڑکے ابوتغلب کی ہاری آئی اور وہ ۳۵۸ھ (۹۶۸ء) میں حکومت سے دست بردار ہو گیا۔

۳۳۰ھ (۹۴۱ء) میں حسن کو خلیفہ کی طرف سے ناصر الدولہ کا خطاب ملا اور اس کے بھائی

علی کو سیف الدولہ کا۔ سیف الدولہ ابتداء میں واسطہ پہ حکومت کیا کرتا تھا۔ لیکن ۳۳۳ھ (۹۴۴ء) میں امرائے اشیدی سے حلب چھین کر اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا۔ اس نے رومیوں کے خلاف لڑتے وقت بڑی شہرت حاصل کی تھی۔

امرائے حمدانی شیعہ تھے اور مصر کے فاطمی خلیفوں کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ سیف الدولہ اور ناصر الدولہ کی وفات کے بعد ان کا اقتدار بہت جلد مٹ گیا۔ فاطمیوں نے شام کے علاقے ہتھیالیے اور ۶۹-۳۶۷ھ (۷۹-۹۷۷ء) کے درمیانی عرصے میں بویہی الجزیرہ پر قابض ہو گئے۔ گو حسن اور ابوطاہر نے موصل پہ دوبارہ قبضہ کر لیا لیکن یہ تصرف وقتی ثابت ہوا۔

۱۔ حمدانیانِ موصل

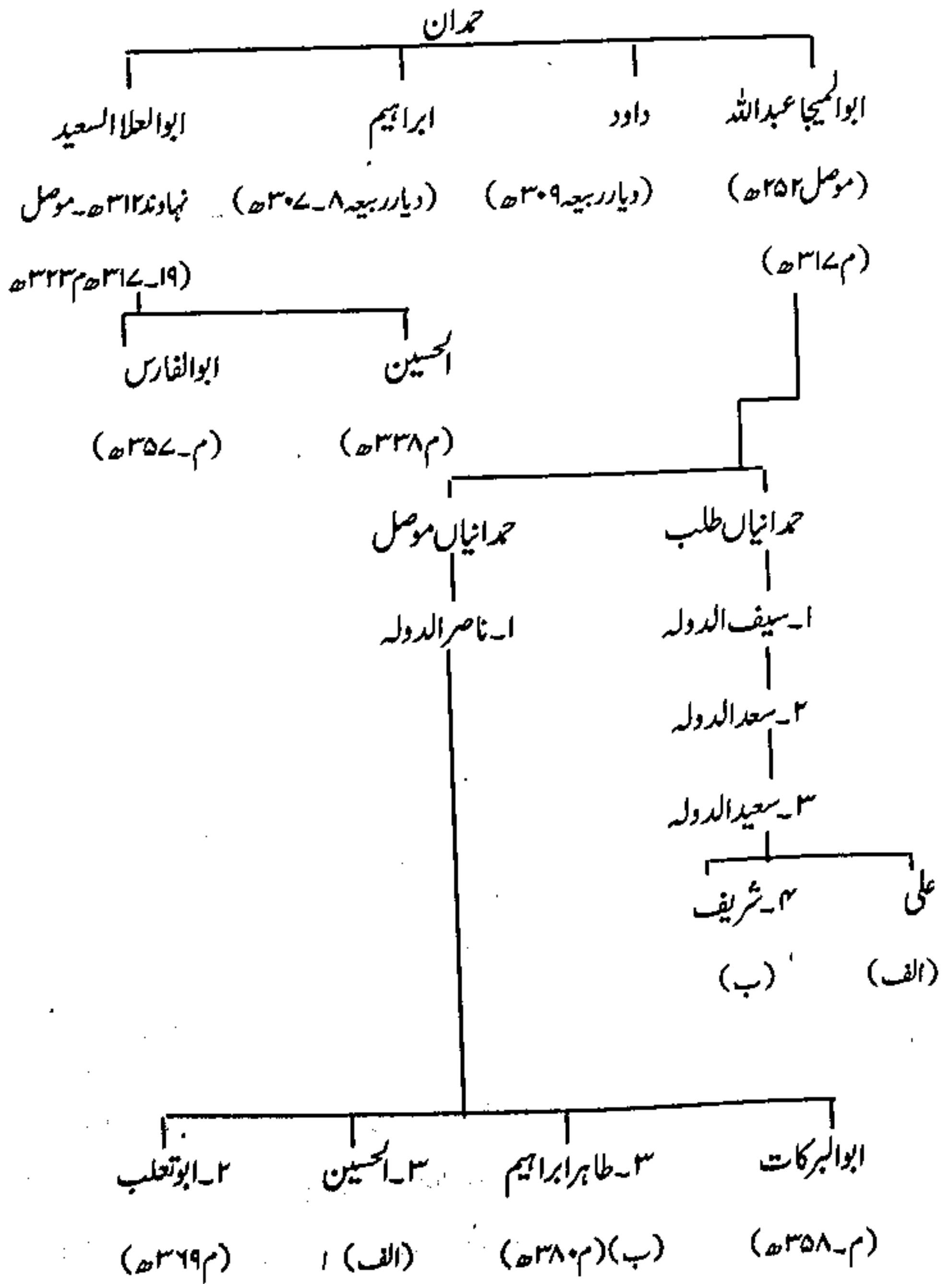
سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۳۱۷	ناصر الدولہ ابو محمد الحسن	۹۲۹
۳۶۹-۳۵۸	عدۃ الدولہ ابو تغلب الغضنفر	۹۷۸-۹۷۹
۳۸۰-۳۷۱	ابوطاہر ابراہیم ابو عبد اللہ الحسین	۹۸۱-۹۹۱

(اس شاخ کو بنی عقیل اور آل بویہ نے ختم کیا)

۲۔ حمدانیانِ حلب

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۳۳۳	سیف الدولہ ابو الحسن علی	۹۴۴
۳۵۶	سیف الدولہ ابو المعالی الشریف	۹۶۷
۳۸۱	سعید الدولہ ابو الفضاہل السعید	۹۹۱
۳۹۲	ابو الحسن علی	۱۰۰۱
۳۹۳	ابو المعالی شریف	۱۰۰۳

شجرہ آل حمدان



۴۵۔ آل مرداس

(حلب)

۴۱۴ھ تا ۴۷۲ھ

(۱۰۲۳ء تا ۱۰۷۹ء)

قبیلہ بنی کلاب کا ایک رہنما اسد اللہ ابو علی صالح بن مرداس ۴۱۴ھ (۱۰۲۲ء) میں اپنے چند پیروؤں کے ہمراہ حلب میں وارد ہوا۔ دو سال بعد یعنی ۴۱۴ھ (۱۰۲۳ء) میں اہل حلب نے والی حلب کے خلاف بغاوت کر دی اور اسد اللہ کو اپنا والی بنا لیا۔ اسد اللہ چھ برس تک حکمران رہا۔ اور ۴۲۰ھ (۱۰۲۹ء) میں مصریوں کے خلاف لڑتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا شہاب الدولہ نصر والی حلب بنا۔ جنوری ۴۲۹ھ (۱۰۳۷ء) میں فاطمی افواج کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔ اس وقت شہاب الدولہ کا ایک بھائی معز الدولہ تمال رجبہ پہ حکومت کر رہا تھا۔ اس نے ۴۳۴ھ (۱۰۴۲ء) میں فاطمیوں سے حلب چھین لیا۔ لیکن ۴۳۹ھ (۱۰۵۷ء) میں فاطمی اس شہر پر دوبارہ قابض ہو گئے اور ساتھ ہی رجبہ کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ معز الدولہ کے ایک اور بھائی کا نام عطیہ تھا۔ اس نے ہمت کر کے اسی سال رجبہ واپس لے لیا اور تین برس بعد یعنی ۴۵۲ھ (۱۰۶۰ء) میں شہاب الدولہ کے لڑکے رشید الدولہ نے حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔

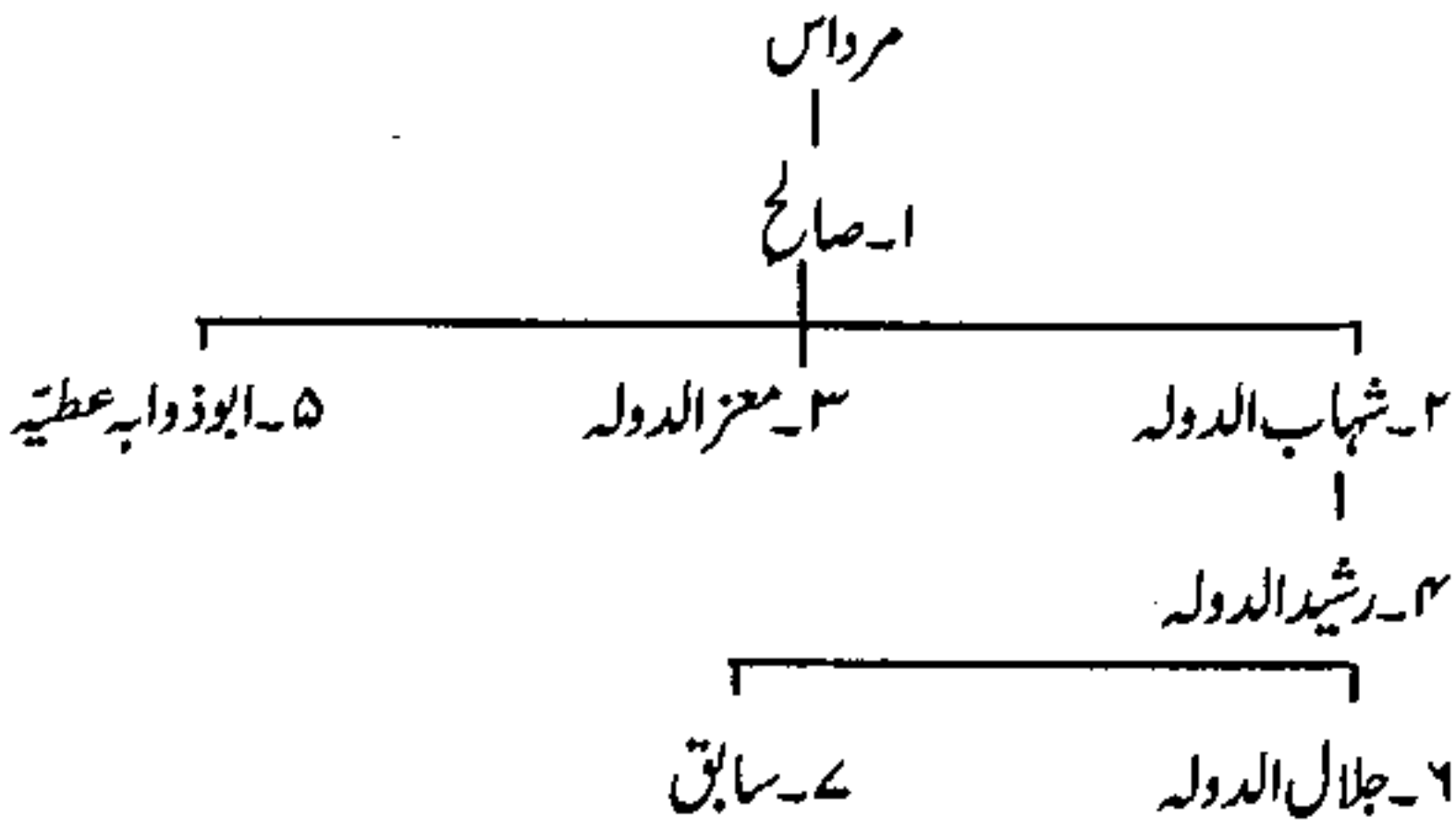
معز الدولہ کو اپنے بھتیجے کے متعلق کچھ بد اعتمادی سی ہو گئی۔ چنانچہ ۴۵۳ھ (۱۰۶۱ء) میں اسے حلب سے نکال دیا۔ جب ۴۵۴ھ (۱۰۶۲ء) میں معز الدولہ کی وفات ہو گئی تو حلب پر اس کا بھائی عطیہ قابض ہو گیا۔

پھر رشید الدولہ نے حملہ کر کے اپنے چچا کو حلب سے نکال دیا اور عطیہ نے ہمت کر کے رقبہ پر قبضہ کر لیا لیکن مسلم بن قریش عقیلی نے ۴۶۳ھ (۱۰۷۰ء) میں رقبہ کو مسخر کر کے عطیہ کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

رشید الدولہ کی وفات کے بعد ۴۶۸ھ (۱۰۷۵ء) میں اس کا لڑکا جلال الدولہ وارث

حکومت بنا اور معارومیوں سے شہر منج چھین لیا۔ ۴۷۳ھ (۱۰۷۹ء) تک رشید الدولہ کا ایک اور لڑکا سابق (یا شیبیب) حلب پر قابض رہا اور پھر وہ شہر مسلم عقیلی کے قبضہ میں چلا گیا۔

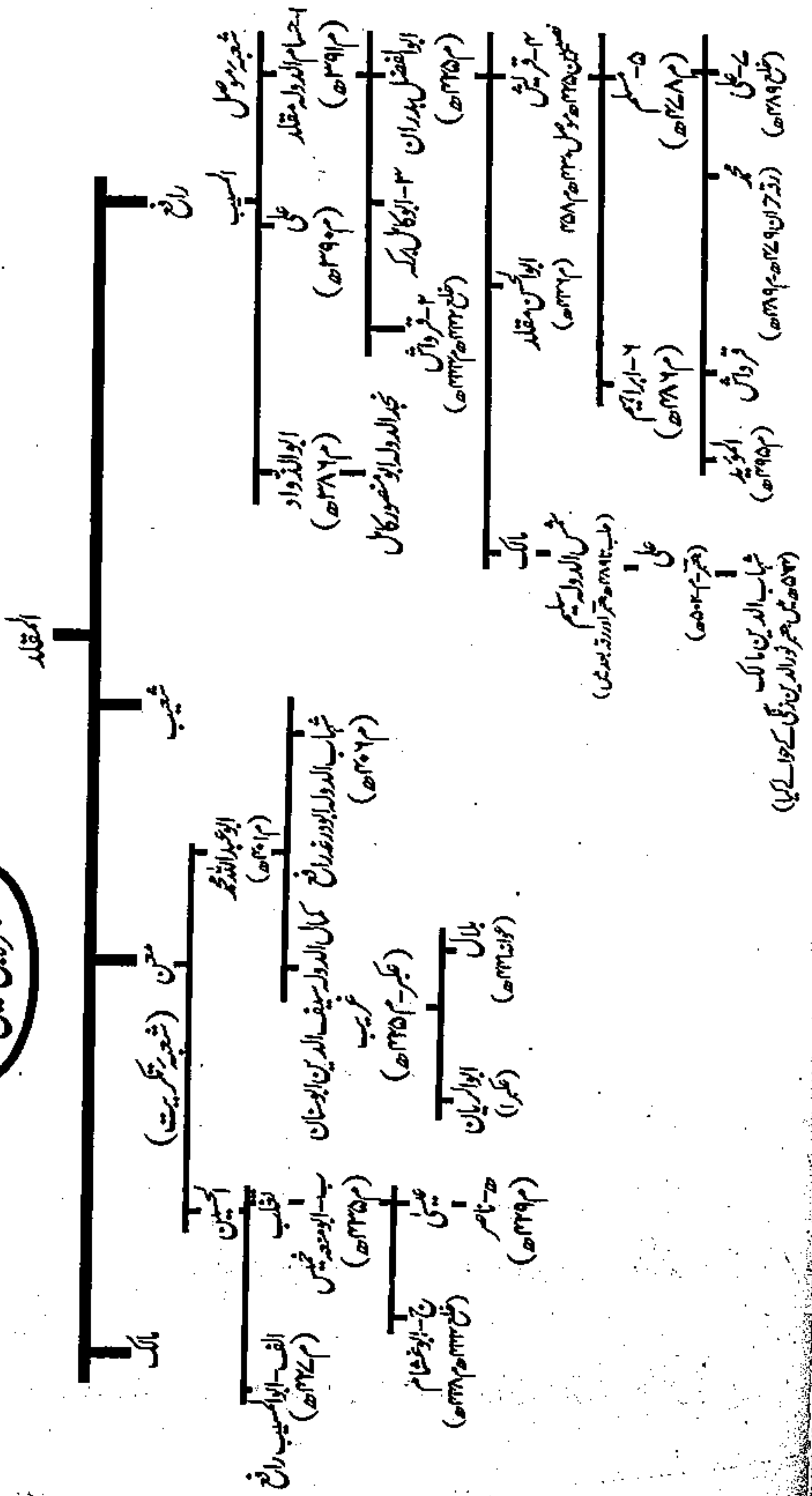
شجرہ



(اس سلسلے کو بنی عقیل نے ختم کیا)

سال ہجری	نام	عیسوی
۴۱۴	صالح بن مرداس	۱۰۲۳
۴۳۰	شہاب الدولہ ابو کامل نصر	۱۰۲۹

شجرہ ذہنی عقلم



سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱۴	مصالح بن مرداس	۱۰۲۳
۴۳۰	شہاب الدولہ ابوالکامل نصر	۱۰۲۹
۴۲۹	خلفائے فاطمی کا قبضہ	۱۰۳۷
۴۳۴	معز الدولہ ابوالعلوان تمال	۱۰۴۲
۴۴۹	خلفائے فاطمی کا قبضہ	۱۰۵۷
۴۵۲	رشید الدولہ محمود	۱۰۶۰
۴۵۳	معز الدولہ (دوبارہ)	۱۰۶۱
۴۵۴	ابوزوابہ عطیہ	۱۰۶۲
۴۵۴	رشید الدولہ (دوبارہ)	۱۰۶۲
۴۶۸	جلال الدولہ (مصمام الدولہ) نصر	۱۰۷۵
۴۷۲-۴۶۸	ابوالفضائل سابق	۱۰۷۹-۱۰۷۶

۴۶۔ بنی عقیل

(موصل وغیرہ)

۵۳۸۹۷۳۸۶

(۹۶۶ء تا ۱۰۹۶ء)

بنی کلب قبائل مصر میں شمار ہوتے تھے اور بنو عقیل۔ بنو کلب کی ایک اہم شاخ تھی۔ قبول اسلام کے بعد بنی کعب کی کئی شاخیں عرب چھوڑ کر شام، عراق، شمالی افریقہ اور اندلس میں آباد ہوئیں۔

جس زمانے میں کہ خلافت عباسیہ کی داغ بیل ڈالی جا رہی تھی۔ عراق میں بنو عقیل کی ایک

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۸۶	حسام الدولہ مقلد	۹۹۶
۳۹۱	معمد الدولہ قرواش	۱۰۰۰
۴۴۲	زعیم الدولہ ابوکامل برکہ	۱۰۵۰
۴۴۳	عالم الدین ابوالعالی قریش	۱۰۵۱
۴۵۳	شرف الدولہ ابوالکارم مسلم	۱۰۶۱
۴۷۸	ابراہیم	۱۰۸۵
۴۸۹-۴۸۶	علی	۱۰۹۳-۱۰۹۶

(اس سلسلے کو سلجوقیوں نے ختم کیا)

۴۷۔ بنی مروان

دیار بکر

۳۸۰ھ تا ۴۸۹ھ

(۹۹۰ء تا ۱۰۹۶ء)

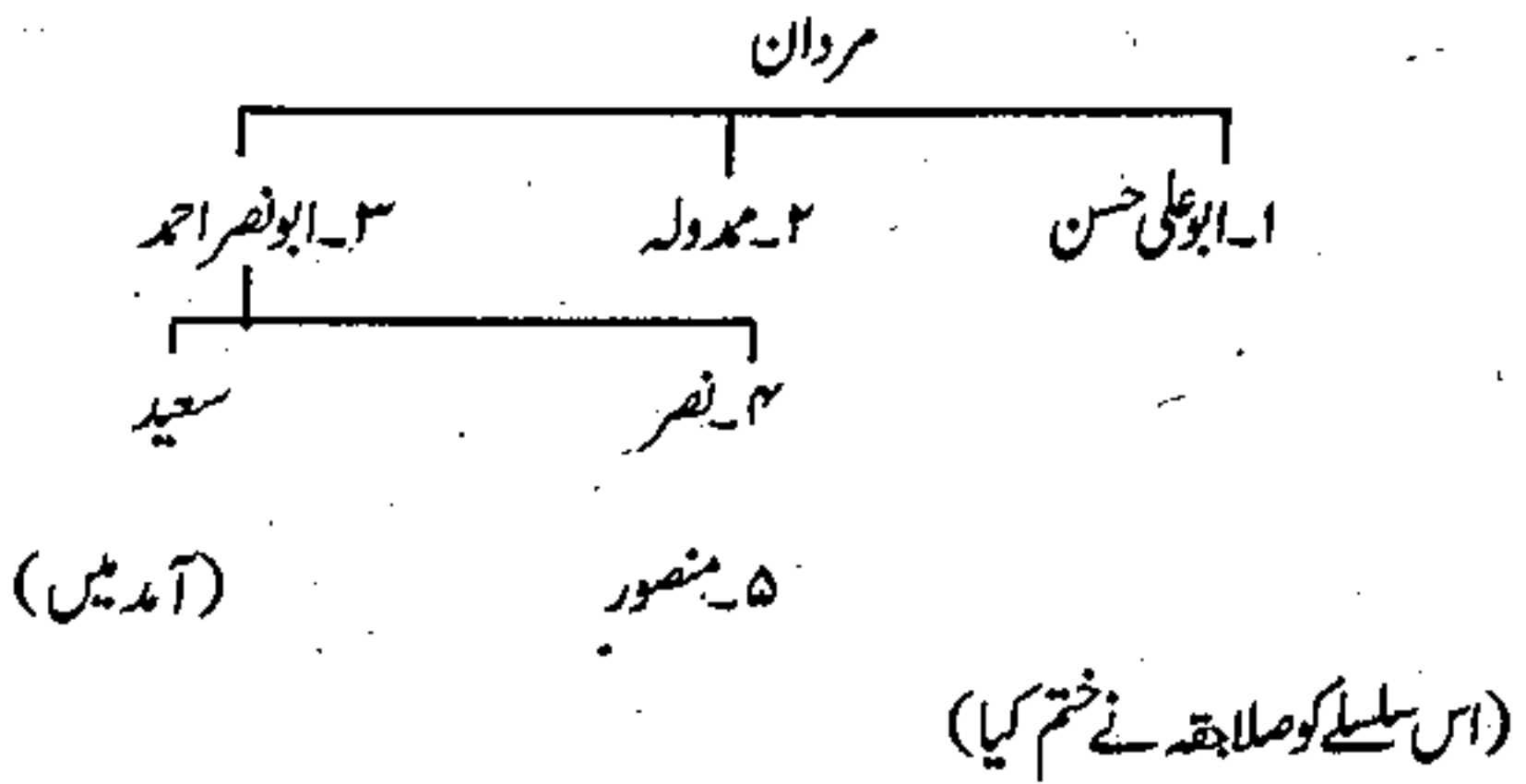
قلعہ کیفا کے حکمران باد کی وفات (۳۸۰ھ-۹۹۰ء) کے بعد اس کا کردی النسل بھانجا ابوعلی بن مروان اس کا جانشین بنا۔ دیار بکر کے تمام بڑے بڑے شہر مثلاً آہد، ارزن، میا فارقین اور کیفا اس کی قلمرو میں شامل تھے۔ اس کے جانشین مہمد الدولہ نے خلیفہ فاطمی کی اطاعت قبول کر لی اور جب آل حمدان حلب کو چھوڑنے پہ مجبور ہو گئے اور مہمد الدولہ فاطمیوں کی طرف سے حلب کا بھی حاکم مقرر ہو گیا۔

بنی مروان کچھ عرصے تک آل بویہ کے بھی مطیع رہے۔ ان کی حکومت کو سلجوقیوں نے ختم

کیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۸۰	ابوعلی حسن	۹۹۰
۳۸۷	محمد الدولہ ابو منصور	۹۹۷
۴۰۶	نصر الدولہ ابو نصر احمد	۱۰۱۱
۴۵۳	نظام الدولہ نصر	۱۰۶۱
۴۸۹-۴۷۲	منصور	۱۰۷۹-۱۰۹۶

شجرہ



۴۸۔ بنی مزید

(حلہ)

۳۰۳ھ تا ۳۵۲ھ

(۱۲۰ تا ۱۱۵۰ء)

بنی مزید بنی اسد کی ایک شاخ تھی۔ یہ لوگ عرب کو چھوڑ کر دجلہ کے بائیں ساحل پر قادسیہ کے پاس آباد ہو گئے تھے۔ اس سلسلہ کا چوتھا فرمانروا صدقہ تھا۔ جس نے ۳۹۵ھ (۱۱۰۱ء) میں جامعان کے قریب شہر حلہ کو اپنا پایہ تخت قرار دیا اور یہاں اس قدر خوب صورت عمارات تعمیر

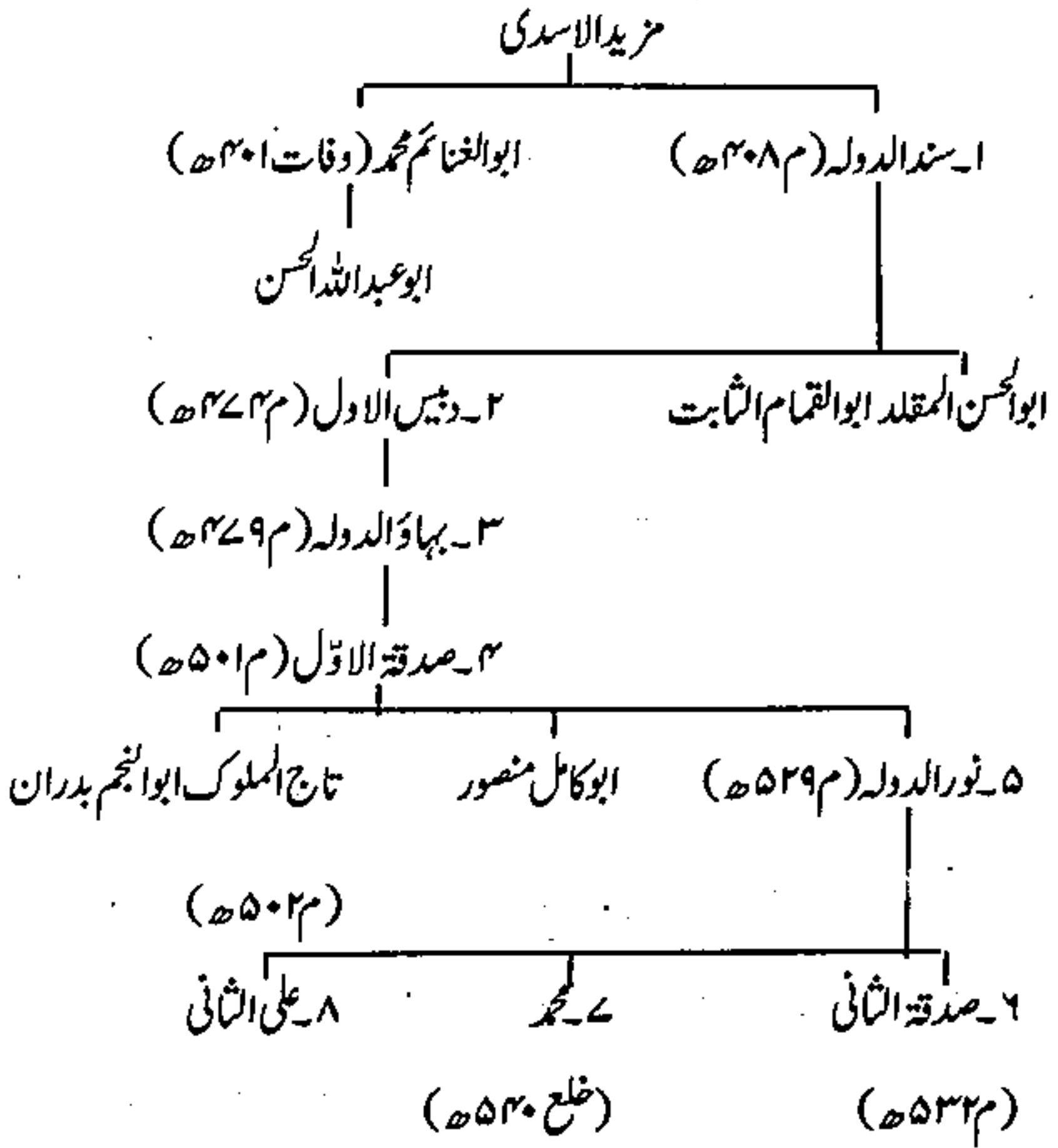
کرائیں اور اس کی تجارت کو اس حد تک ترقی دی کہ یہ شہر مدتوں دنیا میں مشہور رہا۔ صدقہ تاریخ میں ایک بہادر عرب شمار ہوتا ہے۔ جس کے اوصاف سے اوراق تاریخ لبریز ہیں۔

صدقہ کی وفات کے بعد اس خاندان کا زوال شروع ہو گیا۔ ۵۵۸ھ (۱۱۶۲ء) میں مستنجد عباسی نے عراق کے بنی اسد پر حملہ کر دیا۔ ان کے چار ہزار سپاہی مار ڈالے اور باقی ماندہ افراد قبیلہ کو فرات کی طرف بھگا دیا۔ ان کی قلمرو کے کچھ حصے پر بنی متفق قابض ہو گئے اور تابکان زنگی نے ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۰۳	سند الدولہ علی الاول	۱۰۱۲
۴۰۸	نور الدولہ و بیس الاول	۱۰۱۷
۴۷۴	بہاؤ الدولہ ابو کامل منصور	۱۰۸۱
۴۷۹	سیف الدولہ صدقہ الاول	۱۰۸۶
۵۰۱	نور الدولہ و بیس الثانی	۱۱۰۷
۵۲۹	صدقہ الثانی	۱۱۳۴
۵۳۲	محمد	۱۱۳۷
۵۴۰-۵۴۵	علی الثانی	۱۱۴۵-۱۱۵۰

نیز ملاحظہ ہو مسز ایچ سوئیٹر Gauvalr کا مضمون "صالح بن مرداس حلبی کا ایک دیوار
-Namismal e Chronique 1873

شجرہ



ایران و ماوراء النہر

(ایرانیوں کا دور حکومت)

تیسری صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری تک
(نویں صدی عیسوی سے گیارہویں صدی عیسوی تک)

کردستان	بنی زلف	۴۹-
آذربائیجان	بنی ساج	۵۰-
طبرستان	علویان	۵۱-
خراسان	آل طاہر	۵۲-
ایران	صفاری	۵۳-
ماوراء النہر و ایران	سامانی	۵۴-
ترکستان	ایلک خانی	۵۵-
جرجان	آل زیار	۵۶-
کردستان	آل حصویہ	۵۷-
عراق و جنوبی ایران	آل بویہ	۵۸-
کردستان	آل کاکویہ	۵۹-

ایران و ماوراء النہر

(ایرانیوں کا دور حکومت)

تیسری صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری تک

(نویں صدی عیسوی سے گیارہویں صدی عیسوی تک)

جن سلسلوں کا اب ہم ذکر کرنے لگے ہیں۔ یہ وہ سلسلے ہیں جو ایران اور ماوراء النہر پر حکومت کرتے رہے اور جن کی امارت سلجوقیوں کے غلبے تک باقی رہی۔ یہ امراء ایرانی طرز معیشت کے حامی اور قدیم ایران کی آزادی کے علمبردار تھے۔

مامون عباسی کی والدہ ایک ایرانی النسل کنیز تھی۔ مامون نے خراسانی سپاہیوں کی امداد سے اپنے بھائی امین کو شکست دے کر اسے خلافت سے علیحدہ کر دیا اور خود امیر المومنین بن بیٹھا۔ مامون کے دربار پر تمام ایرانی چھائے ہوئے تھے۔ خود خلیفہ کی کوشش بھی یہی تھی کہ وہ ایران کے قدیم تمدن کو دوبارہ زندہ کرے۔ خلیفہ کے ان رجحانات کا نتیجہ یہ ہوا کہ دربار خلافت میں عربوں کا رسوخ کم ہو گیا۔ بیشتر اختیارات ایرانیوں کے ہاتھ آگئے اور یہیں سے خلافت کا اقتدار رفتہ رفتہ گھٹنے لگا۔

صوبوں میں فوجی کمانڈروں اور دیگر سرداروں نے اپنی طاقت کو اس حد تک بڑھالیا اور ان کی خودبری اس درجے تک پہنچ گئی تھی کہ مامون اور اس کے جانشین حالات کو رو بہ راہ نہ سکے۔ ایران اور ماوراء النہر میں کئی عرب قبیلے باغی ہو گئے۔

ان میں سے جو سلسلے سنی المذہب تھے۔ وہ خلیفہ کا کچھ رسمی سا احترام کرتے تھے۔ لیکن آل بویہ کی طرح شیعہ خیال کے تمام خاندان دربار خلافت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

ہر چند کہ یہ تمام سلسلے ایرانی نہ تھے۔ مثلاً بنی ذلف عرب تھے۔ حسویہ کرد اور ایلیک خانی

ترک تھے لیکن چونکہ ان میں سے بیشتر ایرانی النسل تھے اور ایرانی تمدن کے شیدائی۔ نیز ان کی حکومت ایران ہی کے کسی نہ کسی حصے پر تھی۔ اس لیے ہم اس دور کو ایرانی دور کہنے میں حق بجانب ہیں۔

۴۹۔ بنی دُلف

(کردستان)

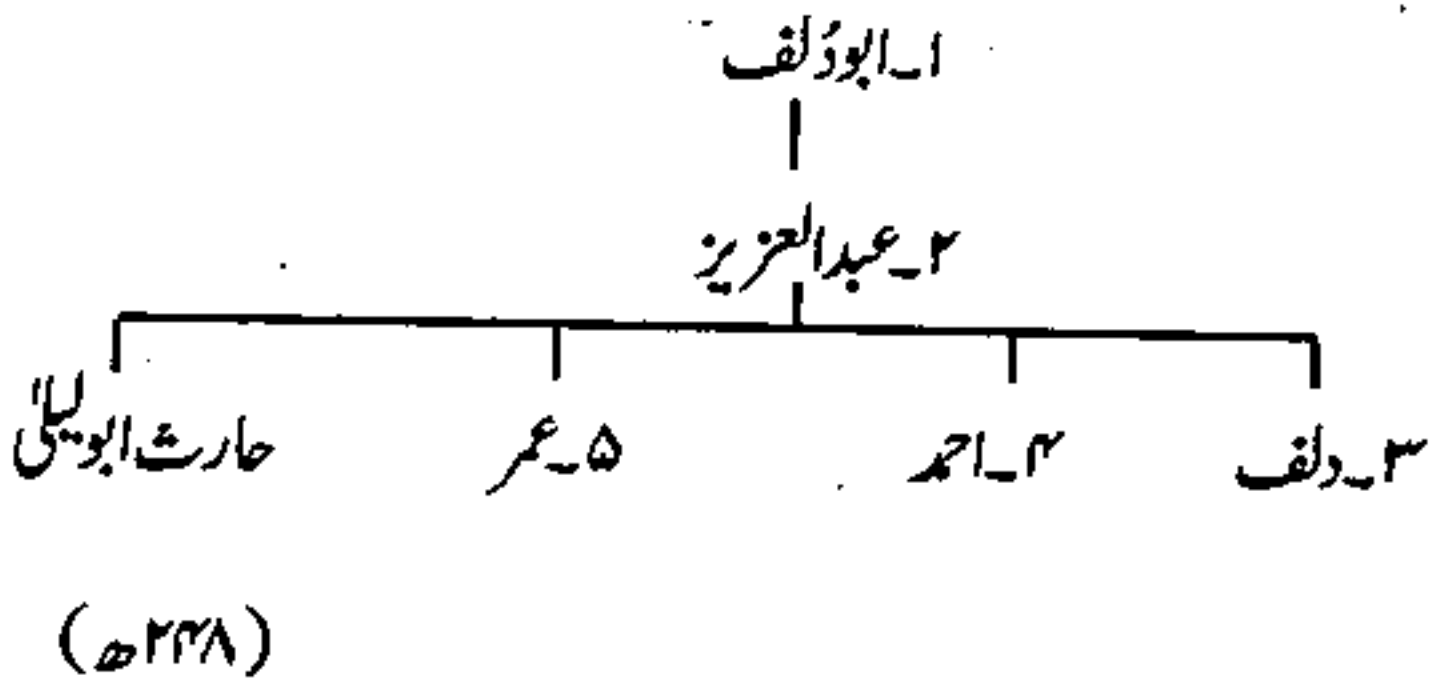
تقریباً ۲۱۰ھ سے تقریباً ۲۸۵ھ تک

(تقریباً ۸۲۵ء سے تقریباً ۸۹۸ء تک)

ابو دُلف عجمی مامون کا ایک سردار تھا جسے ہمدان کا حاکم بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اس کی وفات کے بعد ہمدان کی حکومت اس کے بیٹے عبدالعزیز کو دی گئی جو بعد میں عبدالعزیز کے بیٹوں کو بطور وراثت یکے بعد دیگرے ملتی رہی۔ ۲۸۱ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے اصفہان اور نہاوند کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ بالآخر خلفائے عباسیہ کے بعض دیگر سرداروں نے اس سلسلے کا خاتمہ کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۱۰	ابو دُلف القاسم بن ادریس العجمی	۸۲۵
۲۲۸	عبدالعزیز	۸۴۲
۲۶۰	دُلف	۸۷۳
۲۶۵	احمد	۸۷۸
۲۸۰ تقریباً	عمر	۸۹۳ تقریباً

شجرہ



۵۰۔ بنی ساج

(آذربائیجان)

۲۶۸ھ تقریباً ۳۱۸ھ

(۸۷۹ء تقریباً ۹۳۰ء)

ابو الساج دیوداد اپنی موت یعنی ۲۶۶ھ (۷۹۶ء) تک کوفہ و اہواز کا حکمران رہا۔ اس کا بیٹا محمد حجاز کا حاکم تھا جو ۲۶۹ھ میں انبار اور ۲۷۶ھ میں آذربائیجان کا حاکم بن گیا۔ ۲۸۵ھ (۸۹۸ء) میں ارمنستان کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔

محمد کی وفات کے بعد اس کا بھائی یوسف۔ جو ۲۷۷ھ (۸۸۴ء) سے مکہ کا حکمران چلا آتا تھا۔ آذربائیجان اور ارمنستان کا بھی حاکم بن گیا اور محمد کے لڑکے دیوداد کو حکومت سے محروم کر دیا۔ ۳۰۶ھ (۹۱۸ء) میں یوسف نے رے پر حملہ کیا اور اگلے سال خلیفہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ ۳۱۰ھ (۹۲۲ء) میں خلیفہ نے اسے دوبارہ آذربائیجان اور ارمنستان کا حاکم بنا دیا۔ ۳۱۱ھ میں یوسف رے پہ قابض ہو گیا اور قرامطہ کی جنگ میں شامل ہوا۔ ۳۱۹ھ (۹۳۱ء) میں یوسف کا ایک غلام مُف لُح آذربائیجان پہ قابض ہو گیا اور اس طرح یہ خاندان کمزور ہوتے ہوتے آخر عباسیوں کے ہاتھوں ختم ہو گیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۶۶	ابوالساج دیوداد	۸۷۹
۲۷۶	محمد افشین بن دیوداد	۸۸۹
۲۲۸	یوسف بن دیوداد	۹۰۰
۳۱۵ تقریباً	ابوالسافر الفتح بن محمد	۹۲۷ تقریباً ۹۳۰

۵۱۔ علویان طبرستان

۳۱۶ھ تا ۲۵۰ھ

(۸۶۳ء تا ۹۲۸ء)

ہم صفحات گذشتہ میں ائمہ زیدی یا علوی کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس سلسلے کو بھی ان ہی کی ایک شاخ تصور کیجئے۔ یہ لوگ یمن کے مشہور شہر صعدہ پہ حکومت کیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو حسنؑ یا حسینؑ کی اولاد سمجھتے تھے۔ بحیرہ خزر کے ساحلی ممالک یعنی دیلم، گیلان اور طبرستان میں مدتوں امامت کے مدعی اور خلفائے عباسیہ کے رقیب بنے رہے۔ ان کی ایک شاخ جو زیدیہ کے نام سے مشہور ہے، آج بھی یمن میں موجود ہے۔ یہ لوگ مدتوں امامت کی تمنا میں رہے اور سلاطین وقت سے جھگڑتے رہے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ ہاں ۲۵۰ھ (۸۶۳ء) میں چونٹھ برس کے لیے انہیں طبرستان کی حکومت مل گئی۔ اس عرصے میں اپنا سکہ چلایا لیکن ۳۱۶ھ میں سامانیوں نے انہیں بھی ختم کر دیا۔

۳۱۶ھ کے بعد علویوں کے چند خاندان جن کا پیشہ ہی ایک دوسرے سے لڑنا تھا۔ گیلان و دیلم پہ حکمران رہے اور اسی جماعت کے ایک فرد ابوالفضل جعفر الثائر فی اللہ (?) نے بھی اپنے نام کا سکہ چلایا تھا۔

عیسوی	نام	ہجری
۸۶۴	الحسن بن زید	۲۵۰
۸۸۳	محمد بن زید	۲۷۰
۹۰۰	حکومت سامانی	۲۸۷
۹۱۳	الناصر۔ الحسن بن علی الاطروش	۲۰۱
۹۲۸-۹۱۶	الحسن بن القاسم	۳۱۶-۳۰۴

(اس سلسلے کو زیاریوں اور سامانیوں نے ختم کیا)

۵۲۔ آل طاہر

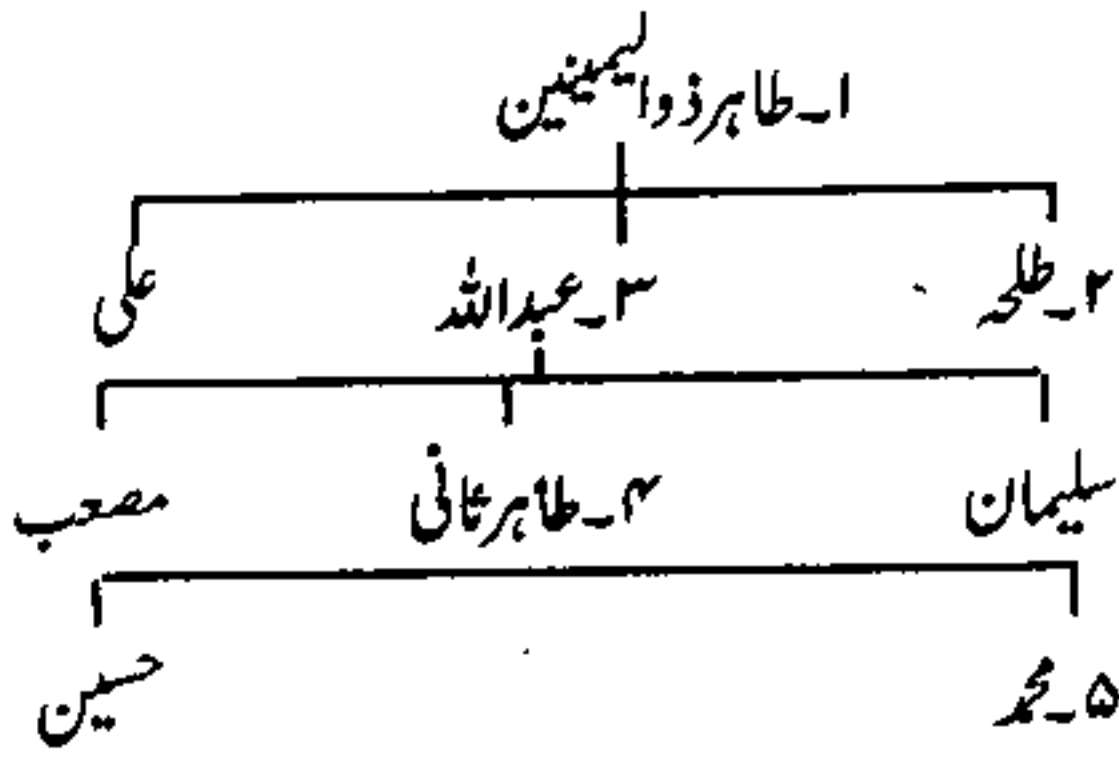
۲۰۵ء تا ۲۵۹ء

(۸۲۰ء تا ۸۷۷ء)

۲۰۵ء (۸۲۰ء) میں مامون نے اپنے مشہور سردار طاہر ذوالیمینین کو جو ایک ایرانی النسل غلام زادہ تھا، خراسان کا حاکم بنا کر بھیجا اور یہیں سے طاہری سلسلہ چل پڑا۔ یہ فرمانروا ہمیشہ خلیفہ کے وفادار رہے۔ تقریباً پچاس برس تک حکومت کی اور حدود خراسان سے باہر کسی علاقے پر قبضہ جانے کی قطعاً کوشش نہیں کی۔ اس سلسلے کو یعقوب بن لیث صفاری نے ختم کیا۔

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۸۲۰	طاہر	۲۰۵
۸۲۲	طلحہ	۲۰۷
۸۲۸	عبداللہ	۲۱۳
۸۳۳	طاہر ثانی	۲۳۰
۸۷۲-۸۷۲	محمد	۲۵۹-۲۴۸

شجرہ



(یہ سلسلہ صفاریوں کے ہاتھوں ختم ہوا)

۵۳۔ صفاری

(ایران)

۲۵۴ھ تا ۲۹۰ھ

(۸۶۸ء تا ۹۰۳ء)

یعقوب بن لیث صفار ایک ایسی ہستی تھی جسے حسن اتفاق نے ٹھٹھیاریوں کی سرداری سے اٹھا کر حاکم سیستان (جو عباسیوں کی طرف سے مقرر تھا) کی افواج کا سردار بنا دیا اور کچھ عرصہ بعد یعنی ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) سے ذرا پہلے سیستان کا حاکم بن بیٹھا۔ اسی سال صوبہ فارس کو شیراز سمیت فتح کیا۔ کچھ عرصہ بعد بلخ اور تخارستان پر قبضہ کر لیا۔ ۲۵۹ھ (۸۷۲ء) میں طاہروں سے خراسان چھین لیا۔ طبرستان پہ چڑھائی کرنے اور حسن بن زید کی شکست دینے کے بعد المعتمد (عباسی) کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ چنانچہ شیراز اور اہواز کے راستے سے بغداد پہ چڑھ دوڑا۔ خلیفہ کا بھائی الموفق مقابلے کے لیے نکلا اور یعقوب کو شکست ہو گئی۔ ۲۶۵ھ (۸۷۸ء) میں یعقوب اس دنیا سے چل بسا اور خلیفہ نے اس کے بھائی عمرو کو اپنی طرف سے خراسان، فارس،

کردستان اور سیستان کا حاکم مقرر کر دیا۔ جب عمرو کی طاقت کافی بڑھ گئی تو خلیفہ نے اسماعیل سامانی کو اس کی سرکوبی پہ مقرر کیا۔ چنانچہ ۲۸۷ھ (۹۰۰ء) میں اسماعیل نے عمرو کو شکست دینے کے بعد گرفتار کر لیا۔

عمرو کے بعد اس کا پوتا طاہر سیستان میں تخت امارت پر بیٹھا۔ جب ۲۹۰ھ (۹۰۳ء) میں اس نے فارس کو فتح کرنے کا ارادہ کیا تو گرفتار ہو گیا۔ اس کے بعد کسی صفاری کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ آبائی ممالک کو واکزار کر سکے۔ گوان کی حکومت سامانیوں نے چھین لی تھی۔ تاہم سیستان میں چھوٹے بڑے صفاری امیردقوں حکومت کرتے رہے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۵۴	یعقوب بن لیث	۸۶۸
۲۶۵	عمرو بن لیث	۸۷۸
۲۸۷-۲۹۰	طاہر بن محمد بن عمرو	۹۰۰-۹۰۳

(اس سلسلے کو سامانیوں نے ختم کیا)

۵۴۔ سامانی

۲۶۱ھ تا ۳۸۹ھ

(۸۷۴ء تا ۹۹۹ء)

سامان بلخ کا ایک شریف زادہ تھا۔ خراسان کے حاکم اسد بن عبداللہ کے ہاں پہنچا۔ زرتشی مذہب کو خیر باد کہی اور مسلمان ہو گیا۔ اس کا لڑکا خراسان کی ملازمت میں شامل ہو گیا۔ اس کے لڑکے کا نام بھی اسد تھا۔

اسد بن سامان کے چار لڑکے تھے۔ جنہیں مامون عباسی بہت پسند کرتا تھا۔ چنانچہ ۲۰۲ھ (۸۱۹ء) میں خلیفہ نے چاروں بھائیوں کو کہیں نہ کہیں حاکم بنا دیا، نوح کو سمرقند دیا، احمد کو فرغانہ، یحییٰ کو چاچ اور الیاس کو ہرات۔ عقل و تدبیر میں احمد سب کا سردار تھا۔ اس نے جلد ہی نوح سے

سمرقند چھین لیا اور کاشغر کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ احمد کے دو لڑکے تھے نصر اور اسماعیل۔ موخر الذکر نے ۲۹۰ھ (۹۰۳ء) میں صفاریوں سے خراسان چھین لیا۔ طبرستان کے علوی، امیر محمد بن زید کو شکست دی اور ان تمام ممالک پہ قبضہ کر لیا جو ایک طرف صحرائے عظیم اور خلیج فارس کے درمیان واقع تھے اور دوسری طرف سرحد ہندوستان اور بغداد کے درمیان۔ اسماعیل کا زیادہ اقتدار ماوراء النہر میں تھا۔ اس کے عہد میں بخارا اور سمرقند نے وہ ترقی کی کہ ایک دنیا تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کا درس لینے کے لیے یہاں آیا کرتی تھی۔

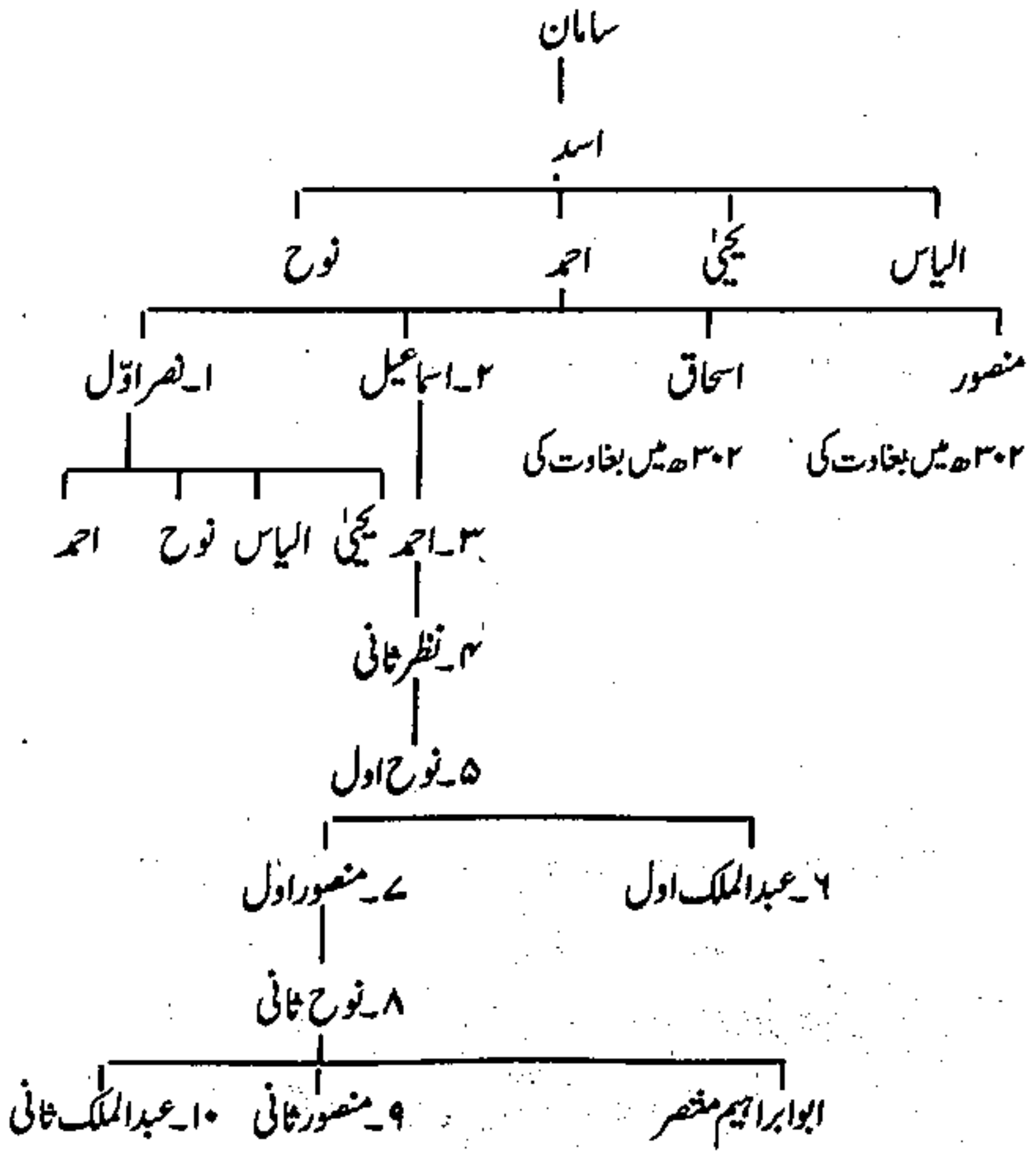
اسماعیل کے بعد خراسان و سیستان میں کچھ ایسے انقلابات آئے کہ سامانیوں کی طاقت گھٹنے لگی۔ ان کے زوال کی سب سے بڑی وجہ دیلمیوں کا عروج تھا۔ اسماعیل کی وفات کے بعد صرف پچاس برس کے عرصے میں سامانیوں کی سلطنت گھٹتے گھٹتے صرف خراسان اور ماوراء النہر تک محدود رہ گئی۔ ان کے دربار میں ترک غلاموں کی ایک کافی تعداد رہا کرتی تھی جو رفتہ رفتہ حکومت کے مالک بن گئے ان میں سے ایک کا نام اچتکین تھا۔ جس نے ۳۸۲ھ (۹۹۳ء) میں سلسلہ غزنوی کی بنیاد ڈالی اور تمام اس علاقے پہ قبضہ کر لیا جو دریائے جیوں کے جنوب میں واقع تھا اور جس پر سامانی قابض تھے۔ وادی جیوں کے شمالی ممالک پر ترکستان کے ایلیک خانی امرا متصرف تھے۔ جب یہ ماوراء النہر میں داخل ہوئے تو ۳۸۰ھ (۹۹۰ء) میں بخارا پہ قابض ہو گئے اور ۳۸۹ھ (۹۹۹ء) تک سامانیوں کا بالکل صفایا کر ڈالا۔ البتہ ایک سامانی امیر یعنی ابو ابراہیم مختصر تاج و تخت کے لیے ۳۹۵ھ (۱۱۰۳ء) تک لڑتا رہا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۶۱	نصر اول بن احمد	۸۷۴
۲۷۹	اسماعیل بن احمد	۸۹۲
۲۹۵	احمد بن اسماعیل	۹۰۷
۳۰۱	نصر ثانی بن احمد	۹۱۳
۳۳۱	نوح اول بن نصر	۹۴۲

۹۵۳	عبدالملک اول بن نوح	۳۴۳
۹۶۱	منصور اول بن نوح	۳۵۰
۹۷۶	نوح ثانی بن منصور	۳۶۶
۹۹۷	منصور ثانی بن نوح ثانی	۳۸۷
۹۹۹	عبدالملک ثانی بن نوح ثانی	۳۸۹

(اس سلسلے کو امرائے غزنوی اور امرائے ایلیک خانی نے ختم کیا)

شجرہ سامانیاں



۵۵۔ ترکستان کے ایلیک خانی

تقریباً ۳۲۰ھ تا تقریباً ۵۶۰ھ

(تقریباً ۹۳۰ء تا تقریباً ۱۱۶۵ء)

ان امراء کے متعلق تاریخی معلومات بہت کم حاصل ہیں اور جو حاصل ہیں وہ قابل اعتماد نہیں۔ بہر حال تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ان امراء نے ان ترکی النسل گروہوں کے ساتھ مل کر جو فرغانہ کے مشرق میں آباد تھے، چوتھی صدی ہجری میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کا پایہ تخت کاشغر تھا۔ ۳۸۹ھ (۹۹۹ء) میں ایک خان نصر نے ماوراء النہر کو فتح کر کے بخارا کو دار الخلافہ بنا لیا اور یہیں سے وہ ان ممالک پہ حکومت کیا کرتا تھا۔ جو بحیرہ خزر سے حدود چین تک پھیلے ہوئے تھے۔ ان امراء نے ان ولایات کو بھی مسخر کرنے کی کوشش کی۔ جو جیحوں کے جنوب میں واقع تھیں۔ لیکن ۳۹۸ھ (۱۰۰۷ء) میں سلطان محمود غزنوی سے وہ شکست کھائی کہ ماوراء النہر کاشغر اور مشرقی مغولستان ہی پر قانع ہو کر بیٹھ گئے۔

ان امراء کے دور حکومت میں ترکوں کے چند اور قبائل بھی ماوراء النہر میں آئے تھے جو بعد میں ایران چلے گئے۔ ان قبائل میں وہ ترک بھی شامل تھے جو بعد میں سلجوقی کہلائے۔ ایلیک خانی امراء کس سال اور کس ترتیب کے ساتھ عنانِ امارت سنبھالتے رہے، ہمیں حتمی طور پر معلوم نہیں۔ اس لیے فہرست بڑی حد تک ظنی ہے۔

عبدالکریم ستق

موسیٰ بن ستق

شہاب الدولہ ہارون بغراخان بن سلیمان

ابوالحسن نصر اول بن علی

قطب الدولہ ابونصر احمد اول بن علی

شرف الدین طغان بن علی

ابوالمنصور ارسلان خان اول بن علی

وفات ۳۸۳-۳۸۴ھ

تقریباً ۳۸۹-۴۰۰ھ

تقریباً ۴۰۱-۴۰۷ھ

تقریباً ۴۰۳-۴۰۸ھ

یوسف خضر خان اول	وفات ۵۲۲۳ھ
شرف الدولہ ابو شجاع ارسلان خان ثانی	تقریباً ۲۲۱-۵۲۳۲ھ
محمود اول بغراخان	تقریباً ۲۲۵-۵۲۳۵ھ

مغربی علاقوں میں

جغرا تگین

ابوالمظفر عماد الدولہ ابراہیم طغغاج بن نصر	تقریباً ۲۲۰-۵۲۶۰ھ
شمس الملوک نصر ثانی بن طغغاج	وفات ۵۲۷۲ھ
خضر خان بن طغغاج	
احمد خان ثانی بن خضر	وفات ۵۲۸۸ھ
محمود خان ثانی	وفات ۵۲۹۵-۲۹۰ھ
خضر خان ثانی بن عمر بن احمد	وفات ۵۲۹۵ھ
محمود ارسلان خان ثالث بن سلیمان	
ابوالمعالی حسن تگین بن علی	
رکن الدین محمود خان ثالث بن ارسلان	
قلج طغغاج خان بن محمد	تقریباً ۵۵۵۸ھ
جلال الدین علی گورگان بن حسن تگین	

مشرقی علاقوں میں

طغرل خان بن یوسف خضر خان	۵۲۳۹-۲۵۵ھ
طغرل تگین بن طغرل	۲۵۵
ہارون بغراخان بن یوسف خضر خان	۵۲۹۶؟۲۵۵
نور الدولہ احمد بن ارسلان	

۵۶۔ آلِ زیار

(حمدجان)

۳۱۶ھ تا ۳۳۲ھ

(۹۲۸ء تا ۱۰۳۲ء)

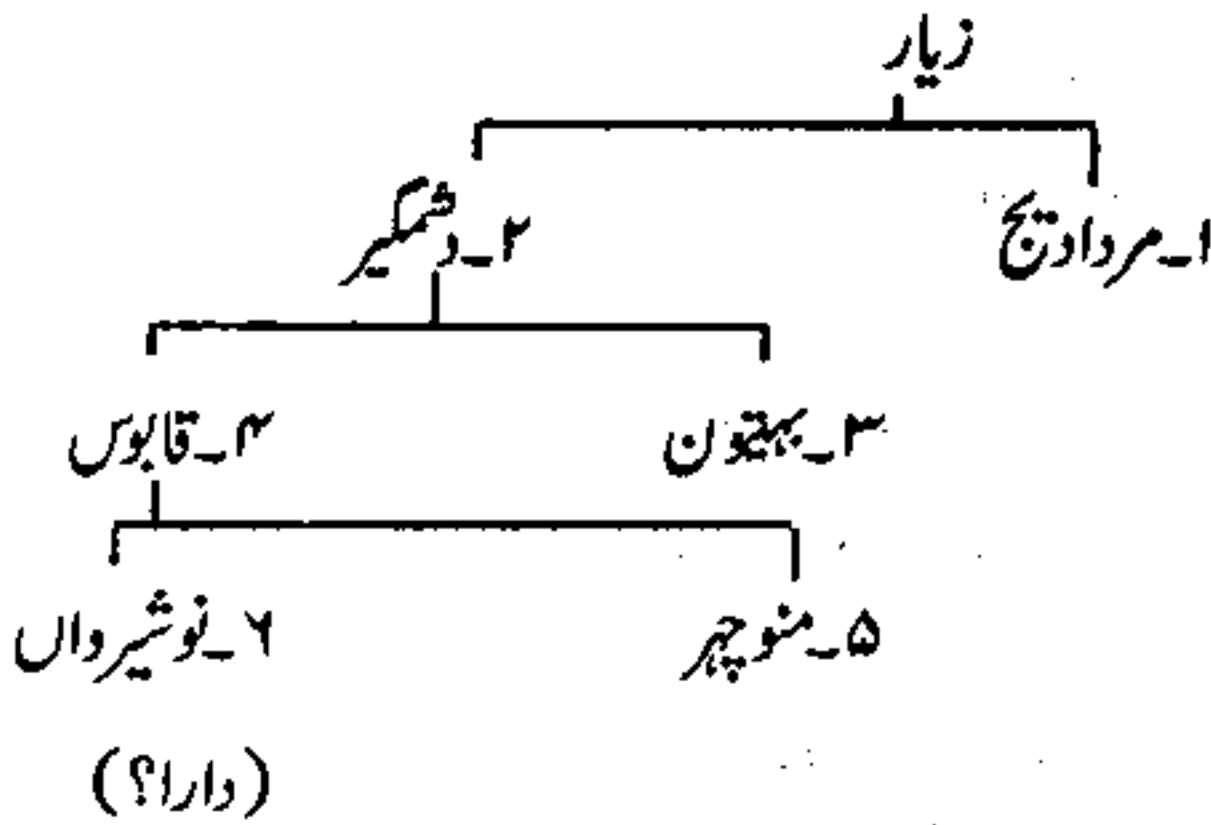
نجر خزر کے جنوبی ساحل پر خلفاء کا مکمل قبضہ کبھی بھی نہیں ہوا تھا۔ اس لیے کہ طرفدارانِ آلِ علی ان علاقوں میں بغاوت کی بھٹی کو عموماً گرم رکھتے تھے اور ایک خود مختار سلطنت کی داغ بیل ڈالنے کی کوششوں میں مصروف رہتے تھے۔ (ملاحظہ ہوں حالات بنی ساج اور اراق گذشتہ میں) سامانیوں نے بھی ان علاقوں پر چڑھائی کی لیکن خلفاء کی طرح انہیں بھی پوری کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ان حالات سے فائدہ اٹھا کر مرداوتج بن زیار نے جو اپنے آپ کو پرانے بادشاہوں کی پشت سے تصور کرتا تھا۔ طبرستان اور جرجان کو آزاد کرالیا اور کچھ عرصے تک اصفہان و ہمدان پر بھی قابض رہا۔ ۳۱۶ھ اور ۳۱۹ھ (۹۲۸ء، ۹۳۱ء) کے درمیانی عرصے میں مغربی ایران کو حلوان تک (جو عراق کی سرحد پر واقع ہے) فتح کر لیا۔

آغاز میں آلِ بویہ مرداوتج کی ملازمت میں تھے اور مرداوتج نے علی بن بویہ کو کرج کا حاکم مقرر کیا تھا۔ بظاہر ہر مرداوتج خلیفہ عباسی کی اطاعت کا دم بھرتا تھا لیکن اس کا بھائی دشمنگیر سامانیوں کا مطیع تھا۔

جب ۳۲۰ھ (۹۳۲ء) میں آلِ بویہ کا اقتدار شروع ہوا تو آلِ زیار کی سلطنت سمٹ کر جرجان و طبرستان تک محدود ہو گئی۔ موید الدولہ دیلمی نے قابوس کو اٹھارہ برس ۳۷۱ھ - ۳۸۹ھ تک اپنے ملک سے باہر رکھا اور جب وہ واپس آیا تو اپنے علاقوں پر بشمولیت گیلان قابض ہو گیا۔ قابوس کے بعد اس کی اولاد حکومت کرتی رہی۔ یہاں تک کہ غزنویوں نے ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۱۶	مردادج بن زیار	۹۲۸
۳۲۳	ظہیر الدین ابو منصور دشگیر	۹۳۵
۳۵۶	ہستون	۹۶۷
۳۶۶	شمس المعالی قابوس	۹۷۶
۴۰۳	فلک المعالی منوچہر	۱۰۱۲
۴۳۴-۴۴۰	نوشیرواں (دارا؟)	۱۰۴۲-۱۰۴۹

شجرہ



۵۷۔ بنی حسنویہ

(کردستان)

تقریباً ۳۳۸ تا ۴۰۶ھ

(۹۵۹ تا ۱۰۱۵ء)

حسنویہ بن حسین بزرگانی ایک گروہی النسل امیر تھا۔ جس نے بنی مروان کی طرح چوتھی صدی میں اقتدار حاصل کر لیا اور اسی صدی کے نصف اول میں دینور، ہمدان، نہاوند، قلعه سرماج

اور کردستان کے بہت بڑے حصے پر قابض ہو گیا تھا۔ اس کی طاقت یہاں تک بڑھ گئی کہ سلاطین بویہہ بھی اس سے گھبراتے تھے۔ گو حسوویہ کی وفات کے بعد عضد الدولہ دیلمی نے اس کے ممالک پر قبضہ کر لیا تھا لیکن ان علاقوں کی حکومت حسوویہ کے لڑکے بدر ہی کے حوالے کر دی تاکہ کوئی فتنہ نہ اٹھ پڑے۔ بدر نے بہت جلد اپنی طاقت میں مزید اضافہ کر لیا۔ خلیفہ عباسی نے اسے ناصر الدولہ کے لقب سے نوازا۔ ۴۰۵ھ (۱۰۱۳ء) میں اس کا پوتا ظاہر اس کا جانشین بنا۔ لیکن ایک برس سے زیادہ حکومت نہ کر سکا۔ اس لیے کہ شمس الدولہ دیلمی نے اس کے ممالک کو فتح کر کے پہلے اسے ملک سے باہر نکال دیا۔ پھر قتل کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۴۸	حسوویہ بن حسین	۹۵۹
۳۶۹	ناصر الدولہ ابوالنجم بدر بن حسوویہ	۹۷۹
۴۰۶-۴۰۵	ظاہر بن ہلال (وفات ۴۰۵ھ) بن بدر	۱۰۱۳-۱۰۱۵

(اس سلسلے کو آل بویہہ نے ختم کیا)

۵۸۔ آل بویہہ

(جنوبی ایران و عراق)

۳۲۰ھ تا ۳۴۷ھ

(۹۳۲ء تا ۱۰۵۵ء)

بویہہ دیلم کی سطح مرتفع کا باشندہ اور ایک جنگ جو قبیلے کا سردار تھا۔ وہ اپنے آپ کو قدیم بادشاہوں کی اولاد سمجھتا تھا۔ بحر خزر کے سواحلی علاقوں میں جب کبھی خلفاء کے خلاف فتنہ بغاوت اٹھتا تو یہ اس میں شامل ہو جاتا تھا۔ ۳۱۸ء میں سامانیوں کی ملازمت چھوڑ کر مرداوتج زیاری کے دربار میں آ گیا۔ مرداوتج نے اس کے لڑکے علی عماد الدولہ کو کرج کا حاکم مقرر کر دیا۔

علی گیلی و دیلمی سرداروں کی کمک ہمراہ لے کر جنوب کی طرف چل دیا۔ اصفہان پہ قبضہ

جمایا۔ ۳۲۰ھ (۹۳۲ء) میں ارجاں اور ۳۲۱ھ میں نوبندجان فتح کیا۔ اس کے بھائی حسن رکن الدولہ نے عرب افواج کو کازرون سے باہر نکال دیا۔ پھر یہ دونوں بھائی مشرق کی طرف چل دیے۔ ان کا تیسرا بھائی احمد معز الدولہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور خلیفہ ان بھائیوں کو اپنا سردار بنانے پر مجبور ہو گیا۔ جب معز الدین کرمان اور اہواز کو فتح کرنے کے بعد ۳۳۲ھ (۹۴۵ء) میں بغداد پہنچا تو خلیفہ مستکفی نے نہ صرف ان بھائیوں کو عماد الدولہ، رکن الدولہ اور معز الدولہ کے القاب سے نوازا، بلکہ معز الدولہ کو امیر الامراء کے بلند منصب پر بھی فائز کر دیا۔ یہ القاب آل بویہ کے بعض دیگر امراء کو بھی دیے گئے تھے۔

بعض مورخ امراء بویہ کو سلاطین بویہ لکھتے ہیں۔ لیکن یہ خلاف حقیقت ہے۔ اس لیے کہ ان کے مسکوکات پر امیر اور ملک کا لقب تو ملتا ہے۔ لیکن سلطان کا ذکر کہیں موجود نہیں۔ علاوہ ازیں بغداد میں امراء سے بویہ کا رویہ سلاطین جیسا نہ تھا۔ ہر چند کہ آل بویہ شیعہ تھے اور خلفاء ان کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے تھے۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ خلفاء کا ظاہری احترام پوری طرح کرتے تھے۔

امراء بویہ کے دور میں ایران و عراق کی تقسیم کس طرح ہوئی، اس کی تفصیل جداول میں دیکھیے۔ ان جداول سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ ان امراء میں آگے چل کر کس قدر اختلاف پیدا ہو گئے تھے۔ یہی اختلافات ان کے ضعف کا سبب بنے۔ یہاں تک کہ سلجوقیوں، غزنویوں اور دیانمہ کا کوہ نے ان کا صفایا کر دیا۔

الف۔ دیار فارس

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۲۰	عماد الدولہ ابوالحسن علی	۹۳۲
☆۳۳۸	عضد الدولہ ابوشجاع خسرو	۹۴۹
☆۳۷۲	شرف الدولہ ابوالفوارس شیرذیل	۹۸۲
☆۳۷۱	صمصام الدولہ ابوکالیجار مرزبان	۹۸۹

۹۹۸	بہاؤ الدولہ (ملک عراق)	☆۳۸۸
۱۰۱۲	سلطان الدولہ ابو شجاع	☆۳۰۳
۱۰۲۳	عماد الدولہ ابوکالیجار مرزبان	☆۳۱۵
۱۰۵۵-۱۰۲۸	ابونصر خسرو فیروز رحیم	☆۳۳۷-۳۳۰

ب۔ دیالمہ، عراق و اہواز و کرمان

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۹۳۲	معز الدولہ ابوالحسین احمد	۳۲۰
۹۶۷	عز الدولہ بختیار	۳۵۶
۹۷۷	عضد الدولہ (ملک فارس)	۳۶۷
۹۸۲	شرف الدولہ (ملک فارس)	۳۷۲
۹۸۹	بہاؤ الدولہ ابونصر فیروز	۳۷۹
۱۰۱۲	سلطان الدولہ (ملک فارس)	۳۰۳

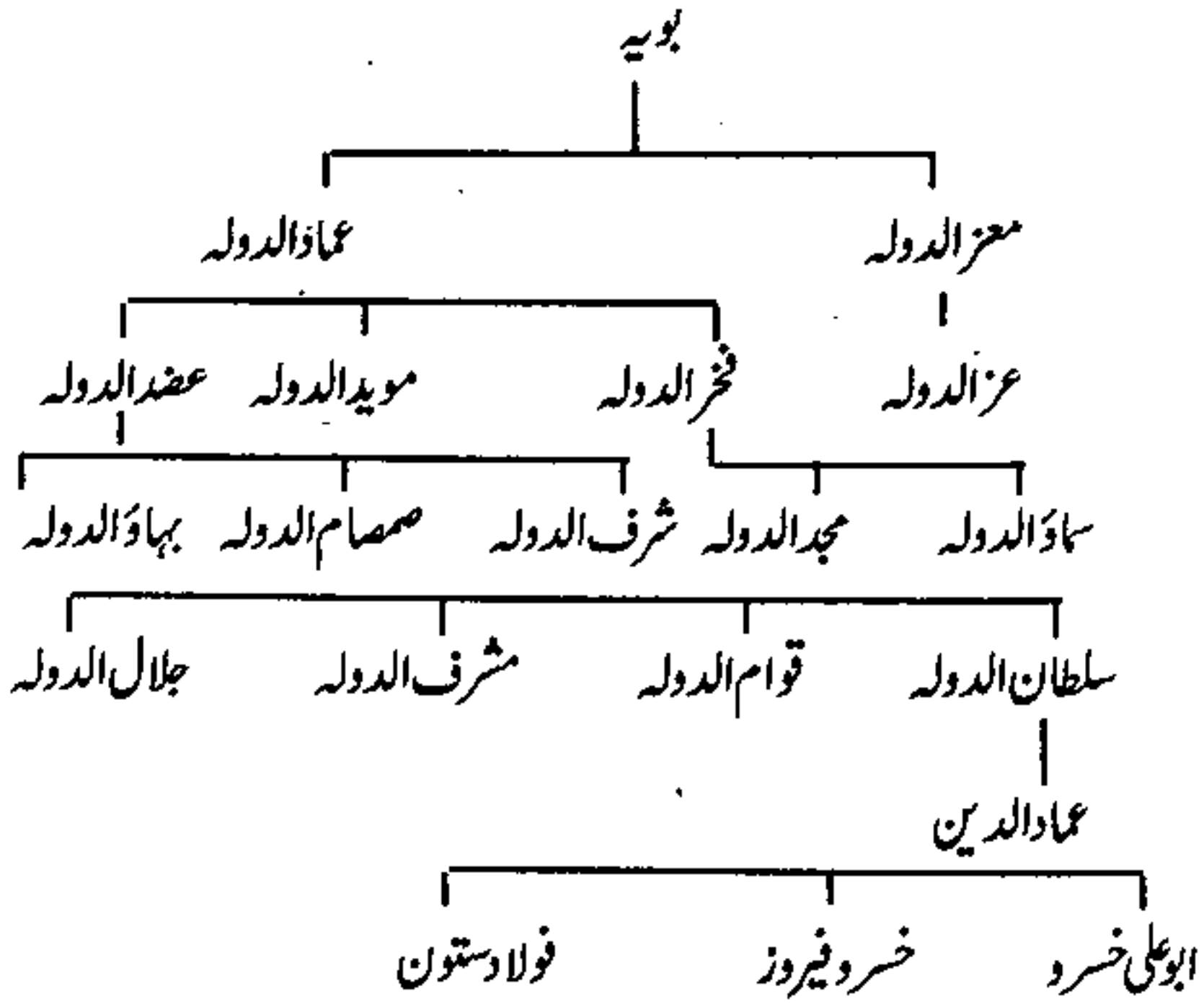
☆ عراق

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۰۲۰	مشرف الدولہ	۳۱۱
۱۰۲۵	جلال الدولہ	۳۱۶
۱۰۲۳	عماد الدین (ملک فارس)	۳۳۵
۱۰۵۵-۱۰۲۸	ابونصر خسرو فیروز (ملک فارس)	۳۳۷-۳۳۰

کرمان

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۰۳	قوام الدولہ ابوالفوارس	۱۰۱۲
۴۱۹	عمادالدین (ملک فارس)	۱۰۲۸
۴۲۸-۴۳۰	ابومنصور فولادستون	۱۰۵۶-۱۰۴۸
	ج۔ دیالمہ رے و ہمدان و اصفہان	
۴۴۰	رکن الدولہ ابوعلی حسن	۹۳۲
۳۷۳-۳۶۶	موید الدولہ ابومنصور (صرف اصفہان)	۹۸۳-۹۷۶
۳۶۶	فخر الدولہ ابوالحسن علی	۹۷۶
	(اصفہان پر ۳۷۳ھ میں قبضہ)	
۴۲۰-۴۸۷	مجد الدولہ ابوطالب رستم	۱۰۲۹-۹۹۷
	(محمود غزنوی نے اسے معزول کر دیا تھا)	
۴۸۷	شمس الدولہ ابوطاہر (صرف ہمدان)	۹۹۷
تقریباً ۴۱۲-۴۱۳	ساء الدولہ ابوالحسن	۱۰۲۳-۱۰۲۱
	(اسے ابن کاکویہ نے معزول کیا)	
	(دو دیالمہ کو غزنویوں، سلجوقیوں اور آل کاکویہ نے مٹا دیا)	

شجرہ



۵۹۔ دیلمہ کا کوہ

(کردستان)

۵۳۹۸ تا ۵۲۲۳ھ

(۱۰۰۷ء تا ۱۰۵۱ء)

محمد بن دشمنز یار جو ابن کا کوہ کے نام سے مشہور ہے۔ مجد الدولہ دیلمی کے ماموں کا لڑکا تھا۔ جب سماء الدولہ تخت سلطنت سے دست بردار ہو گیا تو ۴۱۴ھ (۱۰۲۳ء) میں ابن کا کوہ ہمدان پہ قابض ہو کر سماء الدولہ کی جگہ بیٹھ گیا۔ اصفہان پر یہ ۳۹۸ھ (۱۰۰۷ء) سے قابض چلا آتا تھا۔ محمد بن کا کوہ کے لڑکے اصفہان، ہمدان، یزد اور نہاوند پر کئی برس تک حکومت کرتے رہے۔ آخر جب ۴۲۳ھ (۱۰۵۱ء) میں سلجوقیوں نے ان علاقوں پہ قبضہ کیا تو یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

ممالک دیالمہ کی جغرافیائی تقسیم

فارس	کرمان - اہواز و عراق	ری و ہمدان	اصفہان
۳۳۰ عمادالدولہ	۳۳۰ معزالدولہ		۳۳۰ کرن الدولہ
۳۳۸ عضدولہ	۳۵۶ - عزالدولہ		
	۳۶۷ - عضدالدولہ	۳۶۶ شرف الدولہ	۳۶۶ مویذ الدولہ
	۳۷۲ - شرف الدولہ		۳۷۳
۳۷۹ مصام الدولہ	۳۷۹ - بہاؤ الدولہ		
	۳۸۸ - بہاؤ الدولہ		
	۴۰۳ سلطان الدولہ		
	۴۵۱ - شرف الدولہ	۳۸۷ شمس الدولہ	۳۸۷ - مجد الدولہ
۴۱۵ - عمادالدین	۴۱۶ - جلال الدولہ		۳۹۸ - آل کاکیہ
	۴۳۵	۴۱۲ - سمان الدولہ	
		۴۱۴ (آل کاکیہ)	
			(اس شعبے کو فرنگیوں نے ختم کیا)
	۴۳۰ - خرد و نیروز (جسے سلاطین نے کھست دی)	۴۱۹ - عمادالدین	
	۴۳۷ - خرد و نیروز (جسے سلاطین نے کھست دی)	۴۳۵ (نوادستون)	۴۳۵

۱۰۰۷

علاء الدولہ ابو جعفر محمد

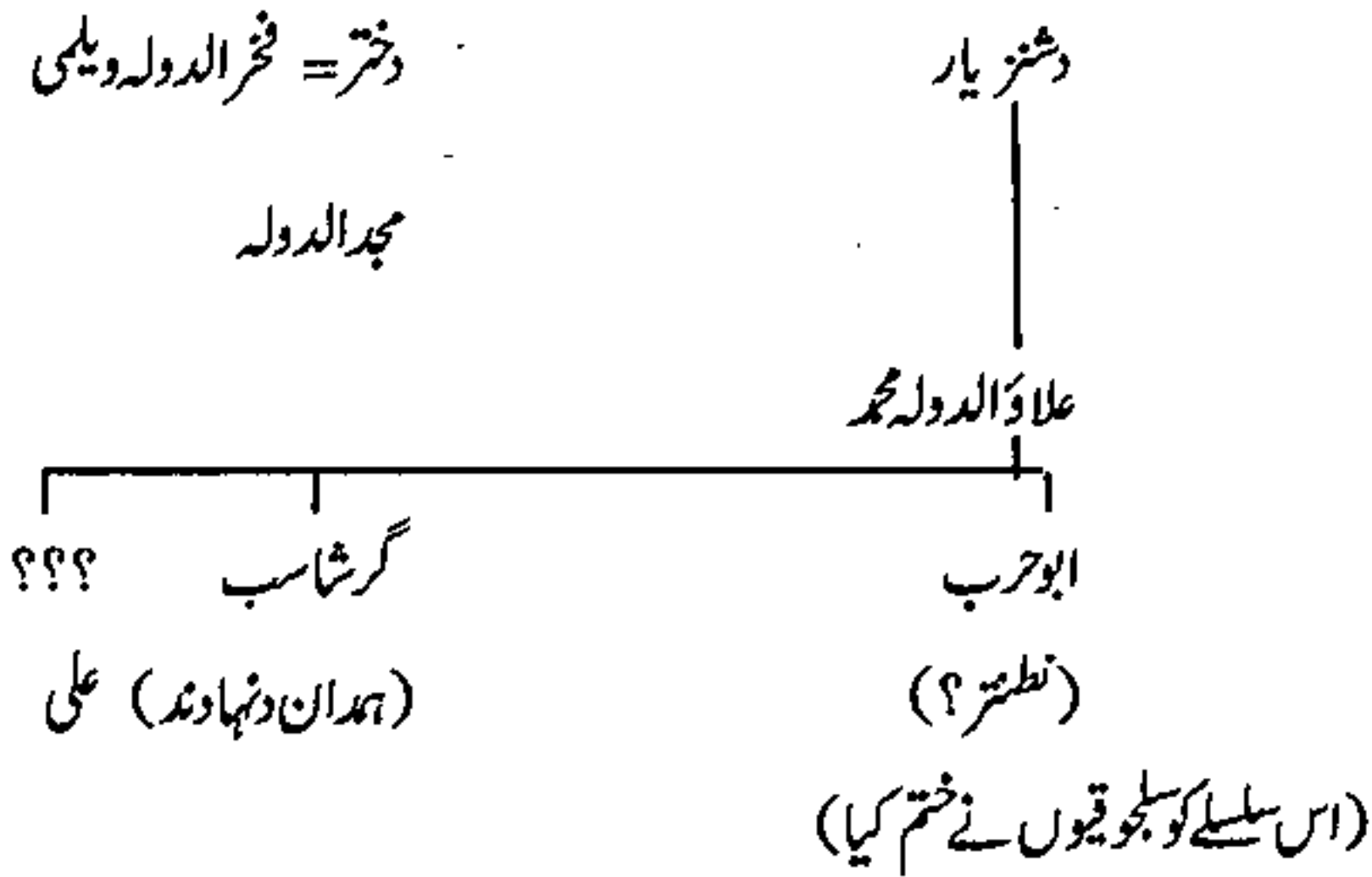
۳۹۸

۱۰۵۱-۱۰۴۱

ظہیر الدین ابو منصور فرامرز

۳۲۳-۳۱۲

کاکویہ



- ۱- اصفہان اور ہمدان کے درمیان ایک موضع کا نام کرج تھا۔ جسے آج کل کرہ رود کہتے ہیں۔ اس موضع کی بنیاد عیسیٰ بن ادریس خزاعی مجلی نے جو کوفہ کا ایک عرب تھا۔ خلیفہ مہدی کے عہد میں ڈالی تھی۔ عیسیٰ اور اس کے لڑکے اصفہان کے قرب و جوار میں ڈالے ڈالا کرتے تھے۔ آخر عیسیٰ نے اس کام سے توبہ کر لی اور ایک پڑا سن شہری کی طرح کرج میں مقیم ہو گیا۔ اسی کی کوششوں سے کرج کی نہر تیار ہوئی۔ اس کے بیٹے کا نام ابو دلف تھا۔ جس نے کرج کو ایک اچھا خاصا شہر بنا دیا۔ ابو دلف کی وفات ۲۲۵ھ میں ہوئی تھی۔ (سمعانی)
- ۲- سیستان کو بختان یا نیمروز بھی کہتے ہیں۔
- ۳- یہ امراء عراق اور بعض دیگر علاقوں پہ بھی حکومت کرتے رہے۔

۶۰۔ سلابقہ

پانچویں صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک
(گیارہویں صدی عیسوی سے چودہویں صدی عیسوی تک)

الف۔ سلابقہ بزرگ ایران

ب۔ سلابقہ کرمان

ج۔ سلابقہ شام

د۔ سلابقہ عراق

ہ۔ سلابقہ روم

۶۱۔ امرائے دانشمندیہ

۶۰۔ سلاجقہ

(مغربی ایشیا)

۳۲۹ھ تا ۷۰۰ھ

(۱۰۳۷ء تا ۱۳۰۰ء)

اسلامی تاریخ میں سلجوقیوں کا ظہور ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ یوں سمجھیے کہ یہ زمانہ اسلام کی حیات ثانیہ کا دور تھا۔ جب سلجوقی اٹھ رہے تھے تو خلافت بیٹھ رہی تھی اور کسی اسلامی فرمانروا میں یہ ہمت باقی نہیں رہی تھی کہ وہ تمام اسلامی ممالک کو ایک حکومت کے نیچے متحد دیکھ سکے۔ اسلامی ممالک چھوٹی چھوٹی سلطنتوں میں بٹ چکے تھے۔ صرف خلفائے فاطمی کی سلطنت کافی وسیع تھی لیکن ان کے تعلقات بھی خلفائے عباسیہ کے ساتھ اچھے نہیں تھے اور یہ ایک دوسرے کے مد مقابل بنے ہوئے تھے۔

ہسپانیہ، افریقہ اور مصر کا بہت بڑا حصہ خلفاء کے اثر سے آزاد ہو چکا تھا۔ شمالی شام اور الجزائرہ پر چند باغی قبائل قابض تھے۔ جن کے بعض امرانے نئے سلسلوں کی بنیاد ڈال دی تھی۔ ایران میں بھی مختلف امراء کی حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔ امرائے بویہ کی طاقت ٹوٹ چکی تھی۔ یہ امراء شیعہ ہونے کی وجہ سے خلفائے عباسی کا دلی احترام نہیں کرتے تھے۔ اس وقت ان کے چند ایک بے کار سے امیر برسر اقتدار رہ گئے تھے۔ جن کا کام ایک دوسرے سے لڑنا تھا۔ سیاسی انتشار کے علاوہ مختلف فرقوں نے مذہبی وحدت کا شیرازہ بھی بکھیر کر رکھ دیا تھا۔ یہ تھے وہ امراض جو ملت اسلامیہ کو لاحق ہو چکے تھے۔ ان سب کا علاج سلجوقیوں نے مہیا کیا۔

سلجوقی جدید طرز معیشت کے خوگر تھے اور شہری تمدن سے محض بیگانہ اسی مدت میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ چونکہ اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے۔ اس لیے اسلام سے انہیں گہری محبت

تھی اور یہی وہ جذبہ تھا۔ جس کے زیر اثر یہ جاں بلب حکومت کی امداد کو دوڑے اور اسے نشاۃ ثانیہ عطا کی۔

سلجوقیوں نے ایران، الجزائرہ، شام اور ایشیائے صغیر پر حملہ کیا اور جو چھوٹی موٹی حکومت راستے میں آئی۔ اس کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ نتیجتاً تمام اسلامی ایشیا کو افغانستان کی مغربی سرحد سے بحیرہ روم کے ساحل تک ایک سلطنت بنا ڈالا۔ اسلامی عساکر میں غیرت و تعصب کی نئی روح پھونک دی اور مشرقی روما (جس نے از سر نو مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر رکھی تھی) کا گھمنڈ توڑ کر رکھ دیا۔ سلاجقہ کے یہی وہ کارنامے ہیں جن کی بنا پر اسلام کی۔۔۔ تاریخ میں انہیں مقام بلند حاصل ہوا۔

سلجوقیوں کے سرپرست اعلیٰ سلجوق بن تلق بن ایک ترکمان سردار تھا۔ یہ ترکستان کے کسی امیر کے ہاں رہتا تھا۔ آخر دشت قرقیز کو چھوڑ کر یہ جند کی طرف چلا گیا اور وہاں سے بخارا پہنچا۔ جہاں اس نے بہ رغبت تمام اسلام قبول کیا۔

سلجوق، اس کے بیٹے اور پوتے ان لڑائیوں میں شامل ہوتے رہے جو محمود غزنوی ایلیک خانی امیروں اور سامانیوں میں ہوتی رہیں اور اس طرح طغرل بیگ اور اس کے بھائی جغری بیگ نے کافی اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ آخر اپنے قبیلے کے نوجوانوں کو ہمراہ لے کر خراسان پہ حملہ کیا۔ غزنویوں نے پلٹ پلٹ کر حملے کیے۔ لیکن شکست کھا کر بھاگ گئے اور سلجوقیوں نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

۴۲۹ھ (۱۰۳۷ء) میں مرو کے خطیب نے جغری بیگ داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا اور اسے سلطان سلاطین کے لقب سے یاد کیا۔ نیشاپور میں یہی مراسم طغرل کے لیے ادا کیے گئے۔ سلجوقیوں نے بہت تھوڑے وقت میں بلخ، جرجان، طبرستان اور خوارزم پہ قبضہ کر لیا۔ ۴۳۳ھ اور ۴۳۷ھ ہجری کے درمیانی عرصے میں دنیور، جبل، حلوان، رے اور اصفہان پہ قابض ہو گئے ۴۴۷ھ (۱۰۵۵ء) میں طغرل بیگ بغداد پہنچا۔ جہاں تمام مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اسے سلطان کے لقب سے یاد کیا گیا۔

ترکی قبائل بھی آہستہ آہستہ سلجوقیوں کے حلقہ اطاعت میں آگئے اور اس طرح تمام سلجوقی ایشیا افغانستان کی آخری سرحد سے لے کر ممالک رومہ تک جس میں ایشیائے صغیر اور ۴۷۰ھ (۱۰۷۷ء) سے پہلے کے فاطمی مقبوضات بھی شامل تھے۔ سلاجقہ کے نیچے واحد سلطنت بن گیا۔

طغرل بیگ۔ الپ ارسلان اور ملک شام اس وسیع سلطنت پر حکومت کرتے رہے۔ لیکن ملک شاہ کی وفات کے بعد برکیارق اور محمد کے درمیان جنگ شروع ہو گئی اور کئی سلجوقی خاندانوں نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ بایں ہمہ تمام سلجوقی امراء و روساء اسی شعبے کے حکمران کو اپنا رئیس سمجھتے رہے۔ گو سلاجقہ بزرگ کے آخری فرمانروا سنجر کی حکومت صرف خراسان تک محدود تھی لیکن تمام دیگر امراء اس کی وفات (۵۵۲ھ۔ ۱۱۵۷ء) تک رسماً اس کی اطاعت کا دم بھرتے رہے۔

کرمان، عراق، شام اور روم کے سلجوقی اسی خاندان کی شاخیں تھیں۔ سلجوقیوں کے چند اور افراد بھی آذربائیجان، تخارستان اور چند دیگر علاقوں پر حکمران رہے ہیں۔ مشرق میں خورازم شاہیوں نے سلجوقیوں کی طاقت کو کچل ڈالا۔ آذربائیجان، فارس، الجزیرہ اور دیار بکر میں اتابک (جو سلجوقی افواج میں سپہ سالار تھے) اپنے آقاؤں کے جانشین بن گئے اور روم کے سلجوقیوں کو عثمانی ترکوں نے ۷۰۰ھ (۱۳۰۰ء) میں ختم کر ڈالا۔

الف۔ سلاجقہ بزرگ

۴۲۹ھ تا ۵۵۲ھ

(۱۰۳۷ء تا ۱۱۵۷ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۲۹	رکن الدین ابوطالب طغرل بیگ	۱۰۳۷
۴۵۵	عضد الدین ابوشجاع الپ ارسلان	۱۰۶۳
۴۶۵	جلال الدین ابوالفتح ملک شاہ	۱۰۷۲
۴۸۵	ناصر الدین محمود	۱۰۹۲

۱۰۹۴	رکن الدین ابوالمظفر برکیارق	۴۸۷
۱۱۰۴	ملک شاہ ثانی	۴۹۸
۱۱۰۴	غیاث الدین ابوشجاع محمد	۴۹۸
۱۱۵۷-۱۱۱۷	معز الدین ابوالحارث سنجر	۵۵۲-۵۵۱

(اس شاخ کو خوارزم شاہیوں نے ختم کیا)

ب۔ سلاجقہ کرمان

۵۵۸۳ تا ۵۴۳۳

(۱۱۷۸ تا ۱۰۴۱ء)

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۰۴۱	عماد الدین قرار سلاں قادر و بیگ	۴۲۳
۱۰۷۲	کرمان شاہ	۴۶۵
۱۰۷۴	حسین	۴۶۷
۱۰۷۴	رکن الدین سلطان شاہ	۴۶۷
۱۰۸۴	توران شاہ	۴۷۷
۱۰۹۷	ایران شاہ	۴۹۰
۱۱۰۰	ارسلان شاہ	۴۹۳
۱۱۴۱	مغیث الدین محمد اول	۵۳۶
۱۱۵۶	محمی الدین طغرل شاہ	۵۵۱
۱۱۶۷	بہرام شاہ۔ ارسلان شاہ۔ ترکان شاہ	۵۶۳
	(ایک دوسرے کے رقیب)	
۱۱۸۷	محمد شاہ ثانی	۵۸۳

(اس شاخ کو ترکانِ غزنے نے ختم کیا)

ج۔ سلاجقہ شام

۵۱۱ تا ۴۸۰ھ

(۱۰۹۴ء تا ۱۱۱۷ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۸۷	تتش بن الپ ارسلان	۱۰۹۴
۴۸۸	رضوان بن تتش (حلب)	۱۰۹۵
	وقاق بن تتش (دمشق) ۴۸۸ھ - ۴۹۷ھ	
۵۰۷	الپ ارسلان الاخرس بن رضوان	۱۱۱۳
۵۰۸ - ۵۱۱	سلطان شاہ بن رضوان	۱۱۱۴ - ۱۱۱۷

(اس شاخ کو اتابکانِ بوری اور امرائے ارتقی نے ختم کیا)

د۔ سلاجقہ عراق و کردستان

۵۵۱ تا ۵۹۰ھ

(۱۱۱۷ء تا ۱۱۹۴ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۵۱۱	مغیث الدین محمود	۱۱۱۷
۵۲۵	غیاث الدین داؤد	۱۱۳۱
۵۲۶	طغرل اول	۱۱۳۲
۵۲۷	غیاث الدین مسعود	۱۱۳۳
۵۲۷	معین الدین ملک شاہ	۱۱۵۲

۱۱۵۳	محمد	۵۲۸
۱۱۵۹	سلیمان شاہ	۵۵۲
۱۱۶۱	ارسلان شاہ	۵۵۶
۱۱۹۳-۱۱۷۷	طغرل ثانی	۵۹۰-۵۷۳

(اس شاخ کو بھی خوارزم شاہیوں نے ختم کیا)

۵۔ سلاجقہ روم (ایشیائے صغیر)

۵۷۰ تا ۱۰۷۰ھ

(۱۰۷۷ء تا ۱۳۰۰ء)

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۰۷۷	سلیمان اول بن قلمش	۴۷۰
۱۰۸۶	بدامنی کادور	۴۷۹
۱۰۹۲	قلج ارسلان داؤد	۴۸۵
۱۱۰۶	ملک شاہ اول	۵۰۰
۱۱۱۶	سعود اول	۵۱۰
۱۱۵۶	عزالدین قلج ارسلان ثانی	۵۵۱
۱۱۸۸	قطب الدین ملک شاہ ثانی	۵۸۲
۱۱۹۲	غیاث الدین کچنر اول	۵۸۸
۱۲۰۰	رکن الدین سلیمان ثانی	۵۹۷
۱۲۰۳	قلج ارسلان ثالث	۶۰۰
۱۲۰۴	کچنر اول (دوبارہ)	۶۰۱
۱۲۱۰	عزالدین کیکاؤس اول	۶۰۷

۱۲۱۹	علاؤ الدین کیقباد اول	۶۱۶
۱۲۳۶	غیاث الدین کینسر و ثانی	۶۳۳
۱۲۴۵	عزالدین کیکاؤس ثانی	۶۳۳
۱۲۵۷	رکن الدین قلیج ارسلان رابع	۶۵۵
۱۲۶۷	غیاث الدین کینسر و ثالث	۶۶۶
۱۲۸۳	غیاث الدین مسعود ثانی	۶۸۲
۱۲۹۶-۱۳۰۰	علاؤ الدین کیقباد ثانی	۶۹۶-۷۰۰

(یہ شاخ مغلوں اور عثمانی ترکوں کے ہاتھوں ختم ہوئی)

۶۱۔ امرائے دانشمندیہ

سیواس، قیساریہ، ملاطیہ

۵۲۹۰ تا ۵۶۰۰ھ

(۱۰۹۷ء تا ۱۱۶۵ء)

جب سلجوقی ایشیائے صغیر میں اپنی طاقت کا جال بچھا رہے تھے عین اس وقت ترکی النسل امیر گمشد گین بن دانشمندی نے کاپادوکیا کے علاقے یعنی سیواس، قیساریہ اور ملاطیہ میں ایک چھوٹی سی حکومت کی بنیاد ڈالی اور ایک موقع پر فرانیسیوں کو سخت شکست دی۔ اس کے جانشینوں نے صلیبی لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ لیکن ان کے پڑوسیوں یعنی روم کے سلجوقیوں نے بہت جلد ان کا خاتمہ کر ڈالا۔

محمد اول گمشت گین بن تیلودانشمند

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۹۹	غازی بن گمشت گین	۱۱۰۵
۵۲۹	محمد ثانی بن غازی	۱۱۳۳
۵۳۷	ذوالنون محمد ثانی	۱۱۴۲
	یعنی (یا یعقوب) بن ارسلان غازی	
۵۶۰	ابراہیم بن محمد	۱۱۶۵
	(اس سلسلے کو سلابھہ روم نے ختم کیا)	

۱۔ یہی وہ محمد جسے جوہر کی ارق کے ساتھ لڑا تھا۔

۲۔ سب سے پہلے سال خراسان کا حاکم تھا۔ ۵۱۱ھ میں تمام سلجوقیوں کا امیر قرار پایا۔

۳۔ حکومت میں اس کے دو بھائی یعنی قلج ارسلان رابع اور کیقباد ثانی بھی برابر کے شریک تھے۔

۴۔ جب مسعود کا والد کی کاؤس فوت ہو گیا تو ابا قاخان نے مسعود کو ۶۷۷ھ میں (جب سلجوقی تخت پر

مسعود کا عم زاد کینسر و ثالث جلوہ آرا تھا) سیواس، آذربائیجان اور رزمہ الروم کا حاکم مقرر کر دیا۔

۶۸۲ھ میں مسعود کینسر و ثالث کی جگہ سلطان بنا اور جب ۷۰۰ھ میں اس کے چچا کیقباد ثانی نے تخت

کو چھوڑ دیا تو یہ پھر بادشاہ بن بیٹھا اور چار برس تک حکومت کی۔ اس سلسلے کے آخری چار بادشاہوں کو

صرف حاکم سمجھیے۔ جو ایلخانان روم کی طرف سے مقرر ہوتے۔

۵۔ سیواس Sebaste ایشیائے خورڈ کا ایک شہر

۶۔ قیساریہ Caesares ایشیائے خورڈ کا ایک شہر

۷۔ ملاطیہ Melitene ایشیائے خورڈ کا ایک شہر

اتابک۔ یعنی سلجوقی افواج کے سردار

چھٹی صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(بارہویں صدی عیسوی سے تیرہویں صدی عیسوی تک)

آل بوری یا اتابکان دمشق	۶۲۔
آل زنگی یا اتابکان موصل	۶۳۔ الف
آل زندگی یا اتابکان حلب	۶۳۔ ب
آل زنگی یا اتابکان سنجاہ	۶۳۔ ج
آل زنگی یا اتابکان الجزیرہ	۶۳۔ د
امراء بکت گین یا اتابکان اربل	۶۴۔
ارتقیہ کیفا	۶۵۔ الف
ارتقیہ ماردین	۶۵۔ ب
شاہان ارمنستان	۶۶۔
اتابکان آذربائیجان	۶۷۔
سلغوریاں یا اتابکان فارس	۶۸۔
امراء ہزاراچی یا اتابکان لرستان	۶۹۔
خوارزم شاہی	۷۰۔
قتلغ غانیاں کرمان	۷۱۔

اتا بک۔ یعنی سلجوقی افواج کے سردار

چھٹی صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(بارہویں صدی عیسوی سے تیرہویں صدی عیسوی تک)

سلجوقی حکومت فوجی بنیادوں پہ قائم کی گئی تھی اور افواج کی حکومت غلاموں کے ہاتھ میں تھی۔ چونکہ سلجوقی سلطنت کے حدیں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور دربار شاہی کے امراء فوجی یا غیر فوجی عہدوں پر اتنا دور جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لیے سلجوقیوں نے ان وفادار غلاموں کو جو یا تو زر خرید تھے اور یا کہیں سے دربار میں بطور ہدیہ بھیجے گئے تھے۔ ان عہدوں پہ مقرر کرنا شروع کر دیا۔

ہر سلجوقی بادشاہ کے پاس اس قسم کے غلاموں کی تعداد کافی ہوا کرتی تھی۔ یہ عموماً دشت قیچاق سے لائے جاتے تھے اور دربار و فوج کا انتظام ان کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ یہ غلام بسا اوقات نہایت سختی سے حکومت کیا کرتے تھے۔

اس انتظام کا یہ نتیجہ ہوا کہ پرانے درباریوں کی جگہ نئے غلاموں نے لے لی جب سلجوقی کمزور ہو گئے اور ان کی حکومت کی بنیادیں ہلنے لگیں تو یہی غلام جو اپنے آقاؤں کے نام پہ لڑائیاں لڑا کرتے تھے، سلجوقی شہزادوں کے سیاسی اتالیق مقرر ہو گئے اور اپنی اس حیثیت سے فائدہ اٹھا کر اختیارات کے مالک بن بیٹھے۔

تمش نے اپنے بیٹے دقاق کے لیے طغ تکین نامی غلام کو اتالیق مقرر کر رکھا تھا۔ جب دقاق کی وفات ہو گئی تو طغ تکین نے دمشق کی عنان حکومت خود سنبھال لی۔ عماد الدین زنگی، جس نے اتابکان حلب و موصل کے سلسلے کی بنیاد ڈالی تھی، ملک شاہ سلجوقی کے ایک غلام کا بیٹا تھا۔ آذربائیجان کے اتا بک ایک قیچاقی غلام کی اولاد تھے جو سلطان مسعود (شاہ عراق) کے دربار میں

رہتا تھا۔ خوارزم شاہیوں کا جد امجد انوش تکین سلطان ملک شاہ کا طشت دار تھا۔ اُرتق اور سلغر جو اتابکان فارس و دیار بکر کے سلسلوں کے بانی تھے۔ سلجوقیوں کے فوجی سردار تھے۔ اسی طرح بک تکین ہزارا اسی اور خانی امراء سلجوقی غلاموں کی افواج میں شامل ہو کر فوجی مناصب پہ فائز ہوئے تھے۔ چھٹی صدی ہجری میں اناطولیہ کے بغیر باقی تمام سلجوقی ممالک سلجوقی سرداروں کے ہاتھوں میں چلے گئے تھے اور ان سرداروں نے ایک خاص قسم کے سلسلے کی بنیاد ڈال دی تھی۔

۶۲۔ آل بوری

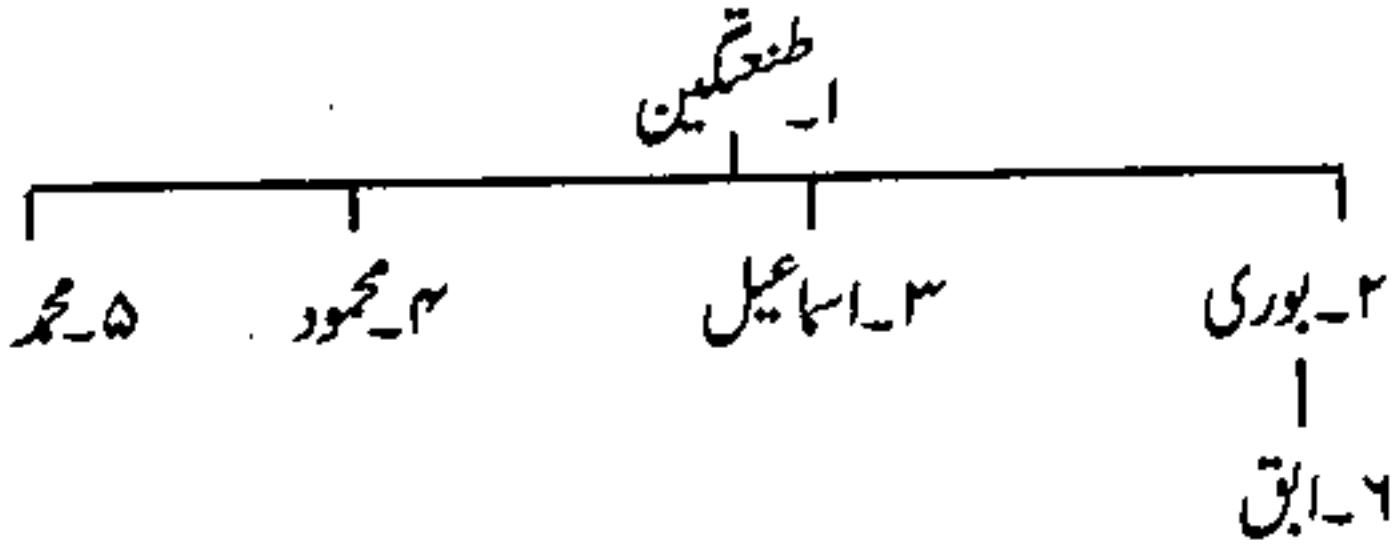
اتابکان دمشق

۵۲۹۷ تا ۵۳۹۷ھ

(۱۱۰۳ء تا ۱۱۵۳ء)

طغ تکین سلجوقیوں کا ایک فوجی سردار تھا۔ جو اسی خاندان کے ایک شہزادے کا سرپرست و اتالیق مقرر ہوا و درمدتوں حکومت کرتا رہا۔ دراصل طغ تکین ایک غلام تھا جسے سلطان تیش نے آزاد کر دیا تھا اور ۴۲۸ھ (۱۰۹۵ء) کے بعد اپنے بیٹے دقاق کا اتالیق و سرپرست بنا کر بھیج دیا تھا۔ دقاق کی وفات کے بعد طغ تکین خود حاکم بن بیٹھا اور اس طرح اتابکان بوری کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۹۷	سیف الاسلام ظہیر الدین طغ تکین	۱۱۰۳
۵۲۲	تاج الملوک بوری	۱۱۲۸
۵۲۶	شمس الملوک اسماعیل	۱۱۳۲
۵۲۹	شہاب الدین محمود	۱۱۳۳
۵۳۳	جمال الدین محمود	۱۱۳۸
۵۳۳-۵۳۹	مجیر الدین ابلیق یا انز (م-۵۶۲ھ)	۱۱۳۹-۱۱۵۳



۶۳۔ امرائے زنگی

اتابکانِ شام والجزیرہ

۵۲۱ھ تا ۶۲۸ھ

(۱۱۲۷ء تا ۱۲۵۰ء)

اتابک عماد الدین زنگی بن آق سنقر حاجب سلطان ملک شاہ کا ایک ترکی غلام تھا جو سلطان تنش کی طرف سے حلب میں ۴۷۸ھ (۱۰۸۵ء) سے لے کر ۴۸۷ھ (۱۰۹۴ء) تک حکومت کرتا رہا۔ آخر اپنے آقا کے خلاف بغاوت کر دی اور گرفتار ہو گیا۔ ۵۲۱ھ (۱۱۲۷ء) میں عماد الدین زنگی عراق و بغداد کا حاکم بنا کر بھیجا گیا۔ اسی سال موصل، سنجا، الجزیرہ اور حران بھی اس کی حکومت میں شامل ہو گئے اور اگلے سال حلب اور شام کے باقی شہروں میں بھی زنگی ہی کا سکہ چلنے لگا۔

عماد الدین کی شہرت عیسائیوں کے خلاف جہاد کرنے کی وجہ سے ہے اس معاملے میں وہ سلطان صلاح الدین ایوبی کا پیشرو سمجھا جاتا ہے۔ عماد الدین کی وفات کے بعد اس کی سلطنت اس کے دو بیٹوں نور الدین محمود اور سیف الدین غازی میں تقسیم ہو گئی۔ نور الدین اپنے والد کی طرح شام میں عیسائیوں کے حملوں کو روکنے میں مصروف رہا اور سیف الدین موصل اور الجزیرہ پہ حکومت کرتا رہا ان دو بھائیوں کے بعد شامی سلطنت آہستہ آہستہ ختم ہو گئی اور اس کی جگہ سنجا میں زنگیوں کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جسے ایوبیوں نے ۶۱۸ھ (۱۲۲۱ء) میں ختم کر دیا۔ موصل والے سلسلے کو

لولو نے ختم کر دیا۔ جو موصل کے آخری اتابک کا غلام بھی تھا اور وزیر بھی۔ جب مغلوں نے شام اور
الجزیرہ کو فتح کیا تو زنگیوں کی باقی ماندہ شاخوں کو بھی ہمیشہ کے لیے مٹا ڈالا۔

الف۔ اتابکان موصل

۵۲۱ء تا ۶۳۱ء

(۱۱۲۷ء تا ۱۲۳۳ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۲۱	عماد الدین زنگی (موصل و حلب)	۱۱۲۷
۵۲۱	سیف الدین غازی (موصل)	۱۱۲۶
۵۲۳	قطب الدین مودود	۱۱۳۹
۵۶۵	سیف الدین غازی ثانی	۱۱۶۹
۵۷۶	عز الدین مسعود اول	۱۱۸۰
۵۸۹	نور الدین ارسلان شاہ اول	۱۱۹۳
۶۰۷	عز الدین مسعود ثانی	۱۲۱۰
۶۱۵	نور الدین ارسلان شاہ ثانی	۱۲۱۸
۶۱۶	ناصر الدین محمود	۱۲۱۹
۶۳۱	بدر الدین لولو	۱۲۳۳
۶۵۰-۶۶۰	اسماعیل بن لولو	۱۲۶۲-۱۲۵۹

(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)

ب۔ اتابکانِ شام

۵۲۱ھ تا ۵۷۷ھ

(۱۱۳۶ء تا ۱۱۸۱ء)

سالِ عیسوی	نام	سالِ ہجری
۱۱۳۶	نورالدین محمود بن زنگی	۵۲۱
۱۱۷۳-۱۱۸۱	الملك الصالح اسماعیل	۵۷۷-۵۶۹

(۵۷۷ھ میں اتابکانِ سنجا اور ۵۷۹ھ ہجری میں ایوبی اس سلسلے کے جانشین بنے)

ج۔ اتابکانِ سنجا

۵۶۲ھ تا ۶۱۷ھ

(۱۱۷۰ء تا ۱۲۲۰ء)

سالِ عیسوی	نام	سالِ ہجری
۱۱۷۰	عمادالدین زنگی بن مودود	۵۶۲
۱۱۹۷	قطب الدین محمد	۵۹۳
۱۲۱۹	عمادالدین شاہنشاہ	۶۱۶
۱۲۱۹-۱۲۲۰	محمود (یا عمر)	۶۱۷-۶۱۷

(اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

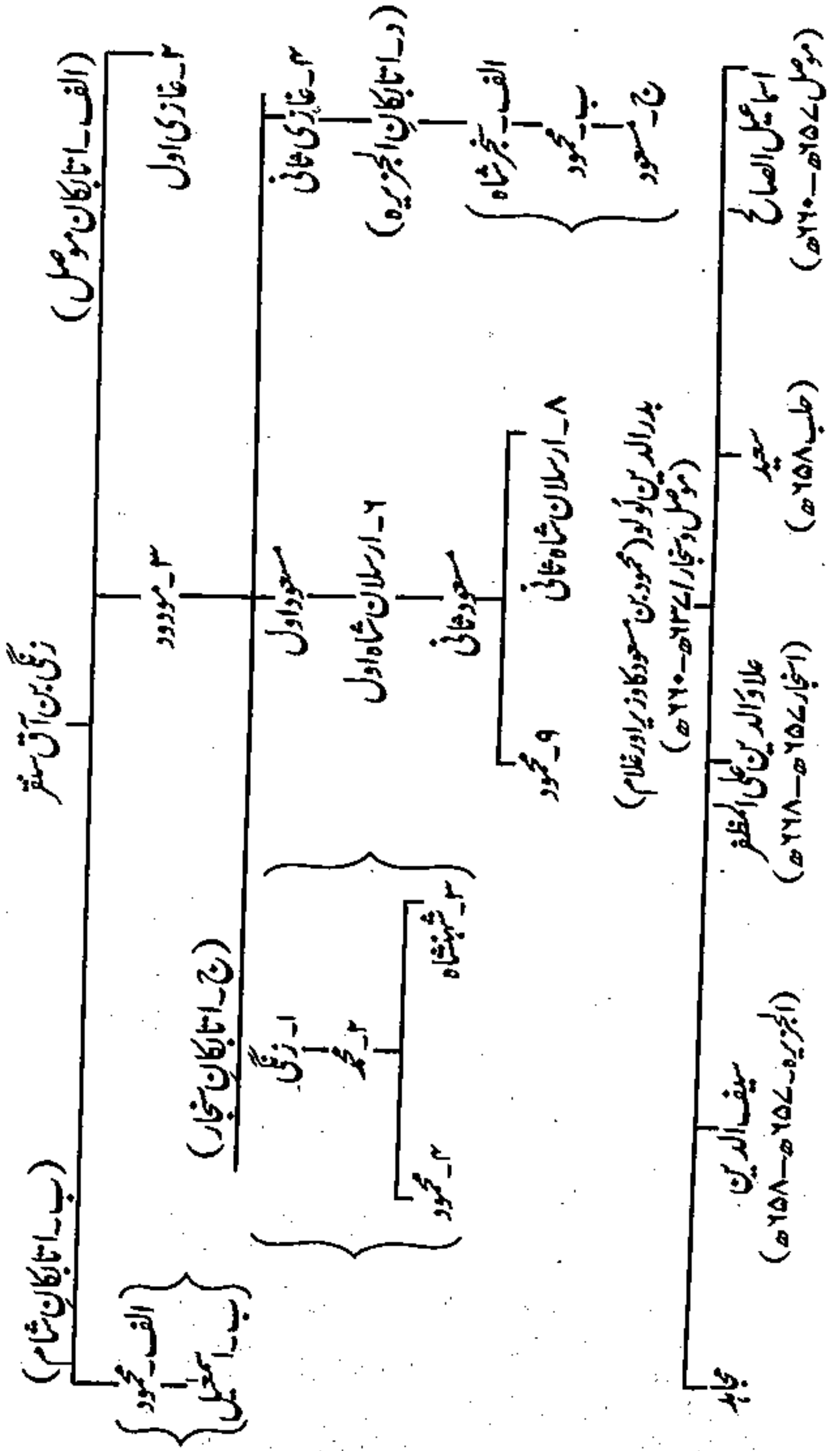
د۔ اتابکانِ الجزیرہ

۵۷۷ھ تا ۶۲۸ھ

(۱۱۸۰ء تا ۱۲۵۰ء)

سالِ عیسوی	نام	سالِ ہجری
۱۱۸۰	معزالدین سخر شاہ	۵۷۷
۱۲۰۸	معزالدین محمود	۶۰۵
۱۲۴۹-۱۲۵۰	مسعود	۶۲۸-۶۲۸

شجرہ خاندان زنگی



۶۲۔ امرائے بگ تگینی

(اتابکانِ اربل وغیرہ)

۵۳۹ھ تا ۶۳۰ھ

(۱۱۴۳ء تا ۱۲۳۲ء)

۵۳۹ھ (۱۱۴۳ء) میں عماد الدین زنگی نے اپنے ایک ترکی النسل فوجی سردار یعنی زین الدین علی کو چک بن بگ تگین کو موصل کا حاکم بنا کر بھیجا۔ ۵۴۳ھ (۱۱۴۹ء) میں سنجار اور کچھ عرصہ بعد حران اور تکریت کی حکومت بھی اس کے حوالے کر دی۔ جب ۵۶۳ھ (۱۱۶۷ء) میں زین الدین اربل کے مقام پر فوت ہو گیا تو اس کا بڑا لڑکا مظفر الدین کو کبوری بھاگ کر حران پہنچا اور شام کی حکومت پہ قابض ہو گیا۔ اربل کی حکومت اس کے نابالغ بیٹے زین الدین یوسف کے حصے میں آئی۔ جس کی بلوغت تک امیرالجاہدین قائماز بطور مختار کام کرتا رہا۔ تیس برس بعد یعنی ۵۸۶ھ (۱۱۹۰ء) میں یوسف کی وفات ہو گئی۔ ان دنوں شام اور الجزائرہ پر صلاح الدین ایوبی کا مکمل قبضہ ہو چکا تھا۔ صلاح الدین مظفر الدین کو کبوری کو بھائی کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ چنانچہ اسے اربل اور زور کا حاکم بنا کر بھیج دیا اور کبوری کی اصل قلمرو یعنی حران، رہا اور سیمساط وغیرہ کو اپنے بھتیجے تقی الدین عمرو کے حوالے کر دیا۔

۶۳۰ھ (۱۲۳۲ء) میں کبوری کی وفات ہو گئی اور چونکہ اس کی کوئی زینہ اولاد باقی نہیں تھی۔ اس لیے خلیفہ عباسی نے اربل وغیرہ کو اپنے تصرف میں لے لیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۳۹	زین الدین علی کو چک بن بگ تگین	۱۱۴۳
۵۶۲	زین الدین یوسف بن علی (اربل وفات ۵۸۶ھ)	۱۱۶۷
۵۶۳	مظفر الدین کو کبوری بن علی (حران)	۱۱۶۷
۶۳۰-۵۸۶	مظفر الدین کو کبوری بن علی (اربل)	۱۲۳۲-۱۱۹۰

(اس سلسلے کی قلمرو پر پہلے عباسیوں نے اور پھر مغلوں نے قبضہ کر لیا)

۶۵۔ اُرتقیہ

(دیارِ بکر)

۳۹۵ھ تا ۱۲۳۲ھ

(۱۱۰۱ء تا ۱۳۱۲ء)

اس سلسلے کا بانی اُرتق بن اکسب ایک ترکمان تھا جو سلجوقیوں کے ہاں بطور سپہ سالار کام کرتا تھا۔ جس دمشق کے سلطان تنش نے بیت المقدس کو فتح کیا تو اُرتق کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ اُرتق کے بیٹے ستمان اور ایلغازی جو بڑی شہرت حاصل کر چکے تھے، ۲۸۴ھ (۱۰۹۱ء) میں باپ کی جگہ مقرر ہوئے۔ لیکن جب خلیفہ فاطمی نے ۲۸۹ھ (۱۰۹۶ء) میں بیت المقدس کو فتح کیا تو ایلغازی عراق عرب میں واپس آ گیا اور ستمان میں رہا۔

۳۹۵ھ (۱۱۰۱ء) میں سلطان محمد سلجوقی نے ایلغازی کو بغداد کا کوٹوال مقرر کر دیا اور ستمان کو حصن کیفا (دیارِ بکر) کی حکومت پہ بھیج دیا۔ ایک دو برس بعد مار دین کو بھی اس کی قلمرو میں شامل کر دیا۔ ۵۰۲ھ (۱۱۰۸ء) میں مار دین ستمان سے لے کر ایلغازی کے حوالے کر دیا اور اسی تاریخ سے مار دین اور حصن کیفا میں ارتقی خاندان کی دو شاخیں قائم ہو گئیں۔

ستمان نے بالڈون Baldwin اور جوقلین Jocelin کے خلاف اتنی مرتبہ چڑھائی کی کہ کیفا والی شاخ آہستہ آہستہ کمزور ہو گئی۔ اور صلاح الدین ایوبی کی باجگزار بن کر رہ گئی۔ کچھ عرصہ بعد اس شاخ میں پھر طاقت آگئی اور ۵۷۹ھ (۱۱۸۳ء) میں شہر آمد پر قابض ہو گئی۔ آخر ۶۲۹ھ (۱۲۳۱ء) میں الملک الکامل ایوبی نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ ہاں البتہ اس سلسلے کی ایک چھوٹی سی شاخ دیارِ بکر اور خرتیرت میں ۵۲۱ھ سے ۶۲۰ھ (۱۱۲۷ء، ۱۲۲۳ء) تک حکومت کرتی رہی۔

ایلغازی صلیبی عیسائیوں کا طاقت ور دشمن تھا۔ اس نے ۵۱۱ھ (۱۱۱۷ء) میں حلب کو فتح کیا اور ۵۱۵ھ (۱۱۲۱ء) میں سلطان محمد سلجوقی نے مار دین اور میا فارقین کی حکومت بھی اسی کے حوالے کر دی۔ اس کے بیٹے میا فارقین پر ۵۸۰ھ (۱۱۸۴ء) تک قابض رہے اور مار دین کو پہلے تیمور

نے چھین لیا اور پھر ۸۱۱ھ (۱۴۰۸ء) میں قراقویونلو کے ترکمان اس پر قابض ہو گئے۔

جب شام اور الجزائرہ میں ایوبیوں کی حکومت قائم ہو گئی تو ارتقیہ ماروین کی اہمیت کم ہو گئی
۵۱۷ھ (۱۱۲۳ء) میں بلک بن بہرام نے دوسرے ارتقی سرداروں سے حلب چھین لیا۔ یہ شہر حانی
پر وہ ۴۹۷ھ سے ہی قابض چلا آتا تھا۔ ۵۱۵ھ میں خرتپرت کو مسخر کر لیا اور صلیبی جنگوں میں کافی
شہرت حاصل کی۔

ارتقیہ کیفا

۴۹۵ھ تا ۶۲۹ھ

(۱۱۰۱ء تا ۱۲۳۱ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۹۵	معین الدین ستمان اول	۱۱۰۱
۴۹۸	ابراہیم	۱۱۰۴
تقریباً ۵۰۲	رکن الدولہ داؤد	۱۱۰۸
تقریباً ۵۴۳	فخر الدین قراارسلان	۱۱۴۸
۵۷۰	نور الدین محمد	۱۱۷۴
۵۸۱	قطب الدین ستمان ثانی	۱۱۸۵
۵۹۷	ناصر الدین محمود	۱۲۰۰
۶۱۹-۶۲۹	رکن الدین مودود	۱۲۳۱-۱۲۳۲

(اس شعبے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

ب۔ اُرتُقِيہ ماروین

۵۸۱۱ تا ۵۵۰۲ھ

(۱۱۰۸ء تا ۱۳۰۸ء)

سالِ عیسوی	نام	سالِ ہجری
۱۱۰۸	نجم الدین ایلغازی	۵۰۲
۱۱۲۲	حسام الدین تیمورتاش	۵۱۶
۱۱۵۲	نجم الدین الپی	۵۴۷
۱۱۷۶	قطب الدین ایلغازی	۵۷۲
۱۱۸۳	حسام الدین بولق ارسلان	۵۸۰
۱۲۰۰	نصیر الدین ارتق ارسلان المنصور	تقریباً ۵۹۷
۱۲۳۹	نجم الدین الغازی الاول السعید	۶۳۷
۱۲۶۰	قرا ارسلان المنظر	۶۵۸
۱۲۹۲	شمس الدین داؤد	تقریباً ۶۹۱
۱۲۹۳	نجم الدین الغازی الثانی المنصور	۶۹۳
۱۳۱۲	عماد الدین علی الپی عادل	۷۱۲
۱۳۱۲	شمس الدین الصالح	۷۱۲
۱۳۶۳	احمد المنصور	۷۶۵
۱۳۶۷	محمود الصالح	۷۶۹
۱۳۶۷	داؤد المنظر	۷۶۹
۱۳۷۶	مجد الدین عیسیٰ الظاہر	۷۷۸

۱۳۰۸-۱۳۰۶

صالح

۸۱۱-۸۰۹

(اس سلسلے کو قراقرق یوتلو نے ختم کیا)

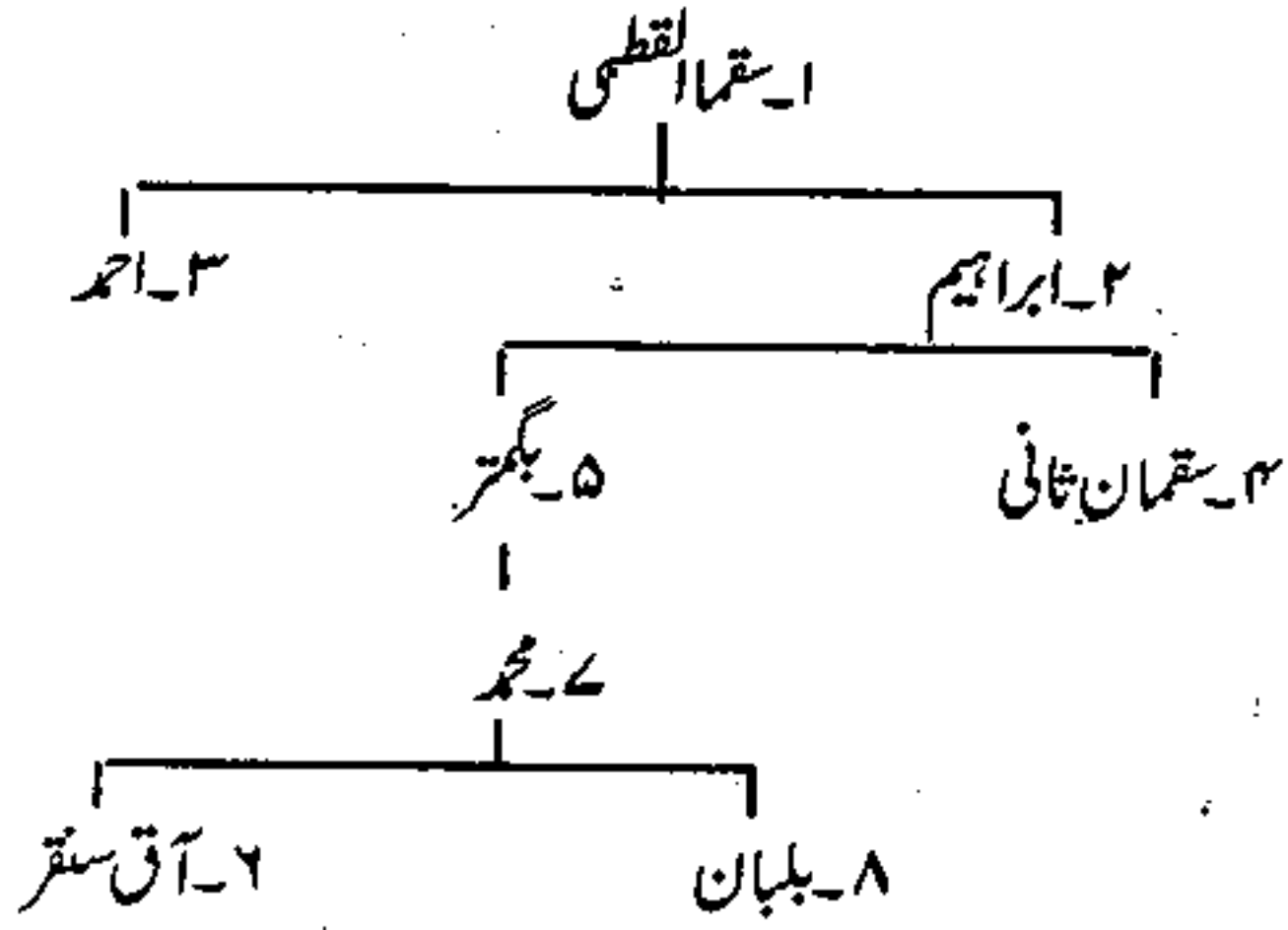
۶۶۔ شاہانِ ارمینیہ

۵۶۰۴ تا ۵۴۹۳ھ

(۱۱۰۰ء تا ۱۲۰۷ء)

سکمان مرند (آذربائیجان) کے سلجوقی حکمران قطب الدین اسماعیل کے ہاں ملازم تھے اور اپنے آقا کے نام کی مناسبت سے قطبی کہلاتا تھا۔ ۴۹۳ھ (۱۱۰۰ء) میں سکمان نے ارمینیہ کا شہر خلاط بنی مروان سے چھین لیا۔ اس کے بعد اس کی اولاد اور اس کے غلام تقریباً سو برس تک اس علاقے پہ حکومت کرتے رہے اور ۶۰۴ھ (۱۲۰۷ء) میں ایوبیوں نے انہیں ختم کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۹۳	سکمان القطبی	۱۱۰۰
۵۰۶	ظہیر الدین ابراہیم شاہ ارمن	۱۱۱۴
۵۲۱	احمد	۱۱۲۷
۵۲۲	ناصر الدین سکمان (سکمان) ثانی	۱۱۲۸
۵۷۹	سیف الدین بگتر	۱۱۸۳
۵۸۹	بدر الدین آق سقر	۱۱۹۳
۵۹۳	محمد المنصور	۱۱۹۸
۶۰۴-۶۰۳	عز الدین ہلبان	۱۲۰۷-۱۲۰۶



(اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

۶۷۔ اتابکانِ آذربائیجان

۵۶۲۲ تا ۵۵۳۱ھ

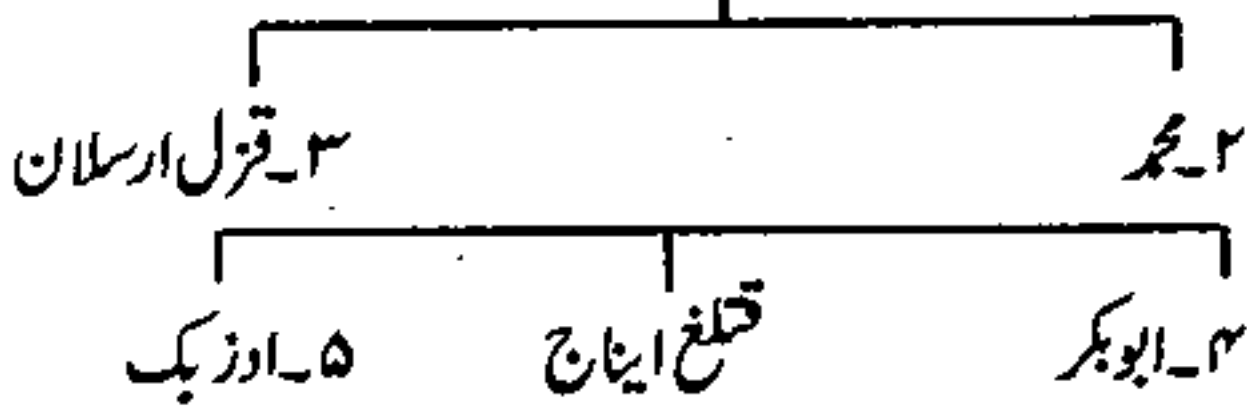
(۱۱۳۶ء تا ۱۲۲۵ء)

عراق کے سلجوقی فرمانروا سلطان مسعود کے دربار میں قیچاق کا ایک ترکی النسل غلام رہا کرتا تھا۔ جس کا نام ایلدگز تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ اس قدر اقتدار حاصل کر لیا کہ آذربائیجان کی حکومت میں سلطان کی سالی کے ساتھ برابر کا حصہ دار بن گیا اور اس کا لڑکا محمد آذربائیجان کے علاوہ سلجوقی ممالک کا مختار کل قرار پایا اور اس کا بھائی قزل ارسلان جو پہلے آذربائیجان میں اپنے بھائی کا نائب تھا، بعد میں آذربائیجان کا حاکم بن گیا اور امیر الامراء کا لقب حاصل کیا جب کچھ عرصہ بعد سلطان بننے کا شوق سمایا تو قتل ہو گیا اور اس کے دو بھتیجوں کو جو اس کے جانشین بنے تھے، سلطان بننے کی ہمت نہ پڑ سکی۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۳۱	شمس الدین ایلدگز	۱۱۳۶
۵۶۸	محمد جہان پہلوان	۱۱۷۲

۱۱۸۵	قزل ارسلان عثمان	۵۸۱
۱۱۶۱	ابوبکر	۵۸۷
۱۲۲۵-۱۲۱۰	مظفر الدین اوزبک	۶۲۲-۶۰۷

۱۔ ایلدگز



(اس سلسلے کو خوارزم شاہیوں نے ختم کیا)

۶۸۔ سلغریاں یا اتابکانِ فارس

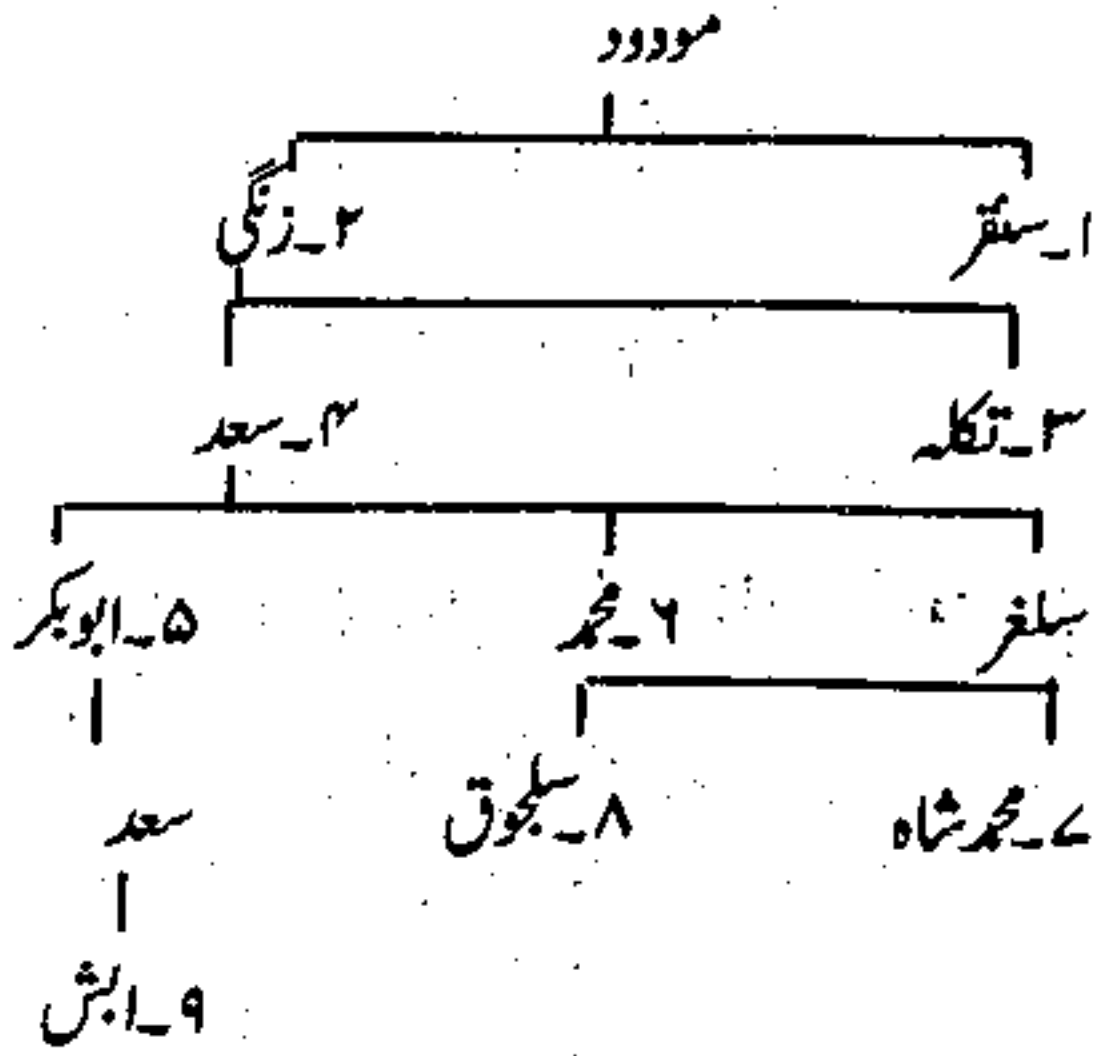
۵۶۸۶ تا ۵۵۴۳ھ

(۱۱۴۸ء تا ۱۲۸۷ء)

سلغر ترکمانوں کے ایک گروہ کا سردار تھا۔ جو اپنے گروہ کے ہمراہ خراسان چلا گیا۔ وہاں کچھ لوٹ مار کرنے کے بعد طغرل بیگ کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ جہاں یہ حاجب مقرر ہو گیا۔

سلغر کی اولاد میں سے ایک کا نام سلغر بن مودود تھا۔ جس نے فارس میں اقتدار حاصل کرنے کے بعد ۵۴۳ھ (۱۱۴۸ء) میں ایک ایسے سلسلے کی بنیاد ڈالی جو ڈیڑھ سو برس تک جاری رہا۔ اتابک سعید نے خوارزم شاہیوں کی اطاعت قبول کر لی اور اصطخر و اشکنوان کے قلعے بھی ان ہی کو دے دیے۔ اتابک ابوبکر نے اوکتا آں تاتاری کی اطاعت کا اعلان کر دیا اور اس کی طرف سے قتلغ خان کا لقب پایا۔ فارس کے آخری چند اتابک ایرانی ایلخانوں کے ہاجگزار تھے اور بالکل آخری فرمانروا یعنی ابش خاتون نے منگو تیمور بن ہلاکو خان کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ شیخ سعدی اتابک ابوبکر کے زمانے میں تھا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۴۳	سقرت	۱۱۴۸
۵۵۷	زنگی	۱۱۶۱
۵۷۱	تکلیہ	۱۱۷۵
۵۹۱	سعد	۱۱۹۵
۶۲۳	ابوبکر	۱۲۲۶
۶۵۸	محمد	۱۲۶۰
۶۶۰	محمد شاہ	۱۲۶۲
۶۶۰	سلجوق شاہ	۱۲۶۲
۶۸۶-۶۶۲	ابش	۱۲۸۷-۱۲۶۳



۶۹۔ امرائے ہزارا پسی

(اتابکانِ لُردستان)

۵۴۳ھ تا ۴۰ھ

(۱۱۴۸ء تا ۱۲۳۹ء)

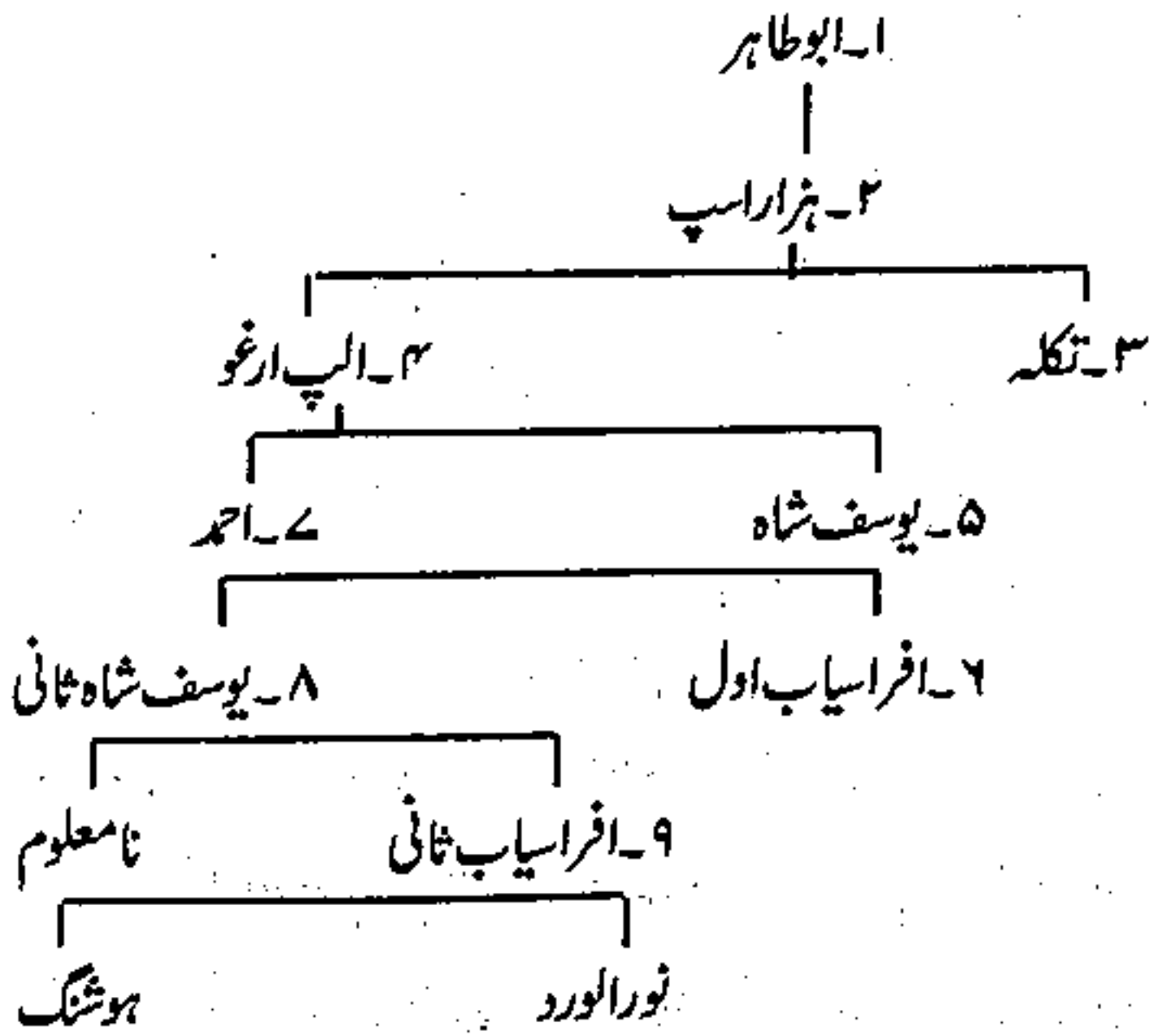
ابوطاہر اس سلسلے کا بانی تھا۔ اسے سلغری اتابک نے ۵۴۳ھ (۱۱۴۸ء) میں لُرد بزرگ کی بغاوت کو کچلنے کے لیے لُردستان روانہ کیا تھا۔ بعد میں اباقا خان تاتاری نے خوزستان کا علاقہ بھی لُردستان کے ساتھ ملا کر اتابکانِ لُردستان کے حوالے کر دیا۔ اسی سلسلے کے ایک فرمانروا افراسیاب نے ارغون خان کی وفات کے بعد اصفہان کا محاصرہ کیا۔ لیکن شکست کھائی۔ اتابکوں کا یہ کمزور سلسلہ ۴۰ھ (۱۳۳۹ء) تک جاری رہا۔ اس کے متعلق نیچے دی ہوئی تاریخیں یقینی نہیں ہیں۔ ان کا پایہ تخت ایدج تھا۔ اسی سلسلے کے ایک فرمانروا یوسف شاہ ثانی نے شوستر اور بصرہ پر بھی قبضہ کیا تھا۔

اس سلسلے کے علاوہ اتابکوں کا ایک اور چھوٹا سا سلسلہ لُرد کوچک میں ساتویں صدی سے دسویں صدی تک حکومت کرتا رہا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۴۳	ابوطاہر بن محمد	۱۱۴۸
تقریباً ۶۰۰	نصرت الدین ہزارا سپ	۱۲۰۳ تقریباً
تقریباً ۶۵۰	تکلی	۱۲۵۲ تقریباً
تقریباً ۶۵۷	شمس الدین الپ ارغو	۱۲۵۹ تقریباً
تقریباً ۶۷۳	یوسف شاہ اول	۱۲۷۴ تقریباً
تقریباً ۶۸۷	افراسیاب اول	۱۲۸۸ تقریباً

۱۲۹۶	نصرۃ الدین احمد	۶۹۶
۱۳۳۳	رکن الدین یوسف شاہ ثانی	۷۳۳
۱۳۳۹	مظفر الدین افراسیاب ثانی	۷۴۰
۱۳۵۵	شمس الدین ہوشنگ (یا نور الورد)	۷۵۶
۱۳۷۸ تقریباً	احمد	تقریباً ۷۸۰
۱۴۰۸ تقریباً	ابوسعید	تقریباً ۸۱۵
۱۴۱۷ تقریباً	حسین	تقریباً ۸۲۰
۱۴۲۳	غیاث الدین	تقریباً ۸۲۷

(اس سلسلے کو سلطان ابراہیم شاہ رخ نے ختم کیا)



(اس سلسلے کو تیموریوں نے ختم کیا)

۷۰۔ خوارزم شاہی

۶۲۸ھ تا ۶۷۰ھ

(۱۰۷۷ء تا ۱۲۳۱ء)

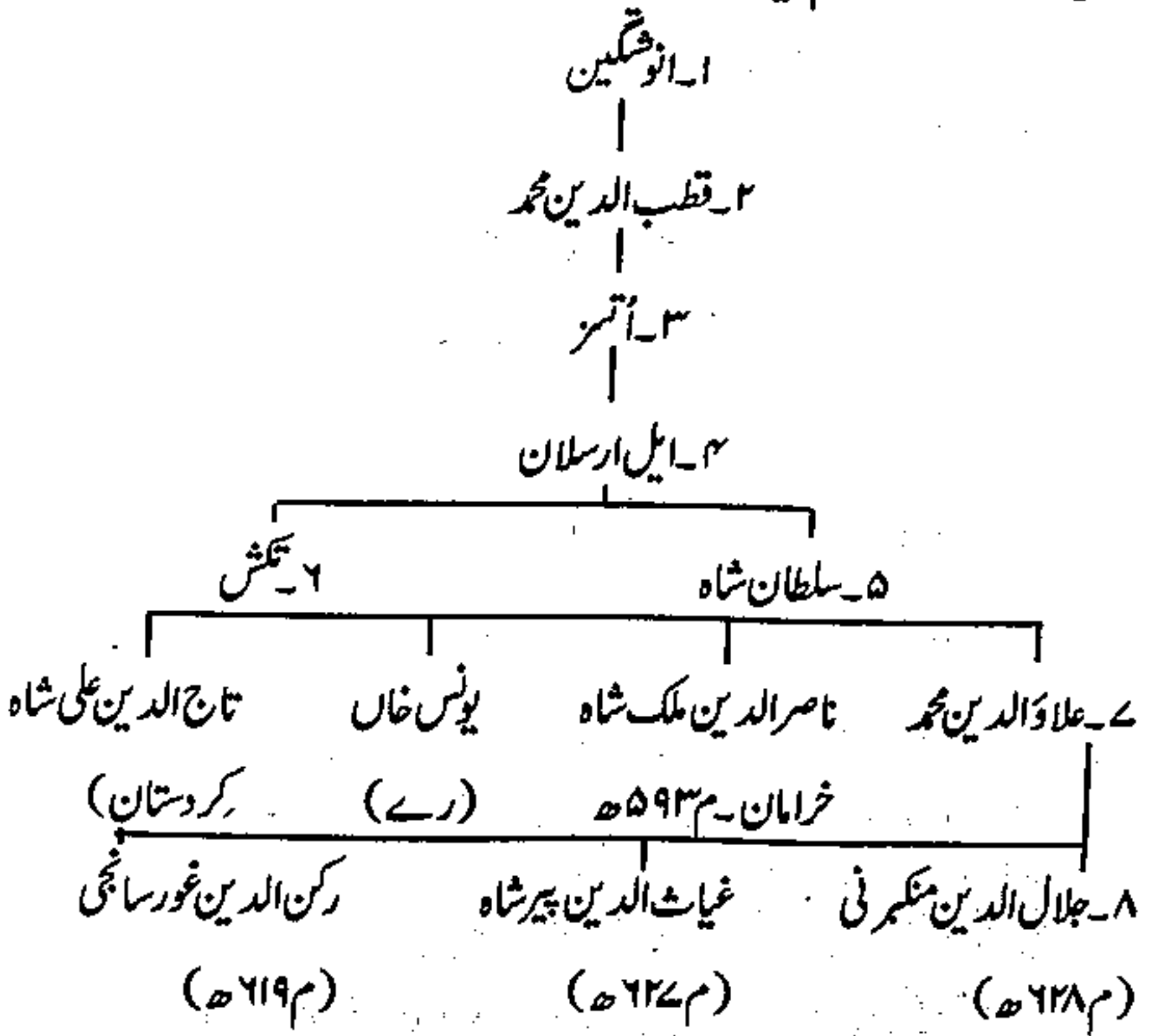
بلگاتگین غزنوی کے ایک غلام کا نام انوش نگین تھا جو ملک شاہ سلجوقی کے ہاں طشت داری کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا۔ جب ملک شاہ نے اسے خوارزم کا حاکم مقرر کیا تو یہ خوارزم شاہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ خوارزم شاہیوں میں اُتسنز پہلا فرماں روا تھا۔ جس نے خود مختار ہونے کا اعلان کیا۔ لیکن ۵۲۳ھ (۱۱۳۸ء) میں سلطان سنجر نے اسے شکست دے کر آزادی سے محروم کر دیا۔ اُتسنز نے پھر بغاوت کی اور کسی حد تک کامیاب ہو کر اپنی بادشاہت کا باقاعدہ اعلان کر دیا اور حلقہ اقتدار شہر جند اور لب سیموں تک وسیع کر لیا۔

۹۰-۵۸۹ھ (۹۳-۱۱۹۳ء) میں تگش خوارزم شاہی نے رے اور اصفہان کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ اس کے بیٹے علاؤ الدین محمد نے خراسان میں غوریوں کے خلاف لشکر کشی کی اور ایران کے ایک کافی بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا ۶۰۷ھ (۱۲۲۰ء) میں محمد خوارزم شاہ نے افغانستان اور غزنی کو فتح کر لیا۔ یہ فرمانروا آل علی سے محبت کرتا تھا اور خلفائے عباسیہ سے نفرت۔ چنانچہ ۶۱۳ھ (۱۲۶۷ء) میں اس نے خلافت عباسیہ کو ختم کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اچانک شمال کی طرف سے تاتاری اس کی قلمرو میں گھس آئے اور یہ اس مصیبت میں الجھ کر رہ گیا۔ محمد تاتاری سیلاب کے آگے بھاگ نکلا اور دریائے ماژندران کے ایک جزیرے میں پناہ لیا ۶۱۷ھ (۱۲۲۰ء) میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ محمد کے تینوں لڑکے ایران کے مختلف علاقوں میں مدتوں سرگرداں رہے ان میں سے ایک یعنی جلال الدین دو سال تک ہندوستان میں رہا۔ ۶۲۲ھ سے ۶۲۸ھ تک آذربائیجان پہ حکومت کرتا رہا۔ ۶۲۸ھ (۱۲۳۱ء) میں مغلوں نے اسے وہاں سے بھی نکال دیا اور فوت ہو گیا۔

خوارزم شاہی سلطنت اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں سلجوقی قلمرو جتنی وسیع ہو گئی تھی لیکن عروج کا عرصہ بارہ برس سے زیادہ نہ تھا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۷۰	انوشتر گین	۱۰۷۷
۴۹۰	قطب الدین محمد	۱۰۹۷
۵۲۱	آتسر	۱۱۷۲
۵۵۱	ایل ارسلان	۱۱۵۶
۵۶۸	سلطان شاہ محمود (م ۵۸۹ھ)	۱۱۷۲
۵۶۸	تکش	۱۱۷۲
۵۹۲	علاؤ الدین محمد	۱۱۹۹
۶۱۷-۶۲۸	جلال الدین منکبرنی	۱۲۲۰-۱۲۳۱

(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)



۱۷۔ قتلغ خانی

(قراختایان کرمان)

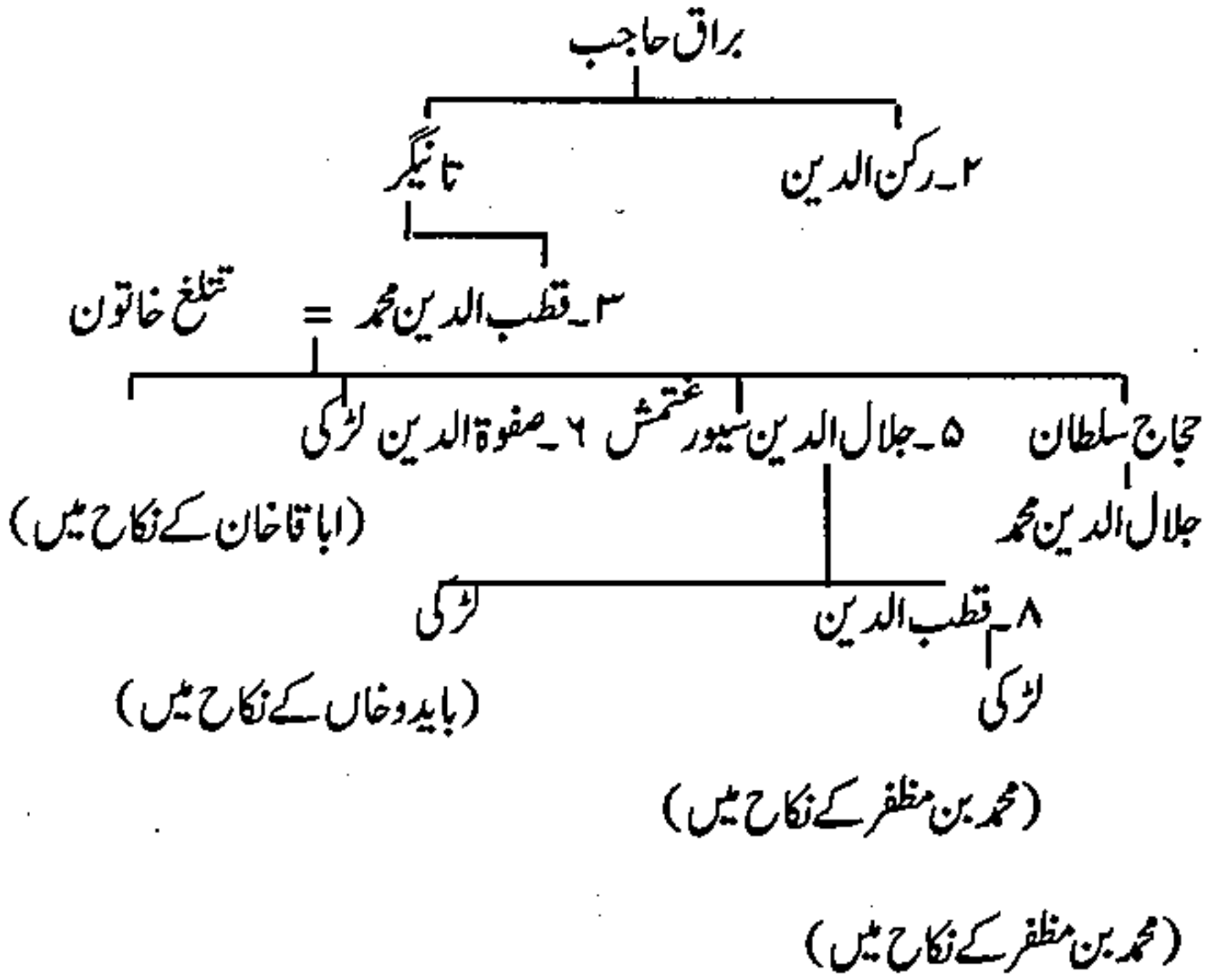
۷۶۱۹ھ تا ۷۷۰۳ھ

(۱۲۲۲ء تا ۱۳۰۳ء)

جب تاتاری سیلاب کی وجہ سے خوارزم شاہی سلطنت کی بنیادیں ہلنے لگیں تو ۷۱۹ھ (۱۲۲۲ء) میں اس گڑ بڑ سے فائدہ اٹھا کر براق حاجب سقراختانی نے کرمان پہ قبضہ کر لیا۔ اگتا خاں تاتاری نے اسے نہ صرف اس منصب پہ رہنے دیا بلکہ قتلغ خاں کا خطاب بھی اسے عطا کر دیا۔ اس خاندان کی حکومت صرف کرمان تک محدود تھی اور اس کی حیثیت ایک باجگزار ریاست سے زیادہ نہ تھی۔ اس خاندان کی دو لڑکیوں کی شادی تاتاری شاہزادوں سے ہوئی اور آخری فرمانروا یعنی قطب الدین کی لڑکی فارس کے حکمران محمد اتابک مظفری کی بیگم بنی۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۱۹	براق حاجب قتلغ خاں	۱۲۲۲
۶۳۲	رکن الدین حجۃ الحق	۱۲۳۴
۶۵۰	قطب الدین محمد	۱۲۵۲
۶۵۵	قتلغ خاتون (زوجہ محمد)	۱۲۵۷
۶۸۱	جلال الدین سیور غتمش	۱۲۸۲
۶۹۲	صفوۃ الدین پادشاہ خاتون	۱۲۹۳
۶۹۳	جلال الدین محمد شاہ	۱۲۹۴
۷۰۱-۷۰۳	قطب الدین شاہجہان	۱۳۰۱-۱۳۰۳

(کرمان پر ۷۱۴ھ تک تاتاری قبضہ رہا اور پھر آل مظفر قابض ہو گئے)



- ۱۔ ماروین اور میا فارقین دیار بکر کے دو شہر ہیں۔
- ۲۔ ان اتا بکوں میں سے اکثر کا لقب مظفر الدین تھا۔
- ۳۔ ان دونوں سلسلوں کے مفصل حالات سرہنری ہوور تھ Henry Haworth کی تصنیف تاریخ مغول میں صفحات ۱۳۰-۱۴۰ اور ۵۶-۵۷ پر دیکھیے۔
- ۴۔ خوارزم شاہی افواج کا ایک سردار۔

مغرب میں سلجوقیوں کے جانشین

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

(چودھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

ایشیا خور کے امراء

۱	Mysia	میسیا	کراسی	-۷۲
۲	Psydia	سیڈیا	حمید	-۷۳
۳	Phrygia	فریجیا	کرمیاں	-۷۴
۴	Lysia	لیسیا	تک	-۷۵
۴	Lydia	لیڈیا	صردخان	-۷۶
۵	Lydia	لیڈیا	آیدین	-۷۷
۶	Caria	کاریا	من تشا	-۷۸
۷	Paphlagonie	پافلگونیا	قزل احمدی	-۷۹
۸	Lycaonia	لکونیا	قرمان	-۸۰
			سلاطین عثمانی	-۸۱

مغرب میں سلجوقیوں کے جانشین

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

(چودھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اتا بکوں اور سلجوقیوں کے فوجی سرداروں نے سلجوقیوں کے مشرقی ممالک یعنی ایران، شام اور الجزائرہ پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں مختلف سلسلوں کی بنیاد ڈال دی تھی۔ لیکن چونکہ یہ سلسلے طاقت ور نہیں تھے۔ اس لیے تاتاری سیلاب کے سامنے تنکوں کی طرح بہہ گئے اور چنگیزی ان کے جانشین بن گئے۔ البتہ سلجوقی سلطنت کا ایک حصہ ایسا بھی تھا۔ جس پر تاتاری پوری طرح قابض نہیں ہو سکے تھے، اور وہ تھی سرزمین روم، جہاں سلجوقیوں کے خاتمے کے بعد فوراً سلاطین عثمانی کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔

اسلامی ممالک میں مختلف تاتاری سلسلے قائم ہو چکے تھے۔ ان سلسلوں کا ذکر کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ان لوگوں کا بھی ذکر کیا جائے جو ایشیائے خورد میں سلجوقیوں کے جانشین ہوئے تھے۔

ساتویں صدی ہجری کے نصف آخر میں روم کے سلجوقیوں نے ایرانی ایلخانیوں کی اطاعت قبول کر لی تھی اور ان علاقوں کی حکومت ایک ایسے حاکم کے حوالے تھی جو ایران سے آیا کرتا تھا۔ چونکہ روم ایران سے بہت دور تھا، اس لیے اس حصہ ملک پر مغلوں کی حکومت نہ تو زیادہ طاقت ور تھی اور نہ زیادہ دیر تک باقی رہی۔ سلجوقیوں کی طاقت پہلے ہی ٹوٹ چکی تھی اور مغلوں کا اقتدار محض برائے نام تھا۔ اس لیے یہاں کئی نئے سلسلے پیدا ہو گئے۔ جنہیں مغلوں نے مٹانے کی کوشش تو کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے اور بالآخر سلجوقی ممالک ان ہی سلسلوں میں تقسیم ہو گئے۔ ممالک کی تقسیم یوں ہوئی:

سلسلے کا نام	علاقہ مقبوضہ	
۱۔ کراسی	میسیا	Mysia
۲۔ صروخاں	لیڈیا	Lydia
۳۔ آیدین	لیڈیا	Lydia
۴۔ من تشا	کاریا	Caria
۵۔ امرائے حمید	سیڈیا و اسوریا	Fisdia Isawria
۶۔ امرائے قرمانی	لکونیا	Lycaonia
۷۔ امرائے کرمیاں	فریجیا	Phrygia
۸۔ امرائے تگہ	لیسیا و پامضیلیا	Lycia Paraphyllia
۹۔ قزل احمدلی	پاغلا گونیا	Paphagonia

اس زمانے میں آل عثمان کی حکومت صرف فریجیا کے ایک حصے پہ تھی۔ جو فریجیا اپکٹیس Phrygia Epictetus کے نام سے مشہور تھا۔ جب سلاطین عثمانی ذرا طاقت ور ہو گئے تو انہوں نے ان تمام سلسلوں کو مٹا کر ان کے علاقوں پہ قبضہ کر لیا۔ ان کے زوال کی تفصیل بقید سال یہ ہے۔

سلسلے کا نام	سال زوال	کس نے مٹایا
۱۔ امرائے کراس	۷۳۷ھ (۱۳۳۶ء)	سلاطین عثمانی
۲۔ امرائے حمید	۷۸۳ھ (۱۳۸۲ء)	سلاطین عثمانی
۳۔ امرائے تگہ، کرمیاں، صروخاں، من تشا و آیدین	۷۹۲ھ (۱۳۵۰ء)	سلاطین عثمانی

۴۔ امراءِ کرمانی و قزلی احمدی کو ۹۴ھ و ۹۵ھ (۱۳۹۲ء، ۱۳۹۳ء) کے درمیان سلاطین عثمانی نے ختم کیا۔

الغرض عثمان اول کے بعد تقریباً ایک سو برس سے بھی کم عرصے میں (آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں) اس کے طاقت ور پوتے نے نور قیب خاندانوں کا صفایا کر دیا۔

۸۰۴ھ (۱۴۰۲ء) میں انگورہ (انقرہ) کی مشہور جنگ ہوئی۔ جس میں تیمور نے بایزید خاں کو شکست دینے کے بعد گرفتار کر لیا۔ اس جنگ کے بعد ایشیا میں عثمانیوں کی طاقت کچھ عرصہ کے لیے کم ہو گئی اور ساتھ ہی امیر تیمور نے مذکورہ بالا سلسلوں میں سات کو امراءِ کراسی و حمید کے بغیر دوبارہ زندہ کر دیا۔ یہ سلسلے تقریباً ۲۵ برس تک حکومت کرتے رہے۔ لیکن جونہی کہ سلاطین عثمانی نے دوبارہ زور پکڑا اور شکست انقرہ کے اثرات ختم ہو گئے تو سلطان مراد خاں ثانی نے ۸۲۹ھ اور ۸۳۲ھ (۱۴۲۶ء، ۱۴۲۸ء) کے درمیانی عرصہ میں سات میں سے پانچ خاندانوں کو تو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ اور باقی رہے دو خاندان تو سلطان محمد خاں ثانی نے ۸۷۷ھ (۱۴۷۱ء) میں ان سلسلوں کو بھی مٹا دیا اور آج تک ان میں سے کوئی خاندان دوبارہ سر نہیں اٹھا سکا۔

جدول ذیل میں ان امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۔ سلجوقیوں کے مغربی علاقے مذکورہ بالا سلسلوں میں کیسے تقسیم ہوئے۔

۲۔ اور آل عثمان نے انہیں کب ہضم کیا؟

۳۔ امراء کے نام تاریخوں سمیت (جہاں تک مل سکے)

۸۱۔ سلاطین عثمانی (ٹرکی)

۶۹۹ھ تا ۱۳۱۱ھ

(۱۲۹۹ء تا ۱۸۹۳ء)

عثمانی ترک غزقبیلہ کی ایک شاخ ہیں۔ جب تاتاریوں نے خراسان پر حملہ کیا تو یہ لوگ خراسان کو چھوڑ کر مغرب کی طرف بھاگ نکلے اور ساتویں صدی (ہجری) کے آغاز میں ایشیائے

خورد میں سکونت اختیار کر لی۔ چونکہ یہ لوگ سلجوقیوں کی امداد کیا کرتے تھے۔ اس لیے سلجوقیوں نے انہیں اجازت دے دی کہ یہ اپنے خیمے فریجیا اپکلیٹیس Phrygia Epictetus میں لگا کر وہیں ٹھہر جائیں۔ یہ علاقہ بیینا سمیت مشرقی روم کا ایک حصہ تھا۔ اس علاقے کا سب سے اہم شہر سگوت Sugut تھا۔ جسے عثمانیوں نے اپنا مرکز بنا لیا۔ عثمانیوں کا جد امجد عثمان ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) کو اسی شہر میں پیدا ہوا۔ اور اسی کی کوششوں سے خلافت عثمانیہ کی بنیاد پڑی۔ جس کے فرمانرواؤں کی تعداد ۳۵ تھی اور سب کے سب عثمان کی پشت سے تھے۔

عثمان نے مشرقی روم (روم) کے بعض علاقوں کو فتح کر کے اس کی سرحدوں کو مغرب کی طرف سرکا دیا۔ اس کے لڑکے ارخان نے بروسہ اور نیقیہ کے شہر فتح کر لیے اور اپنے پڑوسیوں یعنی امرائے کراسی کے علاقوں پر بھی قابض ہو گیا اور ایک مشہور فوج ترتیب دی جو ”نی چری“ کے نام سے مشہور تھی اور جس نے صدیوں تک اقصائے عالم میں عثمانیوں کی دھاک بٹھائے رکھی۔

۷۵۹ھ (۱۳۵۸ء) میں ترکان عثمانی درہ دانیال میں داخل ہو کر گیلی پولی کے مقام پر اترے اور مشرقی یورپ کے بعض علاقوں پر قابض ہو گئے۔ اڈریانو پل اور فلی پو پولیس تک کو چند سال بعد مسخر کیا۔ مارتیزہ کک Martiza کو ۱۳۶۴ء قوسوف کک Kossovo کو ۱۳۸۹ء اور نکوپولس کک Nicopols کو بھی اسی سال فتح کرنے نیز یورپ کی تمام طاقتوں کو شکست دینے کے بعد قسطنطنیہ اور گردنواحی علاقے کے سوا باقی تمام جزیرہ نمائے بلقان ان کے قبضے میں آ گیا۔ یوں تو قسطنطنیہ بھی مسخر ہو جاتا لیکن ۸۰۴ھ (۱۴۰۴ء) میں امیر تیمور نے ایشیائے صغیر کو روندنے کے بعد بایزید اول کو انگورہ میں سخت شکست دی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تسخیر قسطنطنیہ کی تجویزیں کھٹائی میں بڑ گئیں اور ترکوں کی وہ سلطنت جو شام کی نہر العاصی سے ساحل ڈنیوب تک پھیل چکی تھی کمزور ہو گئی۔

اگرچہ سلطان محمد اول نے اپنے تدبیر کے زور سے پچھلے نقصان کی کسی حد تک تلافی کر دی تھی لیکن اس کے اقدامات چنداں قابل توجہ نہ تھے۔ جب سلطان مراد خاں ثانی تخت خلافت پہ جلوہ گر ہوا تو اس نے پہلے اپنی پوزیشن کو مضبوط کیا اور پھر سلطنت میں مکمل امن قائم کرنے کے بعد نہ صرف اپنے ملک کو ہونیا ڈی (ولیشیا کے سفید امیر) کے مخلوں سے نجات دلائی۔ بلکہ ۱۴۴۴ء میں

دارنا اسکے مقام پر عیسائیوں کو سخت شکست دے کر انہیں عہد شکنی کی سزا دی۔

اس فتح سے سلطنت عثمانی شمالی حملہ آوروں سے محفوظ ہو گئی۔ اور اس کے بعد دو سو برس تک عثمانیوں کو شاندار فتوحات حاصل ہوتی رہیں ۸۵۷ھ (۱۴۵۳ء) میں سلطان محمد خاں ثانی نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا اور اس طرح مشرق روم کی سلطنت ختم ہو گئی۔ جزیرہ نمائے کریسیا پر ۱۴۷۵ء میں قبضہ ہوا۔ اور ساتھ ہی بحیرہ آجیون کے تمام جزائر دولت عثمانی کا حصہ بن گئے اور کچھ عرصہ بعد عثمانیوں کا جھنڈا اٹلی میں قصر اترانٹو Otrante پر لہرانے لگا۔

سلطان سلیم خان اول نے اپنے عہد کے پہلے آٹھ برس میں شاہ ایران کو شکست دی اور کردستان دیار بکر کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں ممالیک مصر سے شام، عرب اور مصر چھین لیے۔ کچھ عرصہ بعد مکہ و مدینہ پر قبضہ کر لیا اور مصر کے خلیفہ عباسی کو اپنا مطیع بنا کر اس سے تمام وہ مقدس اشیاء لے لیں۔ جن کا تعلق رسول عربی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے تھا اور اسی تاریخ سے سلاطین عثمانی نے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔

سلطان سلیمان خاں، اعظم جو اپنے قابل باپ کا مایہ ناز جانشین تھا۔ اپنے والد سلیم خاں کے نقش قدم پہ چلا اور نہایت شاندار کارنامے سر انجام دیے ۹۲۸ھ (۱۵۲۲ء) میں جزائر روڈس کے امراء کو شکست دی۔ شمال میں بلغراد فتح کیا۔ ۹۳۲ء (۱۵۲۶ء) میں اہل ہنگری کو موہاکس Mohacs کے جنگل میں سخت شکست دی اور ان کا بادشاہ سلوویس دوم بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا اور مجارستان (ہنگری) ڈیڑھ صدی تک عثمانیہ کے پاس رہا۔ سلطان سلیمان نے ۹۳۵ھ (۱۵۲۹ء) میں وی آئنہ Vienna آسٹریا کا دار الخلافہ کا محاصرہ کیا اور اس شہر پہ قبضہ ہونے ہی کو تھا کہ آرشیڈوک فردنیان اس سے خراج لے کر محاصرہ اٹھالیا۔

سلیمان خاں کو اعظم کا لقب صرف اس لیے نہیں دیا گیا تھا کہ وہ بڑا بھاری مدبر، دانش مند اور ایک عظیم الشان فاتح تھا بلکہ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنی سیاسی برتری کو باقی رکھنے کے لیے زبردست جدوجہد کی اور پھر ایسے زمانے میں جب اس کے مقابلے میں بڑی بڑی شخصیتیں موجود تھیں مثلاً چارلس پنجم اول، فرانس اول، ملکہ الزبتھ پہلی، یوڈیم پہلی، کولمبس، کارنر

Cartes اور ریلے^{۲۵} Raleigh۔

سلیمان نے چارلس اول کے عہد میں وی آنہ کا محاصرہ کیا اور مجارستان کو فتح کر لیا۔ بحری مہمات میں اس نے ڈوریا^{۲۶} Doria اور ڈریک^{۲۷} Drake کے مشہور ملاحوں اور بیڑوں کے باوجود بحیرہ روم کو ساحل ہسپانیہ تک اپنے قبضے میں کر لیا اور اس کے پاس باربروسہ^{۲۸} الہ پیالی^{۲۹} اور ڈریک^{۳۰} جیسے قابل امیر البحر تھے۔ جنہوں نے بحیرہ روم کو اپنے جہازوں کی جولا نگاہ بنا رکھا تھا یہ سلیمان ہی تھا۔ جس نے اہل ہسپانیہ کو افریقہ کے ان علاقوں سے جہاں بربری قبائل آباد تھے۔ باہر نکال دیا تھا اور پرویزا^{۳۱} Prevesa کی سمندری لڑائی (۱۵۳۸ء) میں پوپ، شہنشاہ جرمنی اور زرچے کو زبردست شکست دی تھی۔

خلاصہ یہ کہ سلیمان اعظم کے زمانہ میں سلطنت عثمانیہ ایک طرف بوڈاپسٹ^{۳۲} اور ساحل ڈینیوب سے مصر میں اسوان تک اور دوسری طرف ساحل فرات سے آبنائے جبرالٹر تک وسیع ہو گئی تھی۔

سلیمان اعظم کا زمانہ خلافت عثمانیہ کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ سلیمان کے بعد اس سلطنت کا زوال شروع ہو گیا اور اس سلسلے کی پہلی کڑی وہ شکست تھی جو ترکوں کو لپانٹو^{۳۳} Lipanto کی بحری لڑائی میں آسٹریا کے فرمانروا ڈان جان نے ۹۷۹ھ (۱۵۷۱ء) میں دی تھی۔ اگرچہ اسی سال یعنی ۹۷۹ھ میں ترکوں نے جزیرہ قبرص کو فتح کرنے کے علاوہ آسٹریا کو خشکی پر بھی چند شکستیں دی تھیں۔ مثلاً کرسٹیز^{۳۴} Keresztes کی شکست (۹۷۷ھ، ۱۵۶۹ء) لیکن ترکوں کی وہ پہلی شان باقی نہیں رہی تھی اور یورپ کی حکومتوں نے ان سے ڈرنا چھوڑ دیا تھا۔

۱۰۲۸ھ (۱۶۳۸ء) میں سلطان مراد خاں چہارمہ نے بغداد پہ قبضہ کر لیا اور ۱۶۳۵ء میں جزیرہ کریٹ کے علاوہ چند اور جزائر بھی وینزیوں^{۳۵} سے چھین لیے لیکن یورپ میں چند ایسی شکستیں ہوئیں۔ جن کی وجہ سے سارا مجارستان ان کے ہاتھ سے نکل گیا مثلاً جین سبسکی^{۳۶} Jean Sobieski کے ہاتھوں ۱۰۷۲ھ (۱۶۶۳ء) میں سینٹ گوٹھارڈ^{۳۷} St. Gothard کی شکست ۱۰۸۳ھ (۱۶۷۳ء) میں چوکزیم^{۳۸} Choczim اور ۱۰۸۶ھ (۱۶۷۵ء) میں لبرگ^{۳۹}۔

Lemberg کی شکست - پھر ۱۰۹۳ھ (۱۶۸۲ء) میں وی ہسٹس آئنہ کا محاصرہ اور ۱۰۹۵ھ (۱۶۸۶ء) میں ۲۸ تسموہاکس کے مقام سے ترکوں کا فرار ساتھ ہی آسٹریا نے وینزیوں کے ساتھ مل کر ولایات بوسینہ ۲۹ اور یونان پر حملہ کر دیا۔

۱۱۰۹ھ (۱۶۹۷ء) میں جنگ زنتا ۳۰ Zenta چھڑ گئی۔ جس میں یوجین ۱۱

Eugena نے ترکوں کو ایک زبردست شکست دی۔ اس کے بعد معاہدات کارلووٹز ۳۲

Carlovitz (۱۱۱۱ھ، ۱۶۹۹ء) اور پاساٹوویتز ۳۳ Passatovitz کی رو سے مجارستان -

پڈولیا ۳۴ Podolia اور ٹرانسلوینیا ۳۵ ترکوں کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لیے نکل گئے۔ ۱۷۳۶ء

میں روس نے آکڈکاف Oczakey اور اوزاف لے لیے۔ ۱۸۸۳ء میں کریمیا چھین لیا۔ یہ

سلسلہ جاری رہا اور محمود دوم جیسا طاقت ور فرمان روا بھی سلطنت کو زوال سے نہ بچا سکا۔ چنانچہ

انیسویں صدی کے ربع میں محمد علی پاشا خدیو مصر بن گیا اور خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ ۱۳۰۱ھ

(۱۸۸۳ء) میں انگریزوں کی دست اندازی کی وجہ سے مصر عثمانی اقتدار سے پوری طرح آزاد ہو

گیا۔ ۱۰۷۰ھ (۱۶۵۹ء) میں ڈے ۳۶ Dey نے الجیریا کو ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) میں بے ۳۷ Bey

نے ٹیونس کو آزاد کرا لیا۔ ۱۲۳۵ھ (۱۸۳۰ء) میں فرانس الجیریا پہ قابض ہو گیا اور ۱۲۹۹ھ

(۱۸۸۱ء) میں ٹیونس کو دبوچ لیا۔ (گو بظاہر یہی کہتا رہا کہ میں ٹیونس پہ قبضہ کرنے کا ارادہ نہیں

رکھتا) اب افریقہ میں عثمانیوں کے پاس صرف طرابلس باقی رہ گیا تھا (۱۹۱۳ء) میں طرابلس پر اٹلی

نے قبضہ کر لیا۔ (مترجم)

اگرچہ عثمانیوں کی ایشیائی سلطنت محفوظ تھی اور اس تاریخ سے کہ جب سلطان مراد رابع نے

ایرانیوں سے بغداد چھینا تھا، اب تک کوئی رد و بدل نہیں ہوا تھا۔ لیکن ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) میں

معاہدہ برلن کی رو سے روس نے جزیرہ قبرص پہ قبضہ کر لیا۔ عثمانیوں پہ سب سے بڑی افتاد یورپ

میں پڑی اور وہ یوں کہ ۱۲۳۲ھ (۱۸۲۸ء) میں یونان ترکی سلطنت سے علیحدہ ہو گیا۔ ۱۸۲۶ء میں

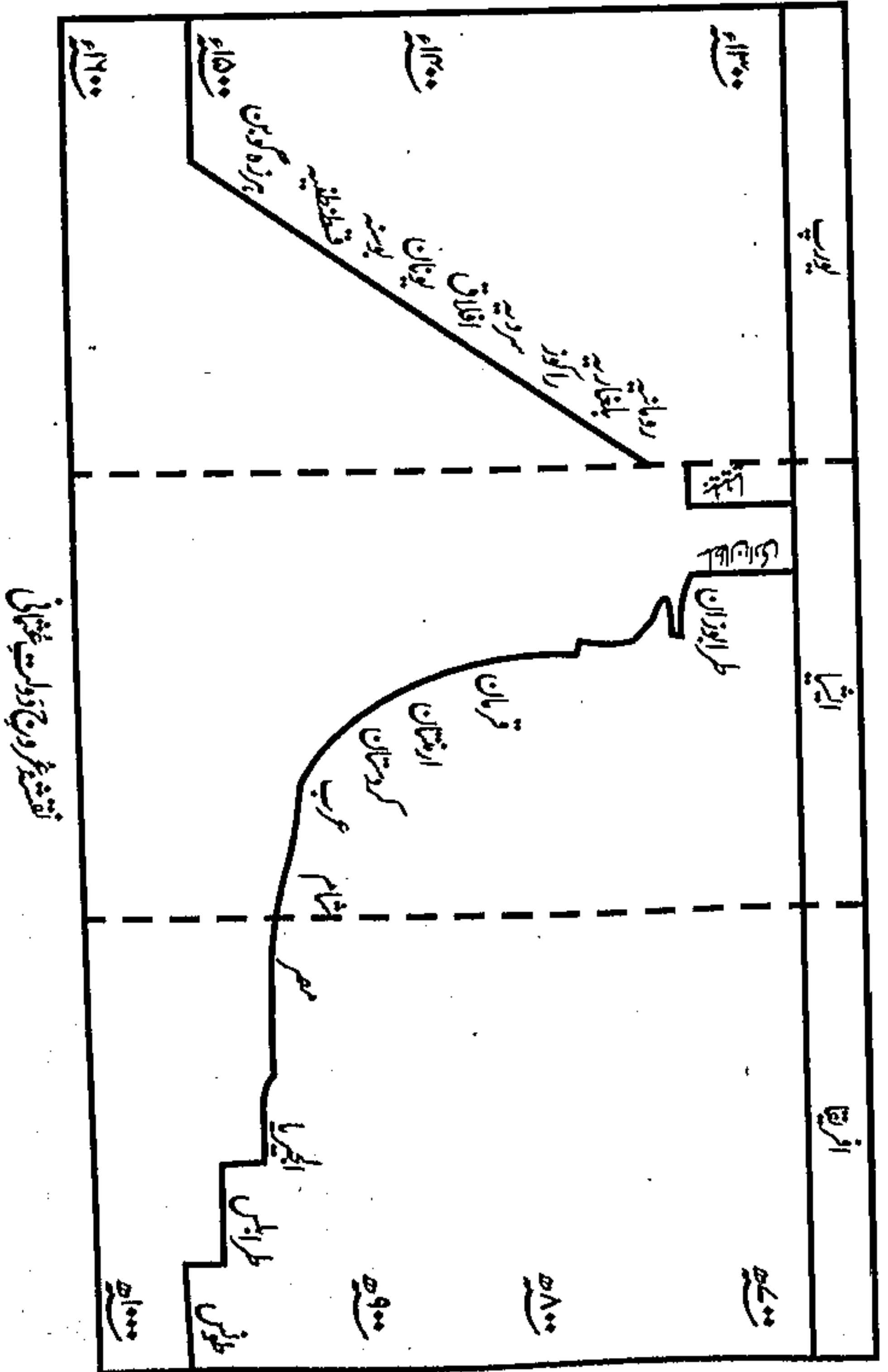
ساحل ڈینیوب کے چند علاقے مل کر رومانیہ کہلانے لگے اور ترکی سے جدا ہو گئے۔ ۱۸۶۷ء میں

سرویائی نے آزادی کا اعلان کر دیا۔

روسیوں کی نیت ترکوں کے متعلق مدت سے خراب تھی لیکن کریمیا کی لڑائی (۱۸۵۴ء۔ ۱۸۵۵ء) نیز انگریزوں اور فرانسیسیوں کی مداخلت کی وجہ سے وہ اپنے ارادوں کو اب تک عملی صورت نہ دے سکے تھے۔ ۱۲۹۳ھ-۹۵ (۱۸۷۷-۷۸ء) میں روسیوں نے ترکوں پر باقاعدہ حملہ کر دیا اور اس مرتبہ باقی حکومتیں خاموش بیٹھی رہیں۔ اس لیے کہ وہ روس کی پیش قدمی کو روکنے کے قابل نہیں تھیں۔

اگرچہ معاہدہ برلن (۱۲۹۵ھ-۱۸۷۸ء) کی رو سے روس کو سلطنت عثمانیہ کا کوئی بہت بڑا علاقہ نہیں مل سکا، تاہم ترکی اقتدار کے زوال کی رفتار تیز تر ہو گئی۔ رومانیہ اور سرویا علیحدہ سلطنت بن گئے۔ مائٹی نگرو کی خود مختاری کا اعلان ہو گیا۔ یونان، تسالیا^{۲۸} Toesealia پہ قابض ہو گیا اور آسٹریا نے بوسنیہ اور ہرزہ گوینہ^{۲۹} Herzegovina کے علاقے ہتھیا لیے۔ بلغاریہ نیم مستقل ہو گیا اور ۱۳۰۳ھ (۱۸۸۵ء) میں شرقی رومیلیا^{۳۰} Romelia کا علاقہ بھی اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور اس طرح عثمانی ان تمام علاقوں سے جو شمال میں جبال بلقان تک پھیلے ہوئے تھے محروم ہو گئے اب یورپ میں عثمانیوں کا اقتدار جبال بلقان کے جنوب میں ایک چھوٹے سے علاقے پہ رہ گیا جس میں یونان کا پرانا قلعہ، مقدونیہ، اپیروس^{۳۱} اور ایلییر یا Illyria شامل ہیں۔ سلیمان اعظم کے زمانے میں یہی سلطنت وی آنہ تک پھیلی ہوئی تھی^{۳۲}۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۹۹	عثمان اول	۱۲۹۹
۷۲۶	ارخان	۱۳۲۶
۷۶۱	مراد اول	۱۳۶۰
۷۹۲	بایزید اول	۱۳۸۹
۸۰۵	محمد اول	۱۴۰۳
۸۲۲	مراد ثانی	۱۴۲۱



۱۳۸۱	بایزید ثانی	۸۸۶
۱۵۱۲	سلیم اول	۹۱۸
۱۵۲۰	سلیمان اول	۹۲۶
۱۵۶۶	سلیم ثانی	۹۷۴
۱۵۷۴	مراد ثالث	۹۸۲
۱۵۹۵	محمد ثالث	۱۰۰۳
۱۶۰۳	احمد اول	۱۰۱۲
۱۶۱۷	مصطفیٰ اول	۱۰۲۶
۱۶۱۸	عثمان ثانی	۱۰۲۷
۱۶۲۲	مصطفیٰ اول (دوبارہ)	۱۰۳۱
۱۶۲۳	مراد رابع	۱۰۳۲
۱۶۳۰	ابراہیم اول	۱۰۳۹
۱۶۴۸	محمد رابع	۱۰۵۸
۱۶۸۷	سلیمان ثانی	۱۰۹۹
۱۶۹۱	احمد ثانی	۱۱۰۲
۱۶۹۵	مصطفیٰ ثانی	۱۱۰۶
۱۷۰۳	احمد ثالث	۱۱۱۵
۱۷۳۰	محمود اول	۱۱۲۳
۱۷۵۲	عثمان ثالث	۱۱۶۸
۱۷۵۷	مصطفیٰ ثالث	۱۱۷۱
۱۷۷۳	عبدالحمید اول	۱۱۸۷
۱۷۸۹	سلیم ثالث	۱۲۰۳

۱۷۰۷	مصطفیٰ رابع	۱۲۲۲
۱۸۰۸	محمود ثانی	۱۲۲۳
۱۸۳۹	عبدالحمید	۱۲۵۵
۱۸۶۱	عبدالعزیز اول	۱۲۷۷
۱۸۷۶	مراد خامس	۱۲۹۳
۱۸۷۶	عبدالحمید خاں ۳	۱۲۹۳

- ۱۔ ایشیائے خورد کا ایک ضلع لیڈیا کے شمال میں
- ۲۔ ایشیائے خورد کا ایک ضلع سمرنا کے مشرق میں
- ۳۔ ایشیائے خورد کا ایک ضلع لیڈیا کے شمال میں
- ۴۔ ایشیائے خورد کا ضلع جنوبی ساحل پر جزائر روڈس کے سامنے
- ۵۔ ایشیائے خورد کا ضلع سمرنا کے شمال میں
- ۶۔ ایشیائے خورد کا ضلع سمرنا کے جنوب میں
- ۷۔ ایشیائے خورد کا ضلع انگورہ کے شمال میں
- ۸۔ ایشیائے خورد کا ضلع انگورہ کے جنوب میں
- ۹۔ Bithenia ایشیائے خورد کا ایک شہر
- ۱۰۔ Brusa ایشیائے خورد کا ایک شہر
- ۱۱۔ Nicaea ایشیائے خورد کا ایک شہر
- ۱۲۔ Philippopolis بلغاریہ کا ایک شہر
- ۱۳۔ یونان کا ایک دریا جو ایڈریا نوبل کے پاس سے گزر کر ایتھین کے بحیرے میں آگرتا ہے۔
- ۱۴۔ توسوف یوگوسلاویہ کا ایک شہر
- ۱۵۔ Nicopolis بلغاریہ کا ایک شہر
- ۱۶۔ Varna بلغاریہ کا ایک شہر
- ۱۷۔ اتر انتوائلی کے جنوب مشرقی کونے میں اپولیا کے صوبے کا ایک شہر
- ۱۸۔ لوئیس دوم (۱۵۰۰ء-۱۵۲۶ء)
- ۱۹۔ Arehdak Ferdinand اس سے مراد غالباً فردینان اول شہنشاہ روم ہے جو ۱۵۰۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۵۶۳ء تک زندہ رہا۔
- ۲۰۔ چارلس اول کا زمانہ ۱۶۰۰ء سے ۱۶۳۹ء تک تھا اور سلیمان خان کا ۱۵۲۰ء سے ۱۵۶۶ء تک۔ یہ ہم عصر

نہیں ہو سکتے۔ اس لیے یہاں غالباً ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس پنجم مراد ہے۔ جس کا زمانہ ۱۵۰۰ء سے ۱۵۵۸ء تک تھا۔ اور یہ رومہ کا بھی بادشاہ تھا۔

- ۲۱۔ فرانس اول (۱۳۹۴ء، ۱۵۲۷ء) ۱۵۱۵ء سے ۱۵۴۷ء تک فرانس کا بادشاہ رہا۔
- ۲۲۔ ملکہ الیزبتھ (۱۵۳۲ء سے ۱۶۰۳ء) ۱۵۵۸ء میں تخت انگلستان پہنچی تھی۔
- ۲۳۔ اٹلی کا اسقف اعظم یعنی پوپ
- ۲۴۔ سپین کا ایک مشہور نامور (۱۳۸۵ء، ۱۵۴۷ء) جس نے امریکہ کی ریاست میکسیکو کو فتح کرنے کے بعد اس پہ دس برس حکومت کی۔
- ۲۵۔ ریلے (۱۵۵۲ء سے ۱۶۱۸ء) انگلستان کا ایک مشہور جہاز ران اور تاریخ عالم کا مصنف۔ تمیز اول نے اسے موت کی سزا دی تھی۔
- ۲۶۔ ڈوریا (۱۳۶۶ء - ۱۵۶۰ء) ایک مشہور جہاز ران جو ۱۵۰۳ء میں فرانس کے خلاف لڑا اور پھر فرانسیسیوں سے مل کر ترکوں کے خلاف نبرد آزما رہا۔
- ۲۷۔ سرفرانس ڈریک (۱۵۴۰ء - ۱۵۹۶ء) ملکہ الیزبتھ کے عہد کے مشہور امیر البحر جس نے لارڈ ہاورڈ کے ساتھ مل کر سپین کا سمندری بیڑا تباہ کیا تھا۔

۲۸۔ Barbarossa ۲۹۔ Piale ۳۰۔ Drogut

- ۳۱۔ پرویزہ یونان کا ایک ساحلی شہر
- ۳۲۔ بوڈاپسٹ۔ ہنگری کا دارالخلافہ
- ۳۳۔ لپانٹو۔ یونان کا ایک مشہور شہر
- ۳۴۔ Vinetianes اہل وینس۔ وینس اٹلی کا مشہور شہر ہے۔
- ۳۵۔ اٹلی اور سوئزر لینڈ کی سرحد پر ایک مقام
- ۳۶۔ لبرگ پولینڈ کا ایک شہر
- ۳۷۔ وی آنہ۔ آسٹریا کا دارالخلافہ
- ۳۸۔ ہنگری کا ایک شہر
- ۳۹۔ بوسینہ۔ یوگوسلاویہ کا ایک ضلع
- ۴۰۔ زنتا۔ یونان کا ایک شہر
- ۴۱۔ یوجین۔ آسٹریا کا شہزادہ
- ۴۲۔ یوگوسلاویہ کا ایک شہر
- ۴۳۔ پیاراڈنز۔ سرویہ کا ایک شہر
- ۴۴۔ یوکرین کا ایک ضلع بیسربیا کے شمال میں
- ۴۵۔ ٹرانسلوینیا۔ رومانیہ کا ایک صوبہ
- ۴۶۔ ڈے۔ ترکی خطاب جو پہ سالاروں کی ملتا تھا۔ سترہویں صدی میں ترکی فوج میں جہی جہی کے پہ سالار

جوڑے کہلاتے تھے۔ الجیریا کے سردار بن گئے۔ سوہویں صدی کے آغاز سے ۱۷۰۵ء تک ٹیونس پہ بھی حکمران رہے۔

۴۷۔ بے۔ ترکی خطاب۔ جو ٹیونس کے فرمانرواؤں کو عطا ہوا تھا۔ باوجودیکہ سوہویں صدی کے آغاز سے ۱۷۰۵ء تک ٹیونس پر ڈے قابض رہے۔ تاہم بے کافی بااثر تھے اور امور سلطنت ان کی مرضی ہی سے سرانجام پاتے تھے۔ ۱۷۰۲ء میں ابراہیم (آخری ڈے) نے بے خاندان کو تباہ کر دیا۔ جس پر اہل الجیریا بھڑک اٹھے اور ابراہیم کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد اہل ٹیونس نے کریٹ کے ایک شخص حسین بن علی کو بے کا خطاب دے کر اپنا فرمانروا بنا لیا اور یہی خاندان آج تک ٹیونس کا نیم مختار حکمران ہے۔ بے کا تباہ شدہ گھرانہ کارسیکا کے ایک شخص مراد کی اولاد تھا۔

۴۸۔ یونان کا ایک مشرقی ضلع

۴۹۔ ہرزہ گرین۔ یوگوسلاویہ کا ایک صوبہ سمندر کے قریب

۵۰۔ رومیلیا۔ بلغاریہ کا ایک صوبہ جو صوفیا سے بحیرہ اسود تک پھیلا ہوا ہے۔

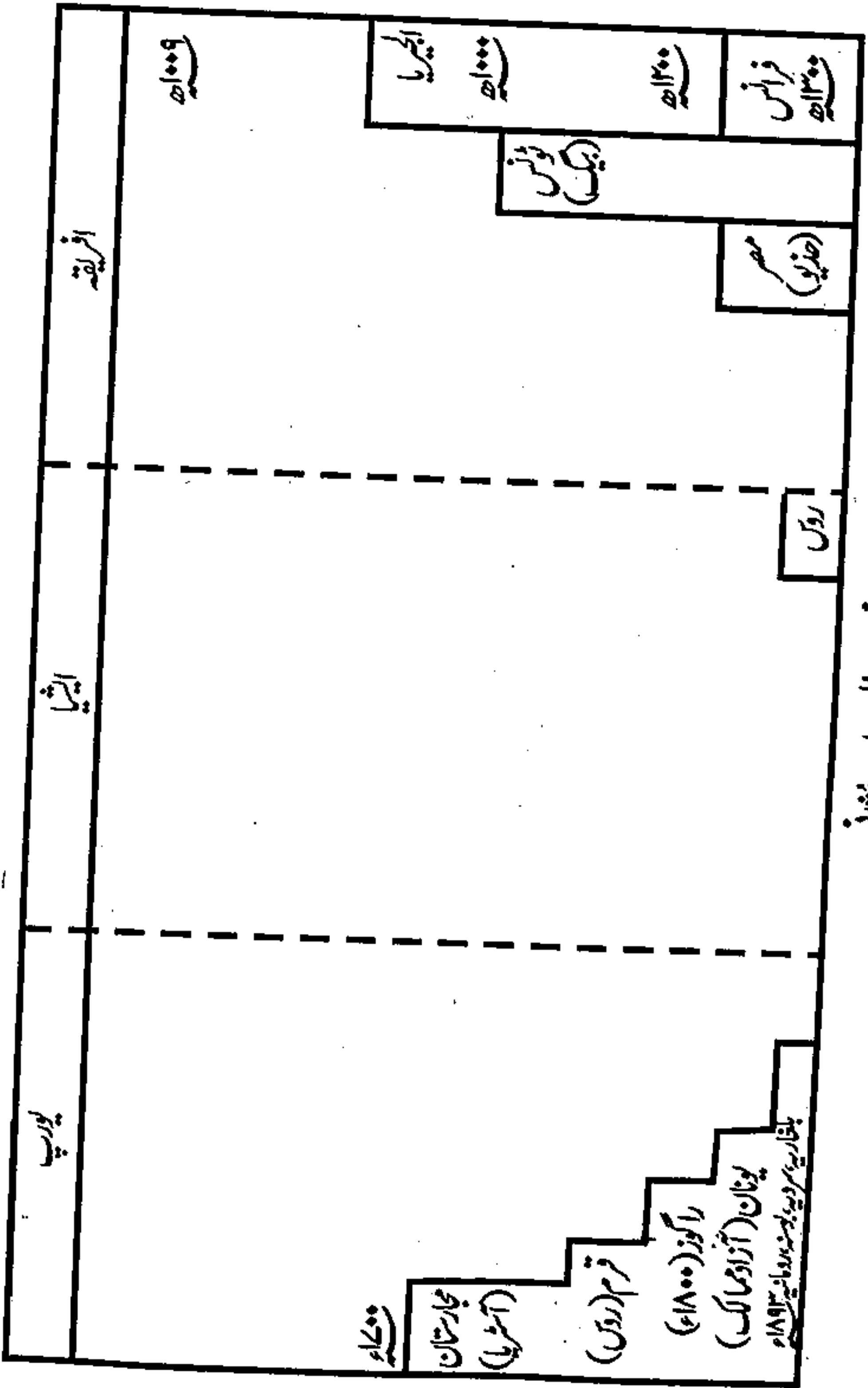
۵۱۔ Epirus البانیہ کے جنوب میں یونان کا ساحلی صوبہ

۵۲۔ جنگ بلقان ۱۳-۱۹۱۲ء اور جنگ عظیم ۱۸-۱۹۱۳ء کے بعد یورپ میں ترکوں کا اقتدار صرف استنبول اور ایڈریانوپل تک محدود رہ گیا ہے۔

۵۳۔ عبدالحمید خاں کے بعد چار سلطان اور آئے پھر ۱۹۲۳ء میں کمال اتاترک نے خلافت کو اڑا کر جمہوریت کی بناء ڈال دی۔

۱۹۰۹	محمد خاس	۱۳۲۷
۱۹۱۸	محمد ساوس	۱۳۳۶
۱۹۲۲	عبدالحمید	۱۳۴۱
۱۹۲۳	عبدالعزیز	۱۳۴۲
۱۹۲۳	کمال اتاترک	۱۳۴۲
۱۹۵۰	عصمت انونو	۱۳۵۶
۱۹۶۰	جلال بایار	۱۳۶۹
۱۹۶۶	جنرل گرسل (عصمت وزیر اعظم)	۱۳۸۰
	جووت ثنائے	۱۳۸۶

تقدیم بر مشاغل دولت عثمانی



مغل

ساتویں صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری تک
تیرہویں صدی عیسوی سے سترہویں صدی عیسوی تک

- ۸۲۔ خانان کبیر
۸۳۔ ایلخانان ایران
۸۴۔ خانان دشت قباچق یا سیرارو
۸۵۔ خانان قرم
۸۶۔ خانان اولوس چغتائی

مغل

ساتویں صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری تک

تیرہویں صدی عیسوی سے سترہویں صدی عیسوی تک

مغلوں کی تاریخ چنگیز خان سے شروع ہوتی ہے۔ چنگیز خان ایک غیر معمولی انسان تھا جس طرح کہ ہر بڑے انسان کے متعلق فرضی روایات گھڑی جاتی ہیں، اسی طرح چنگیز خان کے آباؤ اجداد کے متعلق بھی غلط سلسلہ کہانیاں تراش لی گئی ہیں۔ ہمارے ہاں اصلی کہانی صرف اتنی ہے کہ مغل ایک بڑی قوم کی شاخ تھی جو صحرائے گوبی Gobi کے شمالی حصے میں آب و چراگاہ کی تلاش میں پھرا کرتی تھی۔ اس قسم کے ایک حصے کا گزارہ شکار اور ریوڑ پہ تھا۔ ان کی غذا گوشت اور پنیر تھی۔ یہ اپنے ہمسایوں یعنی اہل خطا و چین کے ہاں کھالیں بیچا کرتے تھے۔ لفظ ”مغل“ چوتھی صدی ہجری کی ایجاد ہے جب مغل شاخ کے خوانین تمام قوم کے سردار قرار پائے تو لفظ مغل بھی تمام قوم کے لیے استعمال ہونے لگا۔ یعنی کل جزو کے نام سے پکارا جانے لگا۔

چنگیز کا والد یسوکا اگرچہ اپنے قبیلے کو تمام قوم کا سردار نہ بنا سکا لیکن اس نے اس مقصد کے لیے بے حد کوشش کی اور ممکن ہے کہ اسی کی کوششوں سے مغل چین کی غلامی سے نکلے ہوں۔

باوجودیکہ یسوکا نے کافی فتوحات حاصل کی تھیں اور تمام قبائل کو منظم بھی کر لیا تھا۔ تاہم قبائل کی تعداد چالیس ہزار خیموں سے زیادہ نہیں تھی۔ یہ یسوکا ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ اس کے لڑکے چنگیز خاں نے صرف بیس برس کے عرصے میں اتنی بڑی سلطنت بنالی کہ اس سے پہلے کسی اور فرمانروا کو نصیب نہیں ہوئی تھی۔

یسوکا ۱۱۷۵ء میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا تموجن جس کی عمر صرف تیرہ برس تھی اور ابھی تک اسے چنگیز خاں کا لقب نہیں ملا تھا۔ اپنے والد کے گروہ (جو دریائے اونون Onon کے کنارے مقیم

تھا) کا سردار بن گیا۔

چنگیز خاں کو اسکندر ایشیا کہنا غلط نہیں۔ اس کے تمام کارناموں کی تفصیل دینا مناسب نہیں۔ یہاں صرف اتنا ہی بتا دینا کافی ہوگا کہ پہلے تیس برس تک چنگیز خان خانہ جنگی میں الجھارہا۔ گھر کے دشمنوں سے نپٹنے کے بعد اردگرد کے قبائل کو طاقت، چال اور فریب سے اپنا مطیع بنا لیا اور اتنی طاقت پیدا کر لی۔ جس کی بدولت آنے والے بیس برس میں اپنے وسیع تر ارادوں اور بلند مقاصد کی تکمیل کر سکے۔

تموجن نے ان تمام قبائل کو جو صحرائے گوبی کے شمال حصے میں نہر ارتش Itush سے کوہائے کھنگن Khinggan تک آباد تھے۔ مطیع بنانے کے بعد قوم کرایت karait کو بھی رعیت بنا لیا۔ اس قوم کا فرمان روا وانگ خان تھا جو اہل یورپ کی کہانیوں میں ملک یوحنا Prester John کے نام سے مشہور تھا۔ وانگ خان یسوکا اور تموجن کا حلیف تھا۔ لیکن ان کے اتحاد میں استواری نہیں تھی۔

۱۲۰۶ء میں تموجن نے تمام روسائے قبائل کو جمع کر کے ایک مجلس شوراے (کونسل) قائم کی۔ جسے مغلوں کی زبان میں قوریلتا کہا جاتا ہے۔ مجلس میں بدھ مذہب کا ایک فقیر شاماں نامی بھی موجود تھا۔ اس فقیر نے اٹھ کر اعلان کیا کہ خداوند نے تموجن کو چنگیز قاآن کا بلند لقب عطا کیا ہے۔ اور یہ لقب پہلے کسی اور حکمران کو نہیں دیا گیا تھا۔ چنگیز قاآن کے معنی ہیں ”طاقت ور بادشاہ“ چنانچہ چوالیس برس کی عمر میں چنگیز تمام قبائل کا سردار بن گیا۔ تین برس بعد قوم اوغور کو مغلوب کیا اور پھر سلطنت چین پر حملہ کر دیا لیکن اس وسیع ملک کی تسخیر اس کی اولاد کے نصیب میں تھی۔ چنگیز اپنی زندگی میں صرف شمالی چین کے ایک بڑے علاقے پر جس میں لیان تن Lian Tnn اور قبیلہ تنگھوت کے متصرفات بھی شامل تھے) قبضہ کر سکا۔ تنگھوت حکومت ہیا کے مطیع تھے۔

چنگیز خاں کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ترکان قرانختا کی قدیم سلطنت تھی جس کی حدود قریباً وہی تھیں جو آج مشرقی ترکستان کی ہیں یہاں گورگانی یا گورخانی شاہوں کا سلسلہ حکومت کیا کرتا تھا۔ تمام ہمسایہ ممالک مثلاً ایران اور ماوراء النہر ان کے ہاجزار تھے۔ چنگیز کے

سامنے سوال یہ تھا کہ وہ گورگانیوں کی غلامی قبول کرے یا ان کے خلاف علم بغاوت بلند کر لے۔ چنانچہ اس نے دوسری راہ اختیار کی اور بہت تھوڑے عرصہ میں کاشغر، ختن اور یازقند کو فتح کرنے کے بعد رفتہ رفتہ کراختائیوں کے باقی علاقے بھی ہتھیالیے اور پھر خوارزم شاہی سلطنت (جو تازہ تازہ بنی تھی) کی سرحد پہنچا اور خوارزم شاہیوں کے ناپائیدار اقتدار کا خاتمہ کر دیا۔

چنگیز خاں نے اپنی فوج کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ خوارزم خراسان اور افغانستان پہ چڑھ دوڑا۔ دوسرا حصہ آذربائیجان، گرجستان، اور جنوبی روس پہ حملہ آور ہوا اور ایک دستہ چین میں گھس گیا۔

فتوحات کا یہ بے پناہ سلسلہ جاری تھا کہ چنگیز خاں ۶۲۲ھ (۱۲۲۷ء) میں فوت ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۶۳ برس تھی۔ اس کی سلطنت دریائے زرد سے بحیرہ اسود تک پھیل چکی تھی اور چینوں، تنگوتوں، افغانوں، ایرانیوں اور ترکوں کے ممالک چنگیز خاں کے قبضہ میں آچکے تھے۔

چنگیز خاں نے مغل سرداروں کی روایات کے مطابق تمام مفتوحہ ممالک اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیے۔ آبائی ممالک سے بھی ہر ایک کو کچھ نہ کچھ حصہ دیا۔ اور ایک بیٹے کو سب کا سردار مقرر کر دیا۔

ذیل میں خاندان چنگیزی کی تمام شاخوں کی فہرست دی جاتی ہے اور اس کا آغاز قاآنوں یا خانوں کے اس طبقے سے کیا جاتا ہے، جسے تمام قبائل کی ریاست حاصل تھی۔

۱۔ خاندان اوکتائے یعنی زنگاریا Zungaria کے فرمانروا جو تولو کے ہاتھوں شکست کھانے تک قاآن کہلاتے تھے۔

۲۔ خاندان تولو۔ یعنی چنگیز خاں کے آبائی ملک (مغولستان) کے فرمانروا جو خاندان اوکتائے کے زوال سے قوم منچو کے عروج تک قاآن کہلاتے رہے۔

۳۔ ایلخانان ایران۔ یعنی ہلاکو اور اس کے جانشین۔

۴۔ خاندان جوچی۔ یعنی دشت قچاق کے ترک فرمانروا۔ جن میں خوانین اُردو و آق اُردو۔ خوانین ہشترخانی۔ خوانین قازان، قاسموف، اور قرم کے تمام طبقے، نیز خوانین خیوہ و بخارا شامل ہیں۔

۸۲۔ قاتانانِ اعظم

۱۰۲۳ھ تا ۱۰۲۳ھ

(۱۲۰۶ء تا ۱۲۳۲ء)

۱۔ خاندانِ اوکتائے (زنگاریا)

عرصہ حکومت

۶۲۲ھ تا ۶۳۶ھ

(۱۲۲۷ء تا ۱۲۳۸ء)

چنگیز خاں کی خواہش کے مطابق اس کا بیٹا اوکتا زنگاریا اور باقی تمام مغل شہزادوں اور امیروں کا سردار مقرر ہو گیا۔ اگرچہ اوکتا چنگیز کے بیٹوں میں سب سے زیادہ قابل اور عاقل نہیں تھا۔ لیکن مغلوں نے چنگیز خاں کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اسے اپنا سردار چن لیا اور اس طرح یہ تمام مغل قبیلوں کا شہنشاہ بن گیا۔ مغلوں نے ۶۲۶ھ (۱۲۲۹ء) میں ایک مجلس شوریٰ منعقد کر کے اوکتا کی سرداری کا رسماً اعلان کر دیا۔

اوکتا کا زمانہ مغلوں کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ ایک طرف تو خاندان کین جو نصف شمالی چین کا مالک تھا اور جس سے کچھ علاقے چنگیز خاں نے پہلے ہی چھین لیے تھے۔ ۶۳۱ھ (۱۲۳۳ء) میں پوری طرح مغلوب ہو گیا۔ ہاں خاندان سوانگ جو نصف جنوبی چین کا مالک تھا قبل خاں کے زمانے تک مقابلہ کرتا رہا اور دوسری طرف ۶۳۷ھ (۱۲۴۱ء) میں کوریا فتح ہو گیا۔ سلطان محمد خوارزم شاہ کے لڑکے جلال الدین منکبرنی نے کافی جنگ و جدل کے بعد اپنے والد کی طرح ہتھیار ڈال دیے۔ جو جی کا لڑکا با تو ایک بہت بڑی فوج لے کر یورپ پہ حملہ آور ہو گیا اور مغلوں نے ماسکو اور نوو گراڈ Novogorod کو تباہ کر دیا۔ مجارستان کو بھی روند ڈالا۔ کراکوف Cracow کو جلا دیا اور پست Pesti کا محاصرہ کر لیا۔ اس موقع پر اوکتا کی اچانک موت

واقع ہو گئی اور اس کا جانشین تلاش کرنے کے لیے تمام مغل سردار اور شہزادے ایشیا کو لوٹے۔ نیز لیئٹز Liegnitz کے مقام پر شہنشاہ آسٹریا نے مغلوں کو ایک زبردست شکست دے کر ان کے حوصلے پست کر دیے اور اس طرح یورپ کو مغلوں سے نجات حاصل ہو گئی تھی۔

مغلوں کی سلطنت کا داخلی نظام یوچوت سالی جیسے قابل وزیر اعظم کے ہاتھ میں تھا جو اوکتا کی تمام قلمرو کا انتظام نہایت عمدہ طریقے پہ چلاتا تھا۔ اگرچہ باقی مغل حکمرانوں کی طرح اوکتا بھی عموماً نشہ شراب میں مست رہتا تھا۔ لیکن وزیر اعظم کی ہشیاری کی وجہ سے نظم و نسق میں کوئی خلل نہیں آنے پاتا تھا۔

اوکتا کی وفات ۶۳۷ھ (۱۲۴۱ء) میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کی بیوی تورکینا اپنے بیٹے گیوگ کی طرف سے سات برس تک سلطنت کا کاروبار چلاتی رہی اور مغلوں کی سردار اعلیٰ بنی رہی۔ اس عرصے میں گیوگ با تو کے ہمراہ فتح مجارستان (ہنگری) میں مصروف تھا۔

گیوگ ۶۴۴ھ (۱۲۴۶ء) میں واپس آیا اور فوراً مغل سرداروں نے قراقرم میں مجلس شوریٰ منعقد کر کے اسے اپنا قان تسلیم کر لیا۔ جو جی کے بیٹے اس انتخاب پہ راضی نہیں تھے۔ اس لیے وہ مجلس شوریٰ میں شامل نہ ہوئے۔

گیوگ نے پہلے تمام ان باغی عناصر کا سر کچلا جو اس کی والدہ کے دور حکومت میں باعث مصیبت بنے ہوئے تھے اور پھر چین و ایران کی تسخیر کے لیے ایک فوج تیار کی۔

اوکتا کی اولاد میں سے صرف گیوگ کو یہ عزت حاصل ہوئی کہ اسے مغلوں نے اپنا امیر اعلیٰ تسلیم کیا۔ جب ۶۴۷ھ (۱۲۴۸ء) میں گیوگ کی وفات ہو گئی تو حکومت خاندان تولی میں منتقل ہو گئی۔ اس خاندان کا پہلا فرمانروا منگو تھا۔ منگو کی زندگی میں خاندان اوکتا کی طرف سے کوئی مخالفت نہ ہوئی لیکن اس کی وفات کے بعد جب قبلا خاں نے ایک قانونی وغیر رسمی مجلس شوریٰ سے اپنی قانینی کا اعلان کر لیا تو اوکتا کی اولاد مزاحمت کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی اور خوفناک خانہ جنگی کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ مشرق میں قیدو (اوکتا کا پوتا) اور تولی کے حمایتیوں میں اکتالیس لڑائیاں ہوئیں اور مغرب میں تولی کے قبیلاتی حلیفوں نے قیدو کے ساتھ پندرہ مرتبہ تیغ آزمائی کی

لیکن ان جنگوں کا کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا۔ جب ۷۰۱ھ (۱۳۰۱ء) میں قید و کی وفات ہو گئی تو اوکتائے کے تمام خاندان نے خاندان تولی کی اطاعت قبول کر لی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اوکتا کی نسل دشت قبیاق (ماوراء النہر) کے قبائل میں پریشان زندگی بسر کر رہی تھی اور ان کے چند ایک گننام رئیس چغتائی خوانین کی پناہ میں زندگی کے دن کاٹ رہے تھے۔

اس میں کلام نہیں کہ ماوراء النہر میں نسل اوکتا کے چند افراد کچھ عرصے کے لیے حکومت کرتے رہے اور اسی خاندان کے دو افراد یعنی سیور غتمش اور اسکے بیٹے محمود کو تیمور نے چغتائیوں کی مرضی کے خلاف چند دنوں کے لیے ترکستان کا حاکم بنا دیا تھا۔ لیکن یہ عروج عارضی تھا اور تیمور کا یہ اقدام محض ایک مذاق تھا۔ اس لیے ان دو کاہل فرمانرواؤں کو قاآن اعظم کی فہرست میں شامل کرنا درست نہیں۔

۲۔ خاندان تولی (منگولیا)

اس خاندان کا عہد حکومت ۱۲۲۸ء سے ۱۶۳۳ء تک پھیلا ہوا تھا اور اس کے تین بڑے بڑے دور تھے۔

۱۔ چین میں خاندان یونن Yuen کا زمانہ (۱۲۲۸ء۔ ۱۳۷۰ء)

۲۔ قراقرم میں ضعف سلطنت کا زمانہ (۱۳۷۰ء۔ ۱۵۲۳ء)

۳۔ قبائل کا پریشان ہونا اور بالآخر منچو خاندان کا مطیع بن جانا۔ (۱۵۲۳ء۔ ۱۶۳۳ء)

منگو کے قاآن بن جانے کی بڑی بڑی وجوہ دو تھیں۔

اول۔ کہ وہ ایک مشہور سپہ سالار اور ایک بہادر تیغ ران تھا۔

دوم۔ بعض ایسے قبائل جو اس کے والد تولی کی پشت و پناہ اور چنگیز خاں کے "بازوئے

شمشیر زن" تھے۔ اس کے مطیع بن چکے تھے۔ منگو ۶۳۶ھ (۱۲۵۱ء) میں تخت نشین ہوا اور

۶۵۷ھ (۱۲۵۹ء) میں مر گیا۔ گو اس کا عہد حکومت بہت مختصر تھا لیکن عرصہ میں بھی اس نے دو

بڑے بڑے قدم اٹھائے۔

اول۔ اس کا اپنا پایہ تخت شمالی چین کے شہر قراقرم میں تھا۔ لیکن اس نے اپنے بھائی قبلہ خان کو جنوبی چین کا حاکم بنا کر پیکنگ کو اس کا دارالخلافہ قرار دیا اور بعد میں یہی شہر قآن اعظم کا مستقل پایہ تخت بن گیا۔

دوم۔ اپنے دوسرے بھائی ہلا کو خان کو ایران کا حاکم مقرر کر دیا۔ ہلا کو نے ایران میں موروثی سلسلہ سلطنت قائم کر دیا۔ یعنی اس کے بیٹے اور پوتے یکے بعد دیگرے وہیں سلطنت کرتے رہے اور اس تاریخ سے ایران میں مغلوں کا ایک علیحدہ سلسلہ قائم ہو گیا۔

منگو کی وفات ۶۵۷ھ (۱۲۵۹ء) کے بعد خانہ جنگیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اوکتا کی اولاد مدعی سلطنت بن کر مقابلے میں آگئی تھی۔ مغلوں نے منگو کے دو بھائیوں اریق بوکا اور قبلہ خان کو حکومت کے لیے منتخب کیا۔ چینی افواج کے سرداروں نے قبلہ کو اپنا امیر بنا لیا۔ اور قراقرم میں مجلس شوریٰ نے اریق بوکا کو حکومت دے دی اور سلطنت کے مغربی علاقوں میں بعض قبائل نے جو خاندان اوکتا و چغتائی کے طرف دار تھے۔ قید و (اوکتا کا پوتا) کو قآن بنا لیا۔ جو جی خاندان خود مدعی حکومت بن کر سامنے نہ آیا، البتہ تولی خاندان کی برابر حمایت کرتا رہا۔

ان ہنگاموں میں صرف قبلہ کامیاب رہا۔ اس لیے کہ وہ ایک قابل سپہ سالار ہونے کے علاوہ بے حد دولت مند تھا۔ اور بڑی شہرت کا مالک تھا۔ اریق بوکا کو جلدی شکست ہو گئی۔ قید و اپنے جدی ممالک سے بہت دور تھا اور قبلہ کی وفات کے بعد کافی عرصے تک مصائب میں گرفتار رہا۔

اس تاریخ کے بعد چنگیزی خانوں کی حکومت صرف چین تک محدود ہو گئی ۱۸۲۰ء میں قبلہ خان نے جنوبی چین کو جو فرمانروایان سوانگ کے ماتحت تھا۔ فتح کر لیا اور اس طرح سارے چین کو ایک مرکز کے نیچے لانے کے بعد خان بالیغ (لفظی معنی ہیں۔ خانوں کا مرکز) کو جسے آج کل پیکنگ کہتے ہیں اپنا دارالخلافہ بنا لیا اور چنگیزیوں کا قدیم دارالخلافہ یعنی قراقرم ایک غیر اہم مقام بن کر رہ گیا۔ اور بعد کے تین دوروں میں یہی حالت قائم رہی۔

پہلا دور

اس دور سے مراد وہ توڑے برس ہیں۔ جن میں مغلوں نے چین پہ حکومت کی تھی۔ حکومت کا آغاز ۱۲۸۰ء میں ہوا اور اس سلسلے کے دسویں فرمانروا طغان تیمور پر ۱۷۰۷ء (۱۳۷۰ء) میں ختم ہو گئی چین میں اس سلسلے کو سلسلہ یوئن Yuen کہتے ہیں۔ یہ خاندان بہت بڑی شان و شہرت کا مالک تھا۔ مارکو پولو Marcopolo کے سیاحت نامہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس خاندان کے زوال کی وجہ دربار کی بدانتظامی لاموں یعنی بدھی صوفیوں کی دخل اندازی نیز افلاس، قحط، زلزلے اور دیگر مصیبتیں تھیں۔ مزید تفصیل کے لیے سرہنری ہودرت کی تاریخ دیکھئے۔

جب اس خاندان کا زوال شروع ہوا تو کئی مدعیان سلطنت پیدا ہو گئے۔ جن میں سب سے زیادہ طاقت ور چوین چانگ Chu Yuen Chang تھا یہ امیر منگ Ming سلسلے کا بانی تھا۔ ۱۳۶۸ء میں اس نے پکنگ کو فتح کر لیا۔ صرف دو برس کے عرصے میں مغلوں کو چین سے نکال دیا اور اس طرح چنگیزی خانوں کی شان و شوکت ختم ہو گئی۔

دوسرا دور

چین سے نکلنے کے بعد سے دین خاں کے عارضی عروج تک مغلوں کا دوسرا دور کہلاتا ہے۔ یہ دور ۱۳۷۰ء سے شروع ہو کر ۱۵۳۳ء میں ختم ہوتا ہے۔ یہ زمانہ مغلوں کے زوال کا زمانہ ہے۔ اس زمانے میں مغل پھر اسی علاقے میں چلے گئے تھے۔ جہاں سے انہوں نے اپنی فتوحات کا آغاز کیا تھا۔ یعنی صحرائے گوبی کے شمال میں دریائے کرولین Keronlene اور اون Onon کے کنارے۔

اس دور میں مغل پوری طرح آزاد نہیں تھے اس لیے کہ منگ کے شہنشاہ ان کی آزادی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ ایک دفعہ جھیل بوپور کے نزدیک شہنشاہ منگ نے مغلوں پہ حملہ کر کے ڈیڑھ لاکھ فوجی اور اسی ہزار غیر فوجی گرفتار کر لیے اور بہت سے مال غنیمت پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس شکست کے بعد مغلوں کی برائے نام قبا آئی بھی ختم ہو گئی اور یہ لوگ شہنشاہان منگ کے محکوم

ہو گئے۔ ان شہنشاہوں نے مغلوں پہ ایسے حاکم مقرر کر دیے جو پکنگ سے احکام حاصل کرتے تھے۔

پندرہویں صدی عیسوی میں مغلوں کی حالت میں ایک خوشگوار انقلاب آیا اور وہ یوں کہ طغان تیمور کے بعد چودھویں خاقان یعنی دین خاں کے زمانے میں مغل جن میں سے اکثر پہلے قبیلہ اوریات کے محکوم تھے۔ ایک حکومت کے نیچے متحد ہو گئے اور دین خاں اس قابل ہو گیا کہ منتشر قبائل کی شیرازہ بندی کرنے کے بعد ان کا قبائلی نظام بھی مستحکم کر سکے۔

تیسرا دور۔

تیسرا دور دین خاں کے زوال سے شروع ہو کر مسلسل خانہ جنگیوں پہ ختم ہوتا ہے۔ ان لڑائیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ مغلوں کے تمام قبیلے ایک ایک کر کے منچو فرمانرواؤں کے غلام بن گئے۔ منچو قوم شہنشاہان منگ کو شکست دینے کے بعد سارے چین کی مالک بن چکی تھی۔ اس خانہ جنگی، تشنت اور نفاق کی وجہ سے مغلوں کی برائے نام قاآنی بھی ختم ہو گئی اور ۱۶۳۴ء کے بعد قبلا خان کی اولاد مکمل طور پر چین کی مطیع ہو گئی۔

خانان برزگ

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۰۳	چنگیز	۱۲۰۶
۶۲۴	اوکتا	۱۲۲۷
۶۲۹	تورا کینا خاتون	۱۲۳۱
۶۴۴	گیوگ	۱۲۴۶
۶۴۶	منگو	۱۲۴۸

سلسلہ یون

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۲۵۷	قبلا	۶۵۵
۱۲۹۴	الچائیتو	۶۹۳
۱۳۰۷	کلوک	۷۰۶
۱۳۱۱	بویان تو	۷۱۱
۱۳۲۰	ججن	۷۲۰
۱۳۲۳	ہیسوں تیمور	۷۲۳
۱۳۲۸	رجی پکہ	۷۲۸
۱۳۲۹	کوشلہ	۷۲۹
۱۳۲۹	جیختو	۷۲۹
۱۳۳۲	رین تشن پال	۷۳۲
۱۳۳۲	طغان تیمور	۷۳۲

دورہ رضعف سلطنت

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۳۷۰	بیلیکب تو	۷۷۱
۱۳۷۸	اوسوخال	۷۸۰
۱۳۸۸	انگہ سور یختو	۷۹۰
۱۳۹۲	الہک	۷۹۴
۱۴۰۰	گون تیمور	۸۰۰

۱۴۰۳	الجائے تیمور	۸۰۵
۱۴۱۱	دلک	۸۱۴
۱۴۳۴	اوسائے	۸۲۷
۱۴۳۹	تی سوگ	۸۳۳
۱۴۵۲	اکبرجی	۸۵۶
۱۴۵۳	اوکک تو	۸۵۷
۱۴۵۳	مولون	۸۵۷
۱۴۶۳	منداغول	۸۶۷
۱۴۷۰	دین	۸۷۵

مختلف قبیلوں کی قآانی کا زمانہ

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۵۲۴	بودی	۹۵۱
۱۵۲۸	کودانگ	۹۵۵
۱۵۵۷	سسق تو	۹۶۴
۱۵۹۳	ست زن	۱۰۰۱
۱۶۳۳-۱۶۰۴	لینگ زن	۱۰۴۳-۱۰۱۳

۸۳۔ ایلخانان ایران

۵۷۳۶۷۶۵۲

(۱۳۵۶ء تا ۱۳۹۶ء)

منگو کی شہنشاہیت کے زمانے میں ایران ہلاکو کے قبضے میں آ گیا۔ ہلاکو تولی کی اولاد

میں سے تھا اور اس کا یہ نیا سلسلہ ایلخانوں کے نام سے مشہور ہے ایلخان قاآنوں کے مطیع تھے اور ہمیشہ مطیع رہے۔

سلطان محمد خوارزم شاہ (جسے چنگیز کے ہاتھوں زبردست شکست ہوئی تھی) نے ایران کے بہترین علاقے مغلوں کے حوالے کر دیے۔ اور مغلوں کو ان علاقوں کی تسخیر میں کوئی خاص دقت پیش نہ آئی۔ ہلاکو خان نے مقامی امراء پر جو خوارزم شاہی سلطنت کے خاتمے کے بعد اپنی آزادی کے لیے دوبارہ کوشاں تھے، بڑی آسانی سے غلبہ حاصل کر لیا اور بغداد کی تسخیر کے بعد عباسیہ خاندان کے آخری فرمانروا مستعصم باللہ کو نہایت بے رحمی سے ہلاک کر ڈالا اور اسی طرح فاتحانہ انداز میں بڑھتا گیا۔ جب شام میں پہنچا تو مصر کے ممالک نے اس کا نہایت کامیاب مقابلہ کیا۔ ان تمام فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہلاکو ایران، ایشیائے صغیر اور ان تمام ممالک کا جو ہندوستان سے بحیرہ روم تک پھیلے ہوئے تھے، واحد مالک بن گیا۔ شمال میں اس کی حکومت کا دامن جٹنا وتولی کی سلطنت اور جنوب میں سرحد مصر تک وسیع ہو گیا۔ اس کی اولاد نے کم و بیش ایک سو برس تک ان ممالک پر پوری آزادی کے ساتھ سلطنت کی۔ گو یہ لوگ قاآن چین کے مطیع تھے لیکن یہ اطاعت محض رسمی تھی۔ اس تمام مدت میں ایک قلیل وقفے کے سوا کہ جب تخت سلطنت کے متعلق ایک نزاع سا پیدا ہو گیا تھا، مکمل امن و سکون رہا اور قدیم شاہان ایران کی پیروی میں ایلخان بھی علوم و فنون میں دلچسپی لینے لگے۔

جو واقعات کہ آخر میں عباسیوں اور سلجوقیوں کو پیش آئے تھے، ان ہی سے ایلخانیوں کو بھی ابوسعید خان کے زمانے میں سابقہ پڑا اور انہی واقعات کی بدولت مصر میں حکومت ممالک اور ایران میں ایلخانیوں کا بیک وقت خاتمہ ہو گیا۔ ایلخانیوں میں تخت کے متعلق دعویٰ داراٹھ کھڑے ہوئے۔ فوجی سرداروں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور متعصب ملاؤں کی باہم آویزی نے ایلخانی سلطنت کی بنیادیں ہلا ڈالیں۔

ابوسعید کی وفات کے بعد ایلخانی تخت جھگڑا لو امراء کے ہاتھ میں ایک کھلونا بن گیا۔ ہر امیر یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنی مرضی کا آدمی تخت پر بٹھائے اسی اثناء میں دو خاندان اٹھ کھڑے ہوئے

جنہوں نے ایران میں خوب اودھم مچایا۔ (اول) امیر چوپان کا خاندان جس کا تعلق غازاں اور اس کے جانشینوں کے دربار سے تھا۔ (دوم) امیر حسین جلائر کا خاندان یعنی ایلیکانی ان دونوں امیروں کا ایک ایک بیٹا تھا۔ امیر چوپان کا بیٹا شیخ حسن خورد کہلاتا تھا اور امیر جلائر کا شیخ حسن بزرگ۔ ان دونوں شیخوں کی حکومت بہت جلد غیر معروف سی ہو کر رہ گئی۔

ابوسعید کے بعد ہلاکو کے بھائی اریق بوکا کا ایک پوتا ارپاخان تخت پہ بیٹھا۔ لیکن اسی سال معزول ہو گیا اور اس کی جگہ موصل تخت نشین ہوا۔ جو چھٹے ایلیخان بایدو کی پشت سے تھا۔ شیخ حسن بزرگ نے موصلی کی اطاعت سے انکار کر دیا اور پہلے ساتی بیک (ابوسعید کی بہن، امیر چوپان کی زوجہ اور امیر چوپان کے بعد ارپاخاں کی بیوی) کو ایلیخان بنایا اور پھر اس کا نکاح سلیمان سے کر دیا اور اس طرح سلیمان ایلیخان بن گیا۔

انوشیروان کے زمانے میں اس قدر بد نظمی پھیل گئی کہ جلائر کا خاندان خود مختار ہو گیا۔ فرزند ان ہلاکو کی حکومت ختم ہو گئی۔ امرائے جلائر آل مظفر سرداروں اور بعض دیگر امیروں نے ایران کو آپس میں بانٹ لیا۔ اس کے بعد امیر تیمور کا زمانہ آیا۔ جس نے ان تمام سلسلوں کو یکے بعد دیگرے مٹا دیا۔

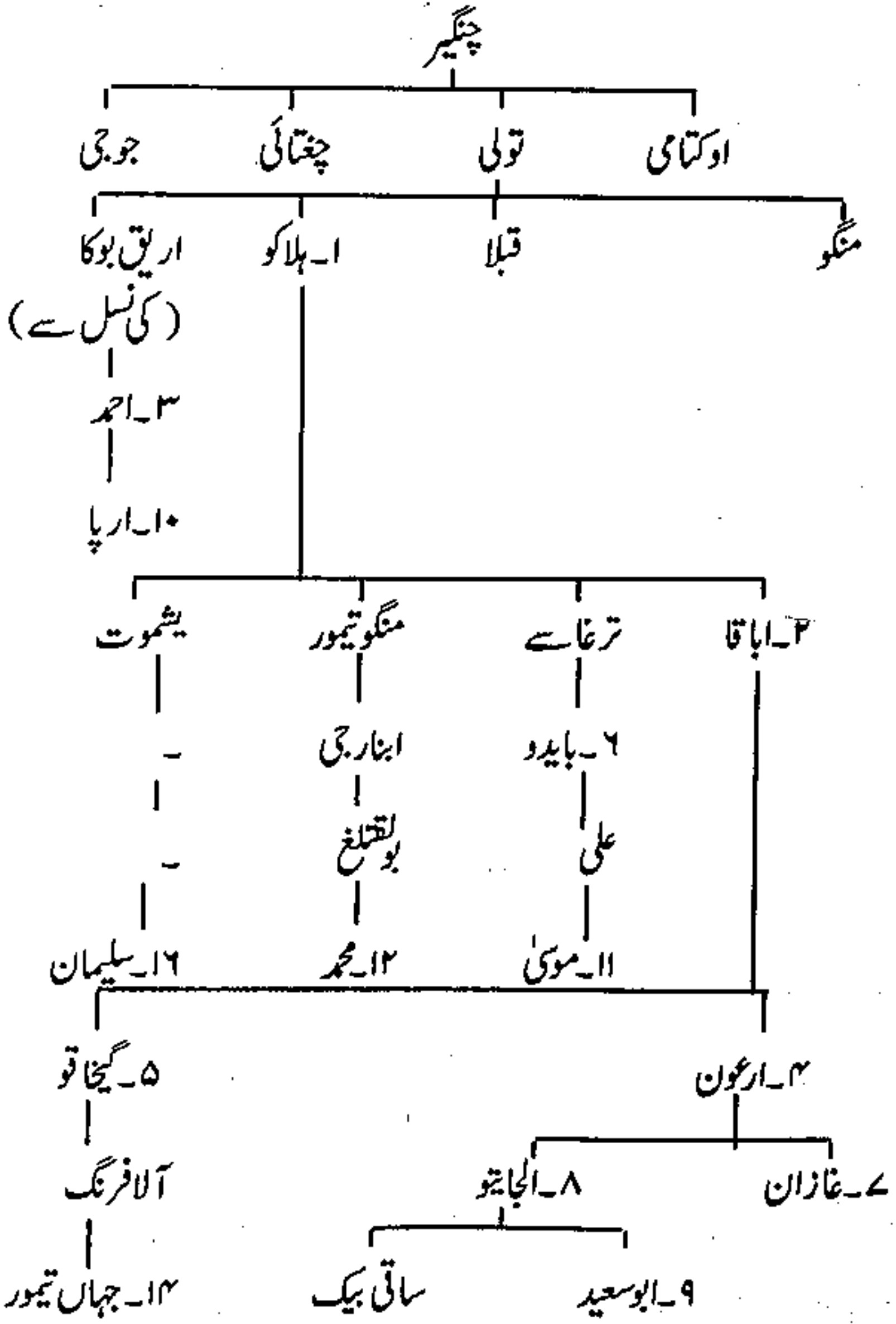
ہجری	نام	عیسوی
۶۵۴	ہلاکو	۱۲۵۶
۶۶۳	ابا قاتا	۱۲۶۵
۶۸۰	احمد	۱۲۸۱
۶۸۳	ارغون	۱۲۸۴
۶۹۰	گینخاتو	۱۲۹۱
۶۹۴	بایدو	۱۲۹۵
۶۹۴	غازان محمود	۱۲۹۵
۷۰۳	الجاتیو	۱۳۰۴

۱۳۱۶	ابوسعید	۷۱۶
۱۳۳۵	ارپا	۷۳۶
۱۳۳۶	موسیٰ	۷۳۶

ایلخان جو ایک دوسرے کے رقیب تھے

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۳۳۸-۱۳۳۶	محمد	۷۳۸-۷۳۶
۱۳۵۱-۱۳۳۸	طغایمور	۷۵۲-۷۳۹
۱۳۴۰-۱۳۳۹	جہان تیمور	۷۴۱-۷۳۹
۱۳۳۹	ساتی بیک	۷۴۰-۷۳۹
۱۳۴۳-۱۳۳۹	سلیمان شوہر ساتی بیک	۷۴۴-۷۴۰
۱۳۴۴	نوشیروان	۷۴۵

ایلخانان ایران



۸۴۔ خانان سیر اردو

۶۲۱ھ تا ۹۰۷ھ

(۱۲۲۳ء تا ۱۵۰۲ء)

چنگیز نے اپنی زندگی میں قراخانیوں کا پرانا ملک یعنی وہ علاقہ جو سیون کے شمال میں واقع تھا۔ اپنے لڑکے جو جی کے حوالے کر دیا تھا۔ جب جو جی فوت ہو گیا تو یہ علاقہ اس کے بیٹے اروا کو مل گیا۔ جو جی کے سب سے چھوٹے لڑکے باتونے جو یورپ کی دو لڑائیوں میں شامل تھا مغرب کی طرف اپنی پدری سلطنت میں کچھ اضافہ کر لیا اور خوانین قپچاق کو محکوم بنا لیا۔ قلمرو باتونے کے شمال میں اس کے ایک اور بھائی طغاتیور نے ان علاقوں پہ قبضہ کر لیا جو ساحل والگا کے درہ تفریح میں واقع تھے اور جو بلاد بلغار کے نام سے معروف تھے۔ جو جی کے چوتھے بیٹے شیبان نے اس علاقے پہ حکومت قائم کر لی۔ جو قلمرو اردال Ordal کے شمال میں واقع تھا اور دشت قریز کے نام سے مشہور تھا اور جو جی کا پانچواں بیٹا تو ال قبائل پچنگ Pecheneg جو بعد میں نوگا کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اور آل دیما کے درمیانی دروں میں مقیم تھے، کی سر زمین پہ قابض ہو گیا۔

یہ تمام قبیلے کسی حد تک باتونے کے مطیع تھے۔ گو باتونے عمر میں سب سے چھوٹا تھا، لیکن اپنے اقتدار و تدبیر کے بل پر اپنے دارالخلافہ سرائے کو جو دو لگا کے کنارے واقع تھا۔ تمام جو جی خاندان کا دارالخلافہ قرار دے رکھا تھا۔

ان قبائل کو ان کے خیموں کے رنگ کی بنا پر سیر اردو کہا جاتا تھا۔ اردو فوج کو کہتے ہیں اور سیر کے معنی ہیں ”سنہری“ ان قبائل میں حکومت اور فوج کا نظام خود مغلوں کے ہاتھ میں تھا اور تمام رعیت جو ترکوں اور ترکمانوں پر مشتمل تھی، محکوم تھی۔

خاندان جو جی کی تقسیم درج ذیل ہے:

الف۔ خاندان باتونے۔ خانان گوگ اردو۔ یعنی نیلے رنگ والے خوانین جو ۶۲۱ھ سے

۷۶۱ھ تک (۱۲۲۳ء، ۱۳۵۹ء) مغربی قپچاق پہ حکومت کرتے رہے۔

ب۔ خاندانِ اُردا۔ وہ امراءِ جو آق اُردو۔ یعنی سفید رنگ والی فوج پر دشتِ قچاق میں ۱۳۲۶ء سے ۱۳۲۷ء تک حکومت کرتے رہے اور باتو خاندان کے زوال کے بعد ۱۳۷۸ء سے ۱۵۰۲ء تک سیر اُردو کے بھی حاکم رہے۔ آخر میں یہ خاندان خانانِ ہشترخاں کے نام سے مشہور ہو گیا۔ (۱۳۶۶ء-۱۵۵۳ء)

ج۔ خاندانِ طغتا تیمور۔ یعنی وہ امراء جو دشتِ قچاق نلکے شمالی حصے پہ حکومت کیا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی قچاقِ غربی کے سیر اُردو پہ بھی قبضہ کر لیا کرتے تھے۔ آخر کار اسی خاندان سے خانانِ غازاں (۱۳۸۸ء-۱۵۵۲ء) امراءِ قاسموف (۱۳۵۰ء-۱۶۷۸ء) اور روسائے قرم (۱۳۲۰ء-۱۷۸۳ء) کے سلسلے شروع ہوئے۔

د۔ خاندانِ شیبان۔ جو ۱۳۲۳ء سے ۱۶۵۶ء تک ازبکوں اور علاقہ قرقیز کے قزاقوں یا قزاقوں پہ حکومت کرتا رہا اور وہاں سے ہجرت کرنے کے بعد خیوہ و بخارا پر ۱۵۰۰ء سے ۱۸۷۲ء تک حکمران رہا۔

الف۔ خاندانِ باتو

یعنی خاقانِ سیر اُردو

یہ لوگ مغربی قچاق اور قبائل گوگ اُردو کی سرزمین پہ حکومت کیا کرتے تھے۔ (۱۳۲۳ء-۱۳۵۹ء) اس سرزمین کی تاریخ اس لیے بے حد اہم ہے کہ روس کی ترقی میں اس کا بڑا دخل ہے۔ ابتداء میں یہ قاعدہ تھا کہ جب کبھی دشتِ قچاق کا کوئی خان سربر آرا ہوتا تھا تو باقی تمام امراء اس کے مطیع بن جاتے تھے۔ اسے خراج ادا کرتے اور ان کی دولت نیز بیٹیوں تک کے اختیارات بڑے خان کو منتقل ہو جاتے تھے۔ لیکن جب خانانِ سیر اُردو کمزور ہو گئے تو خاندانِ باتو مٹ گیا۔ اور اس کے بھائی کے خاندان سے ایک اور سلسلہ اٹھ کر اس کا جانشین بن گیا۔

جب تک کہ سلطنت کی باگ دوڑ خاندانِ باتو کے ہاتھ میں رہی تمام دشتِ قچاق پر ایک طاقت ور سلطنت قائم رہی۔ اس سلسلے کے دسویں فرماں روا یعنی جانی بیگ تک اس خاندان کی

تاریخ نہایت شاندار رہی۔ لیکن جانی بیگ کی وفات ۷۵۸ھ (۱۳۵۷ء) کے بعد نظم و نسق درہم برہم ہو گیا۔ اس کا لڑکا بردی بیگ صرف دو برس تک حکومت کر سکا۔ اس کے بعد دو امیر تخت سلطنت کے مدعی بن کر آمنے سامنے آئے۔ یہ دو اپنے آپ کو جانی بیگ کا بیٹا کہتے تھے۔ ان کا یہ نزاع مدتوں باقی رہا اور یہ دونوں بیس برس تک علیحدہ علیحدہ حکومت کرتے رہے۔

خاندانِ باتو کے زوال کے بعد خاندانِ جوجی کے پانچ سلسلے تخت کے مدعی بن کر سامنے آ گئے۔ شمال اور جنوب یعنی بلادِ بلغار اور قرم میں طغایم اور کی اولاد میں سے کئی شاہزادے حکمران بن گئے اور نیچے جنوب میں ترک اور قوما کے درمیانی علاقے پر باتو کے چھوٹے بھائی اور دوسرے جانشین یعنی برکہ خان نے تسلط جمایا۔ قبائل سیر اردو نے جو شہرت قتل و غارت میں حاصل کی تھی، وہ برکہ خان اور اس کی اولاد کے ایام اقتدار میں انہیں نصیب ہوئی تھی۔ قبائل سیر اردو کا مشرقی علاقہ قبائل آق اردو کے قبضے۔۔۔۔ میں چلا گیا۔ اردو کی اولاد نے امرائے آق اردو کو اپنا مطیع بنا لیا اور شمالی علاقے پر قبائل ازبک نے فرزند ان شیبان کی سرکردگی میں قبضہ کر لیا۔ قبائل نوگا بھی سردیوں اور گرمیوں کے سخت دن بحیرہ خزر کے شمالی ساحل پر بسر کیا کرتے تھے۔

آنے والے جدول میں اس دور کے پندرہ فرمانرواؤں کے نام دیے گئے ہیں۔ ان کا تعلق مختلف خاندانوں سے تھا گو ہماری بعض اطلاعات ظنی تھیں لیکن سکوں کے مطالعہ کے بعد ان کی تاریخیں صحیح دی گئی ہیں۔ ۷۸۰ھ (۱۳۷۸ء) میں سیر اردو کی حکومت ٹوٹتھی خان کوئل گئی جو اردو خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

ب۔ خاندانِ اردو

یہ خاندان قپچاق شرقی کے میدانی علاقے پہ حکمران تھا۔ یہ وہی علاقہ ہے۔ جہاں قبائل آق اردو آباد تھے۔ اس علاقے پر اس خاندان نے ۱۲۲۶ء سے ۱۲۴۸ء تک حکومت کی۔ اس خاندان کی دو اور شاخیں بھی تھیں۔ یعنی خانان سیر اردو قپچاق غربی میں (۱۳۷۸ء۔ ۱۵۰۲ء) اور خانان ہشتر خان (۱۳۶۶ء۔ ۱۵۵۳ء)

جوگی کے لڑکوں میں سے باتو سب سے زیادہ طاقت ور تھا۔ باتو کا لڑکا اردا بھی باپ کی طرح نہایت نامور تھا۔ جب باتو فوت ہو گیا تو اردا اس کا جانشین بنا اور دریائے سیحوں سے پار کا تمام علاقہ اسے وراثت میں ملا اور جوگی کے سارے خاندان کا امیر نامزد ہوا۔ اردا کا علاقہ سیر اردو کا مغربی حصہ کہلاتا تھا اور اس حصے کا دوسرا نام آق اردو یعنی سفید لشکر تھا۔ (مغلوں میں سفید رنگ نیلے یا آبی رنگ سے اچھا سمجھا جاتا تھا) آق اردو کے مقابلے میں گوگ اردو تھا۔ یعنی نیلگوں یا آب رنگ لشکر۔ جو سیر اردو کے بائیں حصے کا نام تھا اور یہ تمام قبائل باتو کے مطیع تھے۔

قبائل آق اردو۔ جو بحیرہ خزر کے شمالی میدانوں میں رہتے تھے۔ قبائل گوگ اردو یہ ہمیشہ حکومت کیا کرتے تھے۔ اگرچہ ان کا معیار حیات قدرے پست تھا اور مقابلتاً یہ لوگ مفلس و قلاش تھے۔ تاہم جب خاندان باتو ضعیف ہو گیا تو ان قبائل نے انہیں بھی محکوم بنا لیا۔

آق اردو کے پہلے حکمرانوں کے متعلق ہمیں مفصل اطلاعات حاصل نہیں۔ ہمیں اتنا ہی معلوم ہے کہ اس خاندان میں باپ کے بعد بیٹا وارث تخت بنا رہا۔ اس سلسلے کے ایک امیر کوچی نے غزنی اور بامیاں کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا تھا۔ یہ دونوں علاقے کبھی چغتائی قبیلے کے ماتحت رہے اور کبھی ایلخانان ایران کے قبضے میں۔

خاندان اردا میں اوروس خان پہلا آدمی ہے۔ جس نے قبائل سیر اردو کی تاریخ میں ایک روشن باب کا اضافہ کیا تھا۔ اس نے بارہا امیر تیمور کے عساکر قاہرہ کو شکست دی۔ امیر تیمور نے اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے تو قتمش خان کو خاندان جوگی کے مطیع قبائل کا حاکم بنا دیا۔ تو قتمش خان کا تعلق خاندان اردا سے تھا۔ اس کا والد قتل ہو چکا تھا اور اوروس خان نے اسے ملک بدر کر دیا تھا۔ تو قتمش خان نے ان قبائل پہ مستقل حکومت قائم کرنے کے لیے تیموری افواج کو ساتھ لیے کر بارہا حملہ کیا لیکن اوروس خان نے اسے شکست دی۔ جب اوروس خان فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے تو قتمش کا یا کا مختصر دور حکومت بھی گزر گیا اور اوروس کا دوسرا بیٹا تیمور ملک تخت نشین ہوا۔ تو قتمش نے قبائل آق اردو کو اپنا مطیع بنا لیا۔

قبائل سیر اردو کی تاریخ میں تو قتمش آخری نامور حاکم تھا، جس نے قبائل آق اردو کو مسخر

کرنے کے بعد قچاق غربی پہ چڑھائی کی اور ممائے ایک بار سوخ امیر کو شکست دی۔ اس فتح ۷۸۰ھ (۱۳۷۸ء) کے بعد اس نے آک اُردو اور گوگ اُردو کا امتیاز مٹا کر دونوں کو محکوم بنا لیا اور قچاق شرقی و غربی دونوں پہ حکومت قائم کر لی۔ اس حالت میں بھی خاندان اُردا کے بعض امراء گوگ اُردو پہ حکومت کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ آل شیبان نے آل اُردا کا خاتمہ کر دیا۔
تو قتمش خان کے زمانے میں خاندان سیر اُردو کی شوکت رفتہ واپس آ گئی۔ یہی وہ فرمانروا ہے جس نے روس پہ حملہ کر کے ۸۷۳ھ (۱۳۸۲ء) میں ماسکو کو آگ لگا دی تھی اور اس سارے علاقے کو بڑے مغلوں کی طرح تباہ کر ڈالا تھا۔

سلطنت قچاق کا یہ عروج محض عارضی ثابت ہوا۔ اس لیے کہ تو قتمش غرور میں آ کر اپنے محسن یعنی تیمور سے باغی ہو گیا۔ چنانچہ امیر تیمور نے اسے دو شکستیں دیں، ایک ۱۸۔ جون ۱۳۹۱ء کو اور تپہ کے مقام پر اور دوسری ۹۸ھ (۱۳۹۵ء) کو نہر ترک کے قریب۔ دوسری شکست نے سلطنت قچاق کا خاتمہ کر دیا۔ گو امیر تیمور کے جانے کے بعد تو قتمش نے ۸۰۱ھ میں شہر سرائے پہ قبضہ کر لیا تھا لیکن تیمور قتلخ نے جو اس کے پرانے دشمن یعنی اوروس خان کا لڑکا تھا اسے وہاں سے نکال دیا۔ یہ بھاگ کر لیٹونیا کے فرمانروا دیتوت کے ہاں چلا گیا اور ۸۰۹ھ میں فوت ہو گیا۔
تو قتمش کے بعد قبائل سیر اُردو کی تاریخ پہ اندھیرا چھا گیا۔ تخت حکومت کے لیے خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ خانہ جنگی کی آگ کو بھڑکانے والوں میں یہ تین مشہور خاندان بھی شامل ہیں۔
الف۔ خاندان اوروس خان۔ جسے قبائل نوگا کے امیر ایدیکوز (جو قچاق کے شاہ تراشوں سے تعلق رکھتا تھا) کی حمایت حاصل تھی۔

ب۔ تو قتمش کی اولاد

ج۔ خاندان شیبان کے بعض نوجوان

یہ خاندان سارے دشت قچاق کے مالک نہیں تھے۔ بلکہ بعض شہروں پہ متصرف تھے اور یہ شہر بشمولیت پایہ تخت ہمیشہ ایک سے دوسرے کے قبضے میں منتقل ہوتے رہتے تھے۔

۹۰۷ھ (۱۵۰۲ء) میں قبائل سیر اُردو کی سر زمین پر روس قابض ہو گیا اور ان قبائل کی تاریخ

کے اوراق پراگندہ ہو گئے۔ ان کی ایک شاخ (جس کا تعلق خاندانِ اُردو سے تھا) نے ۸۷۱ھ (۱۳۶۶ء) میں قاسم (محمد کوچک کا نواسا) کی زیر قیادت خانانِ ہشترخاں کے سلسلے کی بنیاد ڈالی اس کی اولاد ۹۶۲ھ (۱۵۵۳ء) تک حکومت کرتی رہی۔ آخر ماسکو کے فرمانروا نے اسے سلسلے کا خاتمہ کر ڈالا۔

خانانِ سیر اُردو

الف۔ گوگ اردو یا خانانِ دشت قچاق غربی

۱۔ خاندانِ باتو

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۲۱	باتو	۱۲۲۳
۶۵۳	سرتاق	۱۲۵۶
۶۵۳	برکہ	۱۲۵۶
۶۶۳	منگوتیمور	۱۲۶۶
۶۷۹	تووا منگو	۱۲۸۰
۶۸۶	تولا یوفا	۱۲۸۷
۶۸۹	توقتو	۱۲۹۰
۷۱۳	اوزبک	۱۳۱۲
۷۲۱	تی نی بیگ	۱۳۲۰
۷۲۱	جانی بیگ محمود	۱۳۲۰
۷۵۸	بردی بیگ محمد	۱۳۵۷
۷۶۰	قولنا	۱۳۵۹
۷۶۰	نوروز بیگ	۱۳۵۹

۲۔ خاندانِ اُردا

خاندانِ شیبان	خاندانِ ہائے متخاصم	خاندانِ طغایمور
۷۶۰ خضر	۷۶۲ تیمور خواجہ	۷۶۲ کلدی بیگ
۷۶۲ مردود	۷۶۲ مرید خواجہ	۷۶۲ عزیز شیخ
۷۶۸-۷۶۲ پولاد خواجہ	۷۶۲ قتلغ خواجہ	۷۶۸-۷۷۲ حسن
۷۷۲ تولون بیگ	۷۶۲ عبداللہ	
۷۷۵ ایلبان	۷۷۱-۷۸۰ محمد بولاق	
۷۷۷ خاقان		
۷۸۰-۷۷۹ عرب شاہ		

ان امراء کو ۷۸۰ھ (۱۳۷۸ء) میں قبائل آق اردو نے ایک نظام حکومت میں پرو دیا۔

ب۔ خانانِ آق اردو۔ دشت قبچاق شرقی میں

خاندانِ اُردا سے

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۲۳	اُردا	۱۲۲۶
۶۷۹	کوچی	۱۲۸۰
۷۰۱	بایان	۱۳۰۱
۷۰۹	سای بوقا	۱۳۰۹

ج۔ خاندان ہائے ممتاز

خاندان شیبان	خاندان اردو	
خاندان تو قتمش	خاندان اوروں	شعبہ قچاق شرقی (۷۹۷ھ)
۷۹۳- بک پولاد	۷۹۷- تیمور قتلغ	قوی ریچاق
۸۰۵-۸۲۲ درویش	۸۰۲- شادی بیگ	
۸۱۳ جلال الدین	۸۱۰-۸۱۵ پولاد	
۸۱۵ کریم بودی	۸۰۹-۸۱۸ تیمور	
۸۱۷ کپک	۸۱۸ شکرا	۸۲۳ھ براق
۸۱۸ جبر بردی	۸۲۷ تا تقریباً ۸۶۳ کوچک محمد	دشت قچاق غربی کو فتح کیا (۸۲۷-۸۳۶)
۸۲۲- سید احمد	تقریباً ۸۶۳ محمود	
	۸۶۳ احمد	خاندان طغا تیمور
	۸۸۶ مرتضیٰ	۸۳۰- دولت بردی
	۸۸۶ شیخ احمد	(غیاپ براق)
	(روں کی اطاعت ۸۰۷ھ تا ۱۲۰۲ء)	

سال ہجری	نام	سال عیسوی
تقریباً ۷۱۵	ایپسیان	۱۳۱۵
۷۲۰	مبارک خواجہ	۱۳۲۰
۷۲۵	چیمتائے	۱۳۲۳
۷۶۲	اوروس	۱۳۶۱
۷۷۷	توق تکایا	۱۳۷۵
۷۷۷	تیمور ملک	۱۳۷۵
۷۹۳-۷۷۸	توقتمش - غیاث الدین	۱۳۷۶-۱۳۹۱

۷۸۰ھ میں یہ سلسلہ گوگ اردو کے ساتھ ایک رشتہ حکومت میں منسلک ہو گیا لیکن متخاصم

خاندانوں نے ان کا خاتمہ کر ڈالا۔

۸۵۔ خانان کریمیا

تقریباً ۸۲۳ھ تا ۱۱۹۷ھ

(۱۲۲۰ء تا ۱۷۸۳ء)

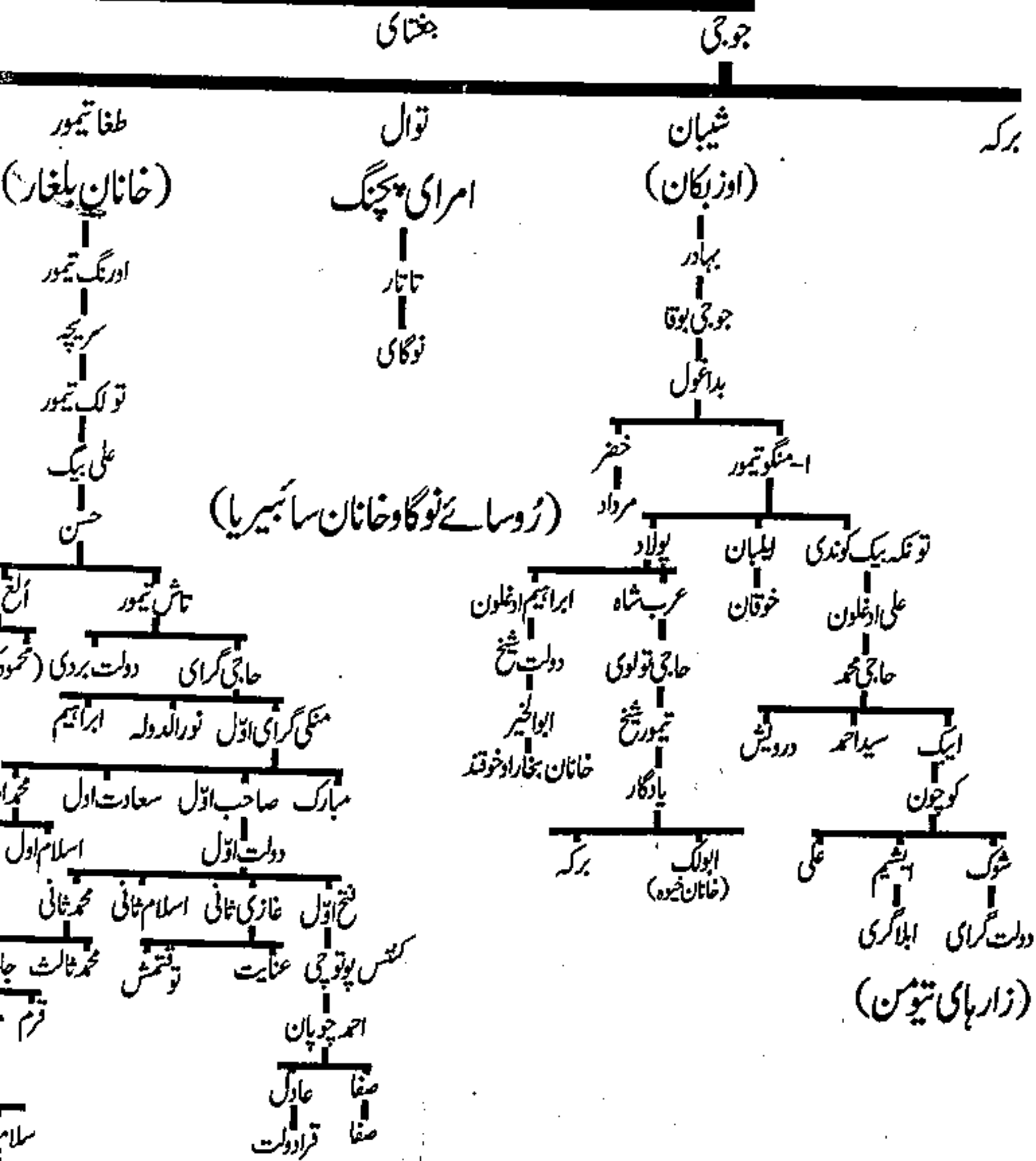
ج۔ خاندان طغتا تیمور

ان کی حکومت شروع میں بلغاریہ پر اور آخر میں کریمیا اور کیف پر تھی۔ بغرض اوقات یہ سلطنت سیر اردو کے بھی مالک رہے ہیں۔ آخر میں غازان، کریمیا اور قاسموف کی سیادت بھی ان ہی کے قبضے میں چلی گئی۔

طغتا تیمور جو جی کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اور سیر اردو کے بائیں حصے پہ حکومت کیا کرتا تھا۔ اس کا مستقل پایہ تخت شمالی والگا میں تھا۔ جس میں بلغار کا ایک حصہ بھی شامل تھا۔

خاندان باتو کے ایک امیر منگو تیمور نے اورنگ تیمور پسر طغتا تیمور کو کریمیا اور کیف کی

خاندان



سال ہجری

تقریباً

۷۲۰

۷۳۵

۷۶۲ قولوی

۷۷۷

اردا
(آق اروو)

۷۷۷

کوچی

۷۷۸

بیان

سای برقا

ای بیسیان مبارک خولجہ

خاندان نور

چیمتائی

اوروس

تولی خواجہ

توکتمش

تکایا

کوی رجبک

تیورملک

جلال الدین

کریم بردی

سپک

جبر بردی

یراق

تیمور قتلغ

بولاد شادی بیک

غیاث الدین کوچک محمد

(روسای قزاق)

بختیار

محمد

احمد

شیخ اولیا

مرغی

سید احمد

شیخ احمد

شیخ حیدر

فتح علی

جان علی

برودی بیک

قاسم

یادگار

درویش

(خانان ہشترخان)

عبدالکریم
عبدالرحمن

جانی بیک
حسین

قاسم

سلطنت

ہی کے

ثالث دولت ثانی

اس کا
قرم
بن صاحب ثانی
ارسلان
فتح ثانی
دولت ثالث سلیم ثالث

حکومت دے دی اور اس تاریخ سے خاندانِ طغاتیوری میں ان علاقوں کی حکومت جو خانانِ باتو کے شمال و جنوب میں واقع تھے۔ موروثی ہو گئی لیکن یہ لوگ منگوتیمور کے معاملات میں دخل دینے لگے۔

طغاتیوریوں کا حقیقی اقتدار سلطنت سیراردو کے خاتمے یا یوں کہیے کہ تیمور کے حملوں کے بعد شروع ہوتا ہے۔

اسی شعبے کا ایک امیر جس کا نام الغ محمد تھا۔ براق کی موت کے بعد مدت تک خانِ اعظم بننے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ آخر ۸۴۲ھ (۱۴۳۸ء) میں اپنے جدی ملک یعنی بلادِ بلغار پہ قابض ہو گیا۔ جہاں اس نے خانِ قزاق کا لقب اختیار کرنے کے بعد اپنی آبائی سلطنت کو زندہ کیا۔ دولتِ آزادی حاصل کرنے کے بعد یہ چھوٹی سی سلطنت دولتِ ماسکو (جو زور بہ ترقی تھی) کہ پہلو میں کانٹے کی طرح چھبنے لگی اور اس لیے ۹۲۵ھ (۱۵۱۹ء) میں محمد امین کی وفات کے بعد الغ محمد کی اور اس میں سے کسی اور کو مقامِ سیادت نہ مل سکا۔ چونکہ یہ لوگ مغلوں میں سے تھے۔ اس لیے جمہوری اصولوں کے مطابق انہوں نے قاسموف، کریمیا، ہشترخاں اور دوسری شاخوں سے اپنا امیر منتخب کر لیا۔ یہ تمام خوانین روس کے مطیع تھے۔ ۱۵۵۲ء میں روس نے ان سلسلوں کی داخلی آزادی کو بھی ختم کر دیا اور غازان میں اپنا حاکم بھیج دیا۔

جب ۱۴۴۶ء میں الغ محمد اپنے بیٹے محمودک کے ہاتھوں قتل ہو گیا تو الغ کے دو بیٹے روس میں بھاگ گئے۔ جہاں وہ فوج میں ملازم ہو گئے۔ کچھ عرصے کے بعد حکومتِ روس نے قاسم (بن الغ) کو ریازن Riazan گورڈیز Gorodetz اور اوکا Oka کا حاکم مقرر کر دیا۔ قاسم نے ریازن کا نام بدل کر قاسموف رکھ دیا اور اس تاریخ سے اس کا خاندان خاندانِ قاسموف کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس خاندان کو حکومت دینے سے روس کا اصلی مقصد خانانِ غازان کا مد مقابل پیدا کرنا تھا۔ جب الغ محمد کی اسلامی سلطنت ختم ہو گئی تو روسیوں نے خاندانِ قاسموف کو الغ محمد کا علاقہ بھی دے دیا۔ اس خاندان کی آزادی محض برائے نام تھی۔ آخر ۱۰۸۹ھ (۱۶۷۸ء) میں روسیوں نے اسے بالکل مٹا دیا۔

طغا تیموریوں کی تین شاخیں تھیں۔ جن میں سے اہم ترین خانان کریمیا تھے۔ اُلغ کے ایک بھائی کا نام تاش تیمور تھا۔ جو مدتوں تو قتمش کا سپہ سالار رہا۔ سلطنت کریمیا کا بانی یہی تاش تیمور تھا۔ اور اس کا لڑکا حاجی گرائے اس سلسلے کا پہلا فرماں روا تھا۔

سرزمین مشرق کی تاریخ میں سلطنت کریمیا کو خاص مقام حاصل تھا۔ کیونکہ یہ لوگ کبھی عثمانیوں سے مل جاتے تھے اور کبھی روس کے ساتھ اور اس طرح ان دونوں سلطنتوں کے تعلقات کو خراب کرتے رہتے تھے۔ یہ دونوں حکومتیں ان خانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ آخر ۱۱۹۸ھ (۱۷۸۳ء) میں روس و ترکی کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے اس سلطنت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس خاندان کا ایک فرد یعنی سلطان کرم گرائے گئی گرائے ایڈن برگ میں چلا گیا اور وہاں اسکاٹ لینڈ کی ایک خاتون سے شادی کر لی۔

خانانِ قرم

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
تقریباً ۸۲۳	حاجی گرائے	۳۲۰ تقریباً
۸۷۱	نور الدولہ	۱۲۶۶
۸۷۳	منگلی گرائے اول	۱۲۶۹
۸۷۸	نور الدولہ (دوبارہ)	۱۲۷۴
۸۸۲	جانی بیگ گری اول	۱۲۷۷
۸۸۳	منگلی گرائے (دوبارہ)	۱۲۷۸
۹۲۱	محمد گرائے اول	۱۵۱۵
۹۲۹	غازی گرائے اول	۱۵۲۳
۹۲۹	سعادت گرائے اول	۱۵۲۳
۹۳۸	اسلام گرائے اول	۱۵۳۲

۱۵۳۲	صاحب گرائے	۹۳۸
۱۵۵۱	دولت گرائے اول	۹۵۸
۱۵۷۷	محمد گرائے ثانی	۹۸۵
۱۵۸۴	اسلام گرائے ثانی	۹۹۲
۱۵۸۸	(غازی) قاضی گرائے ثانی	۹۹۶
۱۵۹۴	فتح گرائے اول	۱۰۰۲
۱۵۹۴	(غازی) قاضی گرائے ثانی (دوبارہ)	۱۰۰۲
۱۶۰۸	سلامت گرائے اول	۱۰۱۷
۱۶۱۰	جانی بیگ گرائے ثانی	۱۰۱۹
۱۶۲۷	محمد گرائے ثالث	۱۰۳۱
۱۶۳۵	جانی بیگ ثانی (دوبارہ)	۱۰۳۶
۱۶۳۸	عنایت گرائے	۱۰۴۵
۱۶۴۲	بہادر گرائے	۱۰۴۸
۱۶۴۴	محمد گرائے رابع	۱۰۵۲
۱۶۴۶	اسلام گرائے ثالث	۱۰۵۴
۱۶۵۴	محمد رابع (دوبارہ)	۱۰۶۴
۱۶۶۵	عادل گرائے	۱۰۷۵
۱۶۷۰	سلیم گرائے اول	۱۰۸۱
۱۶۷۷	مراد گرائے	۱۰۸۸
۱۶۸۳	حاجی گرائے ثانی	۱۰۹۳
۱۶۸۴	سلیم اول (دوبارہ)	۱۰۹۵
۱۶۹۱	سعادت گرائے ثانی	۱۱۰۲
۱۶۹۱	صفا گرائے	۱۱۰۲

۱۶۹۲	سلیم اول (سہ بارہ)	۱۱۰۳
۱۶۹۸	دولت گرائے ثانی	۱۱۰۹
۱۷۰۲	سلیم اول (چہار بارہ)	۱۱۱۳
۱۷۰۵	غازی گرائے ثالث	۱۱۱۷
۱۷۰۷	کپلان گرائے اول	۱۱۱۹
۱۷۰۷	دولت گرائے (دو بارہ)	۱۱۱۹
۱۷۱۳	کپلان اول (دو بارہ)	۱۱۲۵
۱۷۱۵	قرادولت گرائے	۱۱۲۷
۱۷۱۵	سعادت گرائے ثالث	۱۲۲۷
۱۷۲۲	منگلی گرائے ثانی	۱۱۳۶
۱۷۳۰	کپلان اول (دو بارہ)	۱۱۳۲
۱۷۳۶	فتح گرائے ثانی	۱۱۳۹
۱۷۳۷	منگلی ثانی (دو بارہ)	۱۱۵۰
۱۷۳۹	سلامت گرائے ثانی	۱۱۵۲
۱۷۴۳	سلیم گرائے	۱۱۵۶
۱۷۴۸	ارسلان گرائے	۱۱۶۱
۱۷۵۵	حاکم گرائے	۱۱۶۸
۱۷۵۸	کریم گرائے	۱۱۷۱
۱۷۶۳	سلیم گرائے ثالث	۱۱۷۷
۱۷۶۷	ارسلان گرائے (دو بارہ)	۱۱۸۰
۱۷۶۷	مقصود گرائے اول	۱۱۸۱
۱۷۶۸	کریم گرائے (دو بارہ)	۱۱۸۲
۱۷۷۰	دولت گرائے ثالث	۱۱۸۳

۱۷۷۱	کیلان گرائے ثالث	۱۱۸۴
۱۷۷۱	سلیم ثالث (دوبارہ)	۱۱۸۴
۱۷۷۱	مقصود گرائے ثانی	۱۱۸۵
۱۷۷۲	صاحب گرائے ثانی	۱۱۸۵
۱۷۷۵	دولت ثالث (دوبارہ)	۱۱۸۹
۱۷۸۳-۱۷۷۷	شاہین گرائے	۱۱۹۷-۱۱۹۱

ج۔ خاندان شیبان

ان کی حکومت ازبک Usbug پر تھی جو دریاے یورال اور چو Chu کے درمیان واقع ہے۔ یہ لوگ کسی وقت قبائل سیراردو کے امیر بھی رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ۱۲۲۶ء سے ۱۶۵۵ء تک۔ تیومن کے زار ۱۵۰۰ء سے ۱۸۶۸ء تک امیر بخارا اور ۱۵۱۵ء سے ۱۸۷۲ء تک امیر خیوہ رہے ہیں۔

جب ۱۱۴۰ء میں باتو نے مجارستان (ہنگری) پہ حملہ کیا تو اس کا بھائی شیبان اس کے ہمراہ تھا۔ باتو نے شیبان کو نہ صرف مجارستان کی حکومت دے دی بلکہ اُردا کے شمالی قبائل کے کچھ علاقے بھی اس کے حوالے کر دیے۔ موسم گرما میں شیبان یورال کے علاقے میں دریائے ایلک اور ارقیز کی طرف چلا جاتا تھا اور سردیاں دریائے سیر Sir اور ساریسو Sarisu کی گزرگاہوں کے قریب بسر کرتا تھا۔ اس کی چھٹی پشت میں منگو تیمور تھا۔ جو سیراردو کے امیر اعظم یعنی ازبک کا ہم عصر تھا۔ ازبک کے عہد سے شیبانی قبائل بھی ازبک کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اور انہوں نے بڑی شہرت حاصل کی۔ خاندان باتو کے خاتمے کے بعد خاندان شیبان کے بعض افراد خان اعظم کے درجے تک پہنچے۔ اغلب خیال یہ ہے کہ متخام خاندانوں (تو قتمش کی شکست کے بعد) کے دو امیر درویش خان اور سید احمد شیبانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

شیبانی خاندان کی اصلی شاخ اپنی ابتدائی قلمرو ہی میں رہ گئی۔ جہاں یہ تیومن کی زار کہلاتی تھی اور کچھ عرصے کے لیے سائبیریا کے ایک بڑے حصے پر بھی حکمران رہی۔ اگرچہ یہ شاخ ۱۶۵۹ء

تک باقی رہی۔ لیکن اس کا اقتدار کافی عرصہ پہلے زایل ہو چکا تھا اور صرف نام باقی رہ گیا تھا۔
۱۶۵۹ء میں اس کی سرزمین پر قبائل قلموق نے قبضہ کر لیا۔

اس شاخ میں سب سے اہم پولاد پسر منگو تیمور کی اولاد ہے جو کچھ عرصہ کے لیے قبائل سیر اردو کی خانِ اعظم بھی رہی ہے۔ پولاد کا ایک لڑکا ابراہیم خان بن بخارا کا جدا مجد تھا اور دوسرا عرب شاہ خانانِ خوارزم کا۔ حکومت بخارا کا بانی محمد شیبانی تھا۔ جو ابراہیم کے پوتے ابو الخیر کا پوتا تھا۔ اس سلسلے کی بنیاد ۱۵۰۰ء میں ڈالی گئی تھی اور آج تک باقی ہے۔ ہاں اتنی تبدیلی ضرور ہوئی کہ روس نے ۱۸۶۸ء میں اس علاقے کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا اور اندرونی معاملات میں اسے آزادی دے دی۔ عرب شاہ (خانانِ خوارزم کا جدا مجد) اگرچہ سیر اردو کا خانِ اعظم نہیں بن سکا۔ لیکن ہمارے پاس اس کا ایک سکہ موجود ہے جو تو قتمش کے حملے سے پہلے دشت قچاق میں تیار کیا گیا تھا۔

ایلبرس خاں عرب شاہ کی پانچویں پشت میں سے تھا۔ جس نے محمد شیبانی کی وفات کے بعد تقریباً ۹۲۱ھ (۱۵۱۵ء) میں تمام ماوراء النہر کو فتح کر لیا تھا۔ اس کی اولاد خوانین خیوہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) میں خوارزم پر روسیوں نے قبضہ کر لیا۔ خوانین کا جو سلسلہ دولت تیموری کے اختتام کے بعد پیدا ہو گیا تھا، اس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بے جا نہیں ہوگا کہ جو جی کا ایک اور لڑکا توالی جو قبائل ہپنگ کا سردار تھا۔ روس کے جنوب میں دریائے بوگ کے ساحلی علاقے پہ متصرف تھا۔ یہ اسی نوگا کا جدا مجد ہے جو قبائل سیر اردو کے معاملات پر بڑی حد تک اثر انداز تھا۔ جب اس کی جنگ تو قتمش کے ساتھ ہوئی تو اس کے قبائل کو جو نوگا کے نام سے مشہور تھے، شکست ہوئی، یہ خود بھاگ کر دریائے والگا کے قریبی علاقوں میں آ گیا اور والگا ویمبا کے درمیانی علاقے کو اپنی چھاؤنی بنا لیا۔

اس شاخ کی پوری تاریخ ہمیں معلوم نہیں۔ بس اتنا ہی معلوم ہے کہ یہ لوگ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ہجرت کرتے رہتے تھے۔

۸۶۔ خاندان چغتائی

(ماوراء النہر)

۵۷۶۰ تا ۵۶۲۳

(۱۲۲۷ء تا ۱۳۵۸ء)

چنگیز کے تین بیٹوں یعنی اوکتا، تولی اور جوجی نے جن سلسلوں کی بنیاد ڈالی تھی۔ ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اب ہم ان سلسلوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو چغتائی اور اس کی اولاد نے شروع کیے تھے۔ یہ سلسلے ماوراء النہر (بخارا) کا شجر کے کچھ حصے، بلخ اور بدخشاں پہ حکومت کرتے رہے۔ خاندان چغتائی کی مفصل تاریخ ہمارے پاس موجود نہیں۔ صرف ان حملوں کے متعلق کچھ اطلاعات موجود ہیں جو اس خاندان نے ایران پہ کیے تھے یا ان کی باہمی خانہ جنگیوں کے متعلق کچھ مواد ملتا ہے۔ فہرست ذیل میں اوکتائے خاندان کے دو امیر بھی شامل ہیں۔ جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ چغتائیوں کے ہاں اوکتائیوں کو کتنی اہمیت حاصل تھی۔ اس خاندان کے امراء کا شجرہ نسب اور تواریخ جلوس وغیرہ مشکوک ہیں اور اس لیے مندرجہ ذیل فہرست محض ظنی ہے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۲۳	چغتائی	۱۲۲۷
۶۳۹	قراہولاگو	۱۲۴۲
۶۴۵	بیسو منگو	۱۲۴۷
۶۵۰	قراہولاگو (دو بارہ)	۱۲۵۲
۶۵۹	ارغنه خاتون	۱۲۵۲
۶۶۳	القو	۱۲۶۱
۶۶۳	مبارک شاہ	۱۲۶۶

۱۲۲۶	براق خان	۶۶۸
۱۲۷۰	نیک پائے	۶۷۰
۱۲۷۲	طغا تیمور	تقریباً ۶۷۲
۱۲۷۳ تقریباً	دوخان	۷۰۶
۱۳۰۶	کنجوک خان	۷۰۸
۱۳۰۸	تالی کو	۷۰۹
۱۳۰۹	کپک خان	۷۰۹
۱۳۰۹	ہیسون بوغا	تقریباً ۷۱۸
۱۳۱۸	کپک خان (دوبارہ)	۷۲۱
۱۳۲۱	ایل چیکدائے	۷۲۱
۱۳۲۱	دو تیمور	۷۲۱
۱۳۲۲	ترمشیریں	۷۲۲
۱۳۲۲-۱۳۳۰	سنجر؟	۷۲۲-۷۳۰
۱۳۳۳	جن کشائے	۷۳۳
۱۳۳۵ تقریباً	بوزون	تقریباً ۷۳۵
۱۳۳۹ تقریباً	ہیسون تیمور	تقریباً ۷۳۹
۱۳۴۰ تقریباً	علی (ازادلوس اوگتائی)	تقریباً ۷۴۱
۱۳۴۲ تقریباً	محمد	تقریباً ۷۴۳
۱۳۴۳	غازان	۷۴۴
۱۳۴۶	دانشمند چہ (ازادلوس اوگتائی)	۷۴۷
۱۳۴۸-۱۳۵۸	بویان قلی	۷۴۹-۷۶۰

(۷۷۱ھ میں بد نظمی اور ۷۷۲ھ میں امیر تیمور کا تسلط)

- ۱۔ مغلوں کے متعلق تمام تفصیل "فہرست مسکوکات شرقی" کی جلد ششم سے لی گئی ہے یہ کتاب برٹش میوزیم میں موجود ہے اور سر ہنری ہوورث Sir Henry Howorth کی کتاب تاریخ کا اقتباس ہے۔
- ۲۔ تفصیل کے لیے ہوورث کی تاریخ جلد اول صفحہ ۴۹-۱۱۵ ملاحظہ ہو۔
- ۳۔ Hia
- ۴۔ زنگاریا۔ مشرقی ترکستان کے ایک صوبے سنکیانگ Sinkiang کا ایک ضلع۔
- ۵۔ نووگراڈ۔ ماسکو سے تین سو میل مشرق کی طرف ایک شہر۔
- ۶۔ کراکو۔ پولینڈ کا ایک شہر۔
- ۷۔ پست۔ ڈینیوب کے کنارے ہنگری کا ایک مشہور شہر۔
- ۸۔ لےٹز۔ جرمنی کا ایک شہر۔
- ۹۔ محمد۔ طغا تیمور اور جہاں تیمور کو شیخ حسن بزرگ نے ایلخان بنایا۔ دوسری طرف ساقی بیک اور اس کے شوہر سلیمان کو شیخ حسن خورد نے اور نوشیروان کو امیر اشرف چوپانی نے تخت حکومت پہ بٹھایا۔ یہ سب ایلخان خاندان ہلاکو سے تھے۔ طغا تیمور چنگیز کے بھائی کی اولاد سے تھا اور نوشیروان کا نسب نامہ معلوم نہیں۔
- ۱۰۔ قپچاق۔ روس کا علاقہ جس کی زمینوں کو والگا اور ڈان Don سے پانی ملتا ہے۔ اس کی ایک سرحد ڈنیپر Dnieper دوسری بحیرہ اسود اور تیسری بحیرہ خزر ہے۔
- ۱۱۔ تفتاز کے دو دریا۔
- ۱۲۔ اس کا پورا نام سمارک Samark تھا اور صوبہ زرفشاں کا ایک حصہ تھا۔ ۱۸۸۷ء میں اسے ایک علیحدہ صوبہ بنا دیا گیا۔ موجودہ شکل میں اس کا رقبہ ۲۶۶۲۷ مربع میل ہے۔

ایران

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک
چودھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

- ۸۷۔ آل جلائر (عراق)
۸۸۔ آل مظفر (فارس)
۸۹۔ سرداران (خراسان)
۹۰۔ ملوک کرت (ہرات)
تیموریان (باب سیزدہم)
۹۱۔ قراویون لو (آذربائیجان)
۹۲۔ اق قویون لو (آذربائیجان)
۹۳۔ صفویہ
۹۴۔ افغانہ
۹۵۔ افشاریہ
۹۶۔ زندیہ
۹۷۔ قاجاریہ

ایران

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

چودھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

جب ایلخانیوں کا زوال شروع ہوا تو چند ایک ذی اثر مقامی روساء کے دل میں ہوس اقتدار پیدا ہوئی۔ چنانچہ آل جلائر نے عراق اور آذربائیجان پہ قبضہ کر لیا اور آق قویوں لو و قرا یون لو کے خروج تک ان ممالک پہ قابض رہے یہ ہر دو سلسلے ترکمانوں کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

مشرقی صوبوں پر آل مظفر کا قبضہ ہو گیا تھا۔ یہ خاندان مدت تک شیخ ابواسحاق اور خاندان اسخو کے باقی افراد کے خلاف جو اصفہان میں اقامت گزین تھے۔ برسر پیکار رہا۔ اسی طرح شمال مشرقی خراسان سرمداروں اور ملوک کرت کے درمیان استخوان نزاع بنا رہا اور یہ جھگڑے اس وقت ختم ہوئے، جب امیر تیمور نے ۷۸۷ھ - ۷۹۶ھ (۱۳۸۴ء - ۱۳۹۴ء) کے حملوں میں ان علاقوں پہ قبضہ کر لیا اور ایک صدی تک اس کی اولاد خراسان و ہرات پہ حکمران رہی۔

دسویں صدی ہجری کے آغاز میں شاہ اسماعیل صفوی نے ان تمام علاقوں پہ قبضہ کر لیا۔ جہاں تیموری، ترکمان اور دیگر چھوٹے چھوٹے خاندان حکومت کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد خراسان کا بھی الحاق کر لیا اور اس طرح ایک ایسی سلطنت قائم کی۔ جس کی حدود آج تک بعینہ قائم ہیں۔ ہاں اس سے انکار نہیں کہ بعض مغربی علاقے سلطنتِ ترکی کا حصہ بن چکے ہیں۔

۸۷۔ آل جلائر

(عراق وغیرہ)

۷۳۶ھ تا ۸۱۴ھ

(۱۳۳۶ء تا ۱۴۱۱ء)

روساء جلائر کو ایلکانی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے ابوسعید بہادر خان کی وفات کے بعد ایران پہ قبضہ کر لیا تھا۔ جیسے کہ ہم صفحات گذشتہ میں بیان کر چکے ہیں۔ اس سلسلے

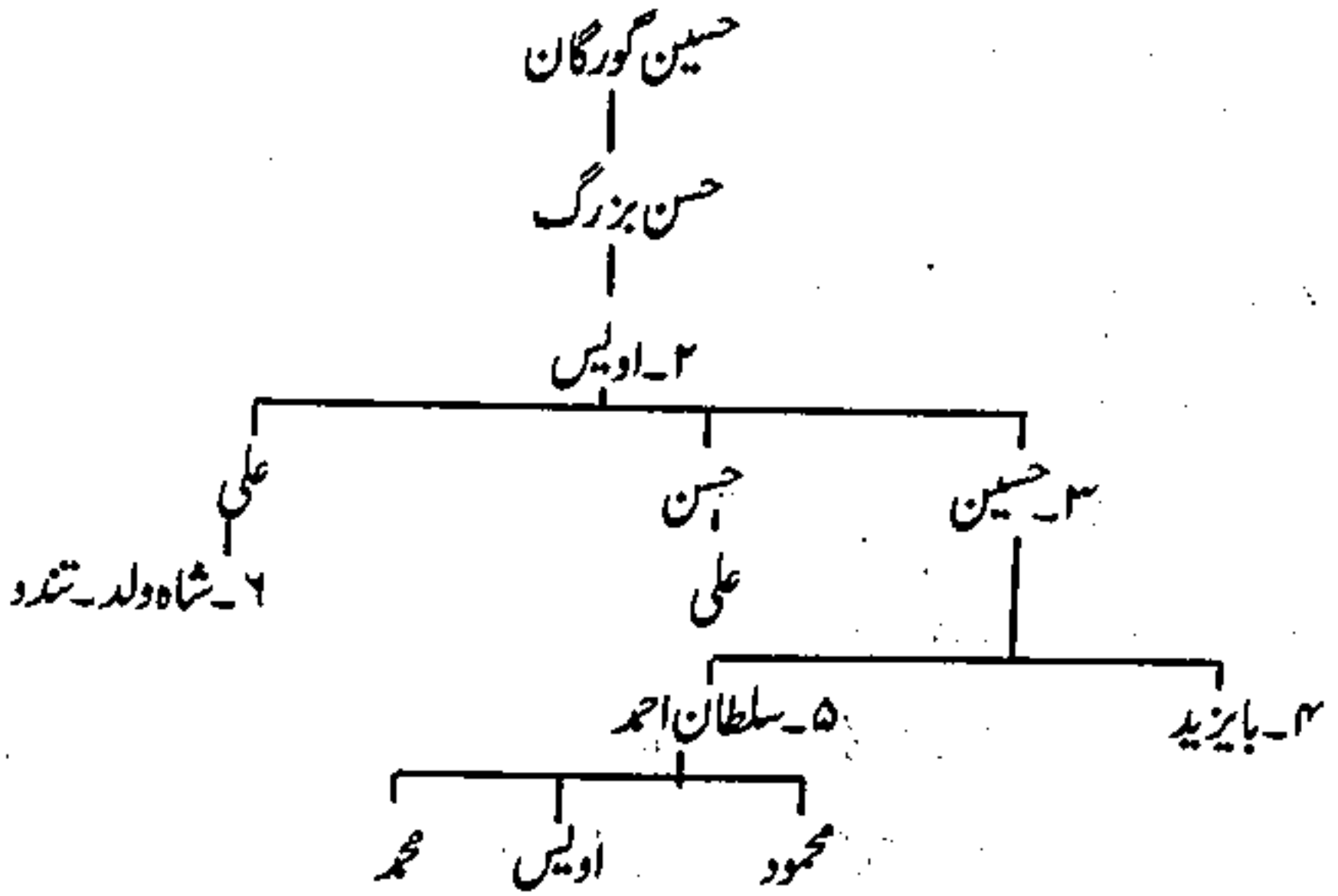
کے بانی شیخ حسن بزرگ نے اہلخانوں کے تخت کے لیے تین امیدوار پیدا کر دیے تھے۔ اس گزبڑ سے فائدہ اٹھا کر عراق پر قبضہ جمالیا اور بغداد کو اپنا پایہ تخت بنا لیا تھا۔

اس کے بیٹے اولیس نے جو ۷۵۷ھ (۱۳۵۶ء) میں باپ کا جانشین ہوا تھا۔ آذربائیجان اور تبریز شاہان ازبک سے چھین لیے۔ ۷۵۹ھ میں موصل اور ۷۶۶ھ میں دیار بکر پہ تسلط جمالیا۔ اس کا جانشین حسین تھا۔ جس نے آل مظفر اور ترکمانان قرہ قویوں لو سے تعلقات بگاڑ لیے۔ یہ ترکمان ان دنوں ارمینیا اور جھیل دان کے جنوبی علاقے پر حکومت کر رہے تھے۔ ۷۷۹ھ میں حسین اور ترکمانوں میں صلح ہو گئی۔ جب ۷۸۲ھ (۱۳۸۲ء) میں حسین کی وفات ہو گئی تو اس کی سلطنت اس کے دو بیٹوں میں بٹ گئی۔ آذربائیجان اور عراق سلطان احمد کے حصے میں آئے اور کردستان کا ایک حصہ صرف ایک سو برس کے لیے بایزید کو مل گیا۔ جب ۷۸۶ھ - ۷۸۸ھ (۱۳۸۴ء)۔ ۷۸۷ھ کے درمیانی عرصے میں امیر تیمور نے شمالی ایران اور ارمنستان پر قبضہ کر لیا۔ اور ۷۹۶ھ (۱۳۹۳ء) میں بغداد، الجزیرہ، دیار بکر اور دان کو ہتھیایا تو سلطان احمد بھاگ نکلا اور مصر کے مملوک بادشاہ برقوق کے ہاں پناہ لی۔ جب امیر تیمور واپس چلا گیا تو اسی بادشاہ کی مدد سے دوبارہ بغداد پر قبضہ کر لیا۔

اس تاریخ سے لے کر امیر تیمور کی وفات (۸۰۷ھ - ۱۴۰۵ء) تک سلطان احمد کے دن نہایت پریشانی کے عالم میں بسر ہوئے۔ آبائی سلطنت کے علاقے یکے بعد دیگرے ہاتھ سے نکلتے گئے۔ گو ۸۰۸ھ میں ایک مرتبہ پھر یہ بغداد کے تخت پر قابض ہو گیا تھا۔ لیکن اس حالت کو دوام نصیب نہ ہوا۔ اس لیے کہ اس نے قرا یوسف ترکمان کے ساتھ جنگ چھیڑ رکھی تھی۔ ۸۱۳ھ (۱۴۱۰ء) میں قرا یوسف نے آذربائیجان پہ ایک شدید حملہ کیا اور سلطان احمد قتل ہو گیا۔ سلطان احمد کے عم زاد بھائی شاہ ولد نے ۸۱۳ھ (۱۴۱۱ء) تک بغداد کو اپنے قبضے میں رکھا اور شاہ ولد کی بیوی تندو (جس نے پہلے سلطان برقوق سے نکاح کر لیا تھا) کچھ عرصے تک واسطہ، بصرہ اور شوستر پر شاہرخ تیموری کی خراج گزار بن کر حکومت کرتی رہی۔ ۸۱۹ھ میں شاہ ولد کا بیٹا محمود تندو کا جانشین بن گیا اور اس کے دو بھائی اولیس (۸۲۲ھ - ۸۲۹ھ) اور محمد نیز ایک اور رشتہ دار یعنی حسین اس حکومت

میں شریک تھے۔ آخر امرائے قرہ قویون لو نے اس سلسلے کو ختم کر دیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۳۶	شیخ حسن بزرگ	۱۳۳۶
۷۵۷	شیخ اولیس	۱۳۵۶
۷۷۷	حسین	۱۳۷۷
۷۸۲-۷۸۵	بایزید (کردستان)	۱۳۸۲-۱۳۸۳
۷۸۴	سلطان احمد	۱۳۸۲
۸۱۳-۸۱۴	شاہ ولد	۱۴۱۰-۱۴۱۱



۸۸۔ آل مظفر

(فارس، کرمان اور کردستان وغیرہ)

۵۷۹۵ تا ۵۷۱۳ھ

(۱۳۱۳ء تا ۱۳۹۳ء)

اس سلسلے کا بانی امیر مظفر حاجی غیاث الدین خراسانی کے دختر زادوں میں سے تھا۔ اس نے ایلخانی دربار میں چند ایک منصب حاصل کیے اور پھر مہید (اصفہان کے قریب کوئی مقام) کا حاکم مقرر ہو گیا۔ ۵۷۱۳ھ (۱۳۱۳ء) میں اس کا لڑکا مبارز الدین محمد والد کا جانشین بنا اور ۵۷۱۹ھ (۱۳۱۹ء) میں یزد اور فارس میں سلطان ابوسعید کی طرف سے اور چند اور مناصب پہ فائز رہا۔ ۵۷۲۱ھ (۱۳۲۰ء) میں کرمان پہ قبضہ کر لیا۔ اور شیخ ابواسحاق انجو کے خلاف مسلسل زور آزمائی کے بعد ۵۷۵۴ھ (۱۳۵۳ء) میں شیراز اور فارس پہ قبضہ کر لیا۔ ۵۷۵۸ھ (۱۳۵۶ء) میں اصفہان لے لیا اور شیخ ابواسحاق کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد مبارز الدین نے آذربائیجان پہ حملہ کیا اور جب تبریز کے شمال میں پہنچا تو اس کے لڑکوں نے اسے تخت سے محروم کر دیا۔ ۵۷۵۹ھ (۱۳۵۷ء) میں اس کی آنکھیں نکال ڈالیں۔ یہاں تک کہ ۵۷۶۵ھ (۱۳۶۳ء) میں قید خانے ہی میں راہی ملک بقا ہو گیا۔ اس کے جانشین کرمان، فارس اور کردستان پر تیمور کے حملے (۵۷۸۹ھ - ۱۳۸۷ء) تک قابض رہے۔ ایران کا مشہور شاعر حافظ شاہ شجاع مظفر کا درباری شاعر تھا۔

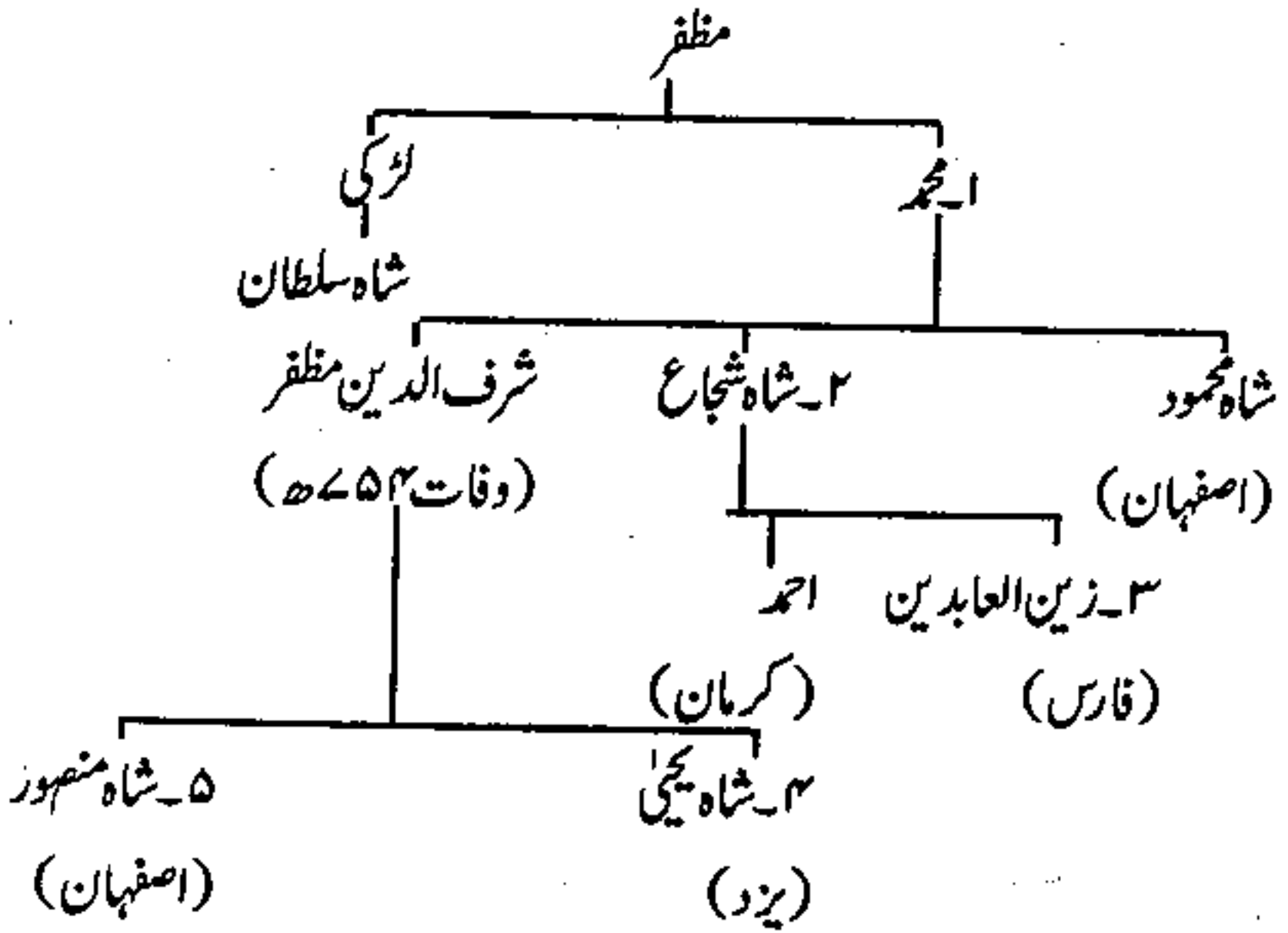
سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۱۳	مبارز الدین محمد بن مظفر	۱۳۷۸
۷۵۹	جلال الدین شاہ شجاع	۱۳۸۸
۷۸۶-۷۸۹	مجاہد الدین زین العابدین	۱۳۸۷-۱۳۸۴

(اسے تیمور نے ملک سے نکال دیا تھا)

شاہ یحییٰ (یزد)

سلطان احمد کے ہم عصر امرا کرمان میں ۱۳۸۷-۱۳۹۳ ۷۸۹-۷۹۵

شاہ منصور (اصفہان)



۸۹- سربداران

(خراسان)

۷۳۷ھ تا ۸۳۸ھ

(۱۳۳۷ء تا ۱۳۸۱ء)

عبدالرزاق خراسان کے ایک گاؤں باشتین کا رہنے والا تھا۔ کچھ مدت تک ابوسعید خاں کے دربار میں رہا۔ ۷۳۷ھ (۱۳۳۷ء) میں اپنے گاؤں والوں کو ساتھ ملا کر حاکم خراسان کے خلاف، جس کے مظالم ناقابل برداشت ہو چکے تھے، بغاوت کر دی۔ یہ لوگ اپنے آپ کو 'سربہ دار' کہتے تھے اور ان کا نعرہ یہ تھا کہ یا تو دشمن کو لے مریں گے یا اپنا سردار کے حوالے کر دیں گے۔ ان بزرگوں نے کچھ عرصے کے بعد سبزوار اور گردونواح کے علاقوں پہ قبضہ کر لیا اور قریباً پچاس برس

تک اس پر مسلط رہے۔ اس عرصے میں بارہ امیر یکے بعد دیگرے تخت امارت پہ بیٹھے۔ جن میں سے نوقتل ہو گئے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۳۷	عبدالرزاق بن فضل اللہ	۱۳۳۷
۷۳۸	وجیہ الدین مسعود	۱۳۳۸
۷۴۳	آئے تیمور محمد	۱۳۴۳
۷۴۶	اسفندیار	۱۳۴۶
۷۴۷	فضل اللہ	۱۳۴۶
۷۴۸	شمس الدین علی	۱۳۴۷
۷۵۳	یحییٰ	۱۳۵۲
۷۵۶	ظہیر الدین	۱۳۵۵
۷۶۰	حیدر قصاب	۱۳۵۹
۷۶۰	لطف اللہ	۱۳۵۹
۷۶۱	حسن دامغانی	۱۳۶۰
۷۸۳-۷۶۶	علی موید	۱۳۸۱-۱۳۶۴

(اس سلسلے کو تیمور نے ختم کیا)

۹۰۔ امرائے کرت

(ہرات)

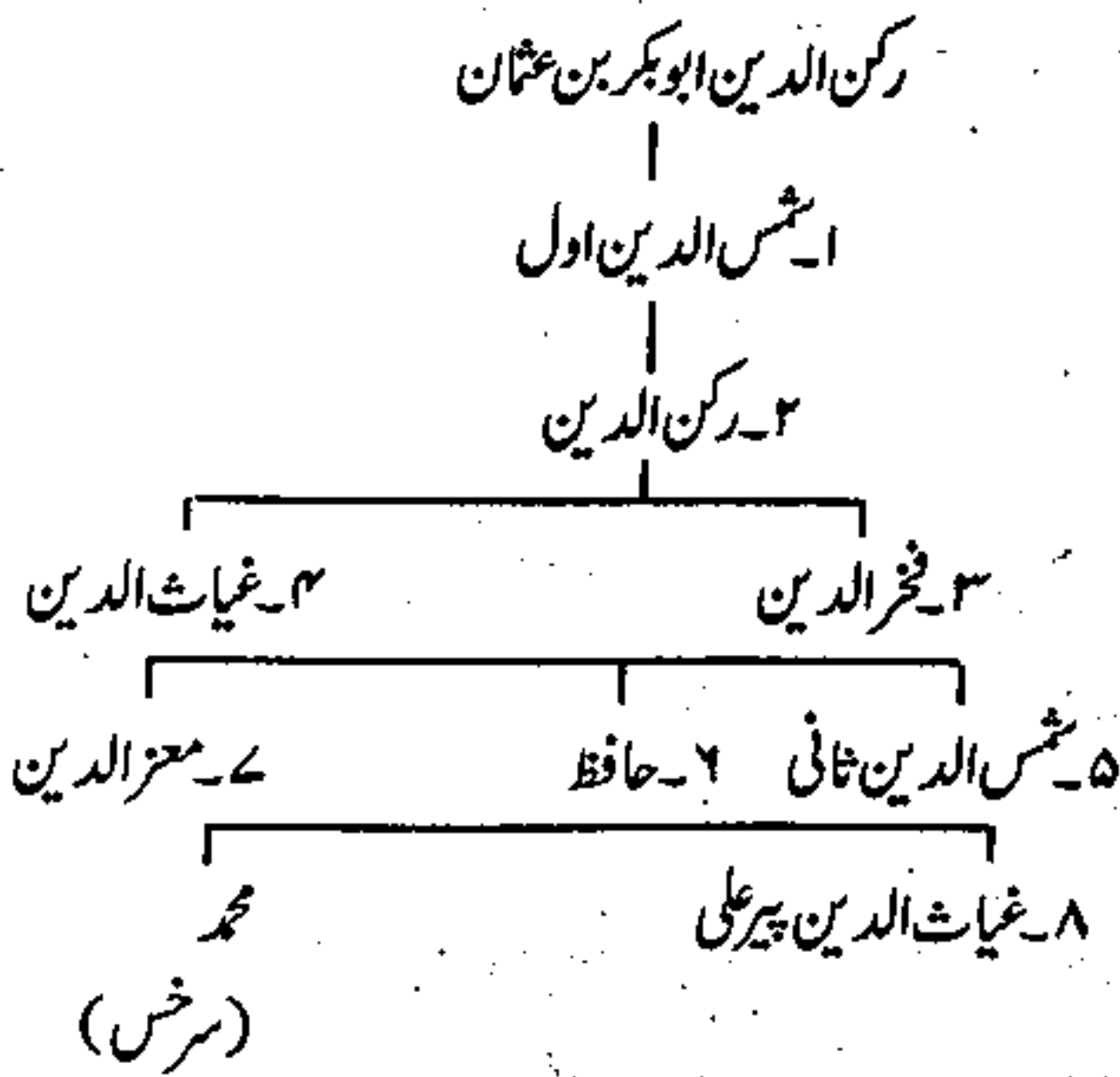
۷۲۳ تا ۷۹۱ھ

(۱۲۳۵ء تا ۱۳۸۹ء)

امرائے کرت غوریوں کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اس وقت سے ایران کے بعض علاقوں پہ حکومت کر رہے تھے جب مغل ایران میں داخل ہوئے تھے۔ جب مغلوں کا زوال شروع ہوا تو ان امراء نے خراسان میں اور زیادہ اقتدار حاصل کر لیا۔ ۷۸۳ھ (۱۳۸۱ء

تک جب امیر تیمور نے ہرات پر قبضہ کیا تھا، یہ لوگ آزاد رہے۔ بعد میں تیمور کے ماتحت زندگی گزارتے رہے۔ آخر ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) میں بالکل مٹ گئے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۲۳	شمس الدین اول	۱۲۲۵
۶۸۲-۶۷۷	رکن الدین	۱۲۸۳-۱۲۷۸
۶۸۲	فخر الدین	۱۲۸۵
۷۰۸	غیاث الدین	۱۳۰۸
۷۲۹	شمس الدین ثانی	۱۳۲۸
۷۳۰	حافظ	۱۳۲۹
۷۳۲	معز الدین	۱۳۳۱
۷۷۲-۷۹۱	غیاث الدین پیر علی	۱۳۷۰-۱۳۸۹



۹۱۔ امرائے قرہ قویون لو

(آذربائیجان وغیرہ)

۸۰۷ھ تا ۸۷۳ھ

(۱۳۷۸ء تا ۱۳۶۹ء)

آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ترکمانوں کا ایک گروہ جو اپنے جھنڈے کے رنگ اور دیگر علامات کی وجہ سے اپنے آپ کو قرہ قویون لو (سیاہ گوسفندوں کے مالک) کہتا تھا۔ جھیل دان کے جنوبی علاقوں پہ قابض ہو گیا اور سلطان حسین جلائر کی مدد سے ایک سلسلہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔

اس سلسلے کے دوسرے فرمان روا قرایوسف کو امیر تیمور نے کافی عرصے تک اپنے ملک سے جلا وطن کیے رکھا۔ لیکن گاہے ماہے وہ اپنے وطن میں واپس بھی آتا رہا۔ جب امیر تیمور ۸۰۷ھ میں فوت ہو گیا۔ تو قرایوسف نے اپنی قلمرو پہ پھر قبضہ کر لیا اور چھ برس بعد آل جلائر کے علاقوں کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ۸۷۳ھ (۱۳۶۹ء) میں اس سلسلے کو آق قویون لو کے امیر اوزون حسن نے ختم کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۸۰	قرامحمد	۱۳۷۸
قریباً ۷۹۰	قرایوسف	۱۳۸۸
۸۰۲	تیمور کاغلبہ	۱۴۰۰
۸۰۸	قرایوسف (دوبارہ)	۱۴۰۵
۸۲۳	اسکندر	۱۴۲۰
۸۴۱	چہان شاہ	۱۴۳۷
۸۷۳-۸۷۲	حسن علی	۱۳۶۹-۱۳۶۷

(اس سلسلے کو امرائے قویون لو نے ختم کیا)

۹۲۔ امراء آق قویون لو

(آذربائیجان وغیرہ)

۷۹۰ تا ۷۸۰ھ

(۱۵۰۲ء تا ۱۳۷۸ء)

یہ امراء آذربائیجان اور دیار بکر میں قرہ قویون لو کے مد مقابل تھے اس سلسلے نے ایک سو تیس برس تک حکومت کی لیکن کسی سے شکست نہیں کھائی۔ اسماعیل صفوی پہلا حملہ آور تھا جس نے جنگ شرور ۹۰۷ھ (۱۵۰۲ء) میں اس کو شکست دی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۸۰	قرا یوق عثمان	۱۳۷۸
۸۰۹	حزہ	۱۴۰۶
۸۲۸	جہانگیر	۱۴۲۴
۸۷۱	اوزون حسن	۱۴۶۶
۸۸۳	خلیل	۱۴۷۸
۸۸۴	یعقوب	۱۴۷۹
۸۹۶	بایسنقر	۱۴۹۰
۸۹۷	رستم	۱۴۹۱
۹۰۲	احمد	۱۴۹۶
۹۰۳	مراد	۱۴۹۷
۹۰۵	الوند	۱۴۹۹
۹۰۶	محمد	۱۵۰۰
۹۰۷-۹۰۸	مراد (دوبارہ)	۱۵۰۱-۱۵۰۲

(اس سلسلے کو صفویہ نے ختم کر ڈالا)

۹۳-۹۷۔ شاہانِ ایران

۹۰۷ھ تا ۱۳۲۳ھ

(۱۵۰۲ء تا ۱۹۲۵ء)

ایرانی بادشاہوں کے پانچ سلسلے تھے۔ جن کا حسب و نسب جدا جدا تھا یعنی صفویہ، افغانہ، افشاریہ، زندیہ اور قاچاریہ۔ صفویوں کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ عربی النسل ہیں اور امام موسیٰ کاظم (وفات ۱۸۳ھ ساتویں امام) کی اولاد ہیں۔ اس خاندان کے بعض بزرگ تقدس میں کافی شہرت کے مالک تھے۔ ان میں سے ایک شیخ صفی الدین اور بلی ہیں۔ جن کے نام میں مناسبت سے ان کی اولاد صفویہ کہلاتی تھی۔

شیخ صفی الدین سے چار پشت بعد ان کا ایک پوتا حیدر نامی پیر و مرشد ہونے کے علاوہ جنگجویی میں بھی خاصی شہرت کا مالک تھا۔ اس نے اوزون حسن (آق قویونلو) کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس کا تیسرا (لڑکا اسماعیل صفوی والد کے ارادوں کو پورا کرنے کے لیے) ایک خاصی فوج لے کر روانہ ہوا۔ پہلے شروان کو فتح کیا۔ شروان کے مقام پر ۹۰۷ھ (۱۵۰۲ء) کے موسم بہار میں ترکمانوں کو شکست دی۔ تبریز کو پایہ تخت قرار دیا اور پھر ایران کے باقی علاقوں کو فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔

تیموری امراء اور باقی چھوٹے چھوٹے خاندان سب اس کے مطیع ہو گئے اور صرف چند سال کے عرصے میں اس نے پہلے خراسان اور پھر ہرات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد جنوبی ایران پہ اپنا تسلط جمایا اور اس طرح اپنی قلمرو کی سرحدیں ایک طرف چینوں سے خلیج فارس تک اور دوسری طرف فرات سے افغانستان تک وسیع کر لیں۔

چونکہ سلطنت صفویہ کی سرحدیں قلمرو عثمانی سے مل گئی تھیں۔ شیعہ سنی کا اختلاف بہت بڑھ گیا تھا اور شیعہ مذہب کے مبلغ کافی تعداد میں قلمرو عثمانیہ میں داخل ہو چکے تھے اس لیے صفویوں اور عثمانیوں کی کشیدگی جنگ تک پہنچ گئی۔ سلطان سلیم خاں اول ایشیائے صغیر میں چالیس ہزار شیعہوں کو

گرفتار اور قتل کرنے کے بعد شاہ اسماعیل کے مقابلہ میں آیا۔ ترکی فوج میں ۸۰ ہزار سوار اور ۴۰ ہزار پیادے تھے۔ یہ لڑائی جنگ چالدرراں ۹۲۰ھ (۱۵۱۴ء) کے نام سے مشہور ہے۔ سنان پاشا (ترکی سپہ سالار) کی ہشیاری اور نئی چری فوج کی شجاعت کی بدولت شاہ اسماعیل کو شکست ہوئی۔ سلطان سلیم تبریز میں داخل ہو گیا۔ دیار بکر اور چند گردونواحی علاقوں کے الحاق کے بعد ایران میں آگے بڑھنے کا ارادہ ترک کر دیا اور مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ لیکن ایرانیوں اور عثمانیوں کی لڑائیاں بعد میں بھی جاری رہیں۔ گرجستان اور ارمنستان کے صوبے کئی مرتبہ اس ہاتھ سے اس ہاتھ گئے اور ۱۰۴۸ھ (۱۶۳۸ء) میں سلطان مراد رابع نے عراق کو قلمرو عثمانیہ میں شامل کر لیا۔

ایران کی شمالی سرحدوں پر ازبکوں کے حملے جاری تھے اور افغانستان کا یہ حال تھا کہ کبھی ایران کا حصہ بن جاتا تھا اور کبھی ہندوستان کا۔ ۱۱۶۰ھ (۱۷۴۷ء) میں احمد خاں درانی نے افغانستان پر مستقل قبضہ کر لیا۔ بابر جو ہندوستان میں مغل سلطنت کا بانی تھا، شاہ اسماعیل کا حلیف تھا۔ اس لیے کہ بابر کا لڑکا ہمایوں شاہ طہماسب کی امداد سے حکومت ہند حاصل کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

فرماں روا یان صفوی میں سب سے مشہور شاہ عباس (۹۸۵ھ - ۱۰۳۸ھ) (۱۵۸۷ء - ۱۶۲۹ء) ہے۔ جس نے سرانٹھونی شرلے Sir Anthony Shirley کی مدد سے ایران کے چند مغربی صوبے عثمانیوں سے واپس لے لیے تھے۔ عباس کا دور حکومت علوم و فنون، ترقیات داخلی اور بہترین سیاست خارجی کا زمانہ تھا۔ سلطان سلیمان خان اعظم۔ اکبر بادشاہ اور ملکہ الزبتھ اس کے ہم عصر تھے۔ یکا یک حالات کچھ ایسے پیدا ہو گئے۔ مثلاً محمود افغان کا ایران پر حملہ۔ ہرات اور مشہد کا فتح ہونا۔ شاہ سلطان حسین کی شکست ۱۱۳۵ھ (۱۷۲۲ء) میں اصفہان کا ہاتھ سے نکل جانا اور کئی ماہ تک پایہ تخت کا محاصرہ رہنا کہ دولت صفویہ ختم ہو گئی۔ گو اس خاندان کے بعض افراد بعض صوبوں اور خصوصاً ماژندان میں کچھ عرصہ کے لیے برسر اقتدار رہے لیکن مسلسل دس برس تک ہر طرف بد نظمی رہی۔ روسیوں اور ترکوں نے کئی علاقے دبوچ لیے اور آخر کار نادر شاہ افشار نے اس بہانے پر کہ وہ خاندان صفویہ کو حکومت واپس دلانا چاہتا ہے۔ عنان اقتدار خود سنبھال لی اور ۱۱۴۸ھ

(۱۷۳۶ء) میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

نادر شاہ نے نہ صرف مملکت ایران کی حدود کو آخری نقاط تک وسیع کر لیا۔ بلکہ افغانستان پہ بھی قبضہ جمالیا۔ ۱۱۳۹ھ میں کابل اور قندھار فتح کیے۔ پھر لاہور کا رخ کیا۔ ۱۱۵۱ھ (۱۷۳۸ء) کے موسم بہار میں دہلی کو تباہ کیا اور آخر شہنشاہ ہند سے صلح کرنے کے بعد دریائے انک کو اپنی سرحد مقرر کیا۔ اس کی سلطنت کی شمال مغربی سرحد قفقاز تھی۔

خاندان افشار کے صرف چار بادشاہ تھے۔ آخر میں گڑ بڑ پھیل گئی آزاد خان افغان نے آذربائیجان علی مردان خان بختیاری نے اصفہان محمد حسن قاچاری نے استراہاد پہ قبضہ کر لیا۔ نیز کریم خان زندی نے شاہرخ افشاری پر تاج و تخت لینے کے لیے حملہ کر دیا۔

زندی خاندان خراسان کے بغیر باقی سارے ایران پر ۱۱۶۳ھ (۱۷۵۰ء) سے لے کر ۱۱۹۳ھ (۱۷۷۹ء) تک حکومت کرتا رہا اور خراسان پر شاہرخ کی جو بوڑھا ہونے ہونے کے علاوہ اندھا بھی تھا حکومت رہی۔

کریم خان کی وفات کے بعد آغا محمد خان قاچاری اور زندی شاہزادوں کے درمیان قریباً بارہ برس تک لڑائی جاری رہی۔ آخر قاچاری جیت گئے اور قریباً ڈیڑھ سو برس تک حکومت کی۔

۹۳۔ صفوی

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۰۷	اسماعیل اول	۱۵۰۲
۹۳۰	طہاسب اول	۱۵۲۴
۹۸۴	اسماعیل ثانی	۱۵۷۶
۹۸۵	محمد خدا بندہ	۱۵۷۸
۹۸۵	عباس اول	۱۵۸۷
۱۰۳۸	صفی اول	۱۶۲۹

۱۶۴۲	عباس ثانی	۱۰۵۲
۱۶۶۷	سلیمان اول	۱۰۷۷
۱۶۹۴	حسین اول	۱۱۰۵
۱۷۲۲	طہاسب ثانی	۱۱۳۵
۱۷۳۶-۱۷۳۱	عباس ثالث	۱۱۴۸-۱۱۴۳

۹۴- افاغنه

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۷۲۲	محمود	۱۱۳۵
۱۷۲۹-۱۷۲۵	اشرف	۱۱۳۲-۱۱۳۷

۹۵- افشاریہ

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۷۳۶	نادر	۱۱۴۸
۱۷۴۷	عادل	۱۱۶۰
۱۷۴۷	ابراہیم	۱۱۶۰
۱۷۸۶-۱۷۴۸	شاہ رخ	۱۲۱۰-۱۱۶۱

۹۶- زندیہ

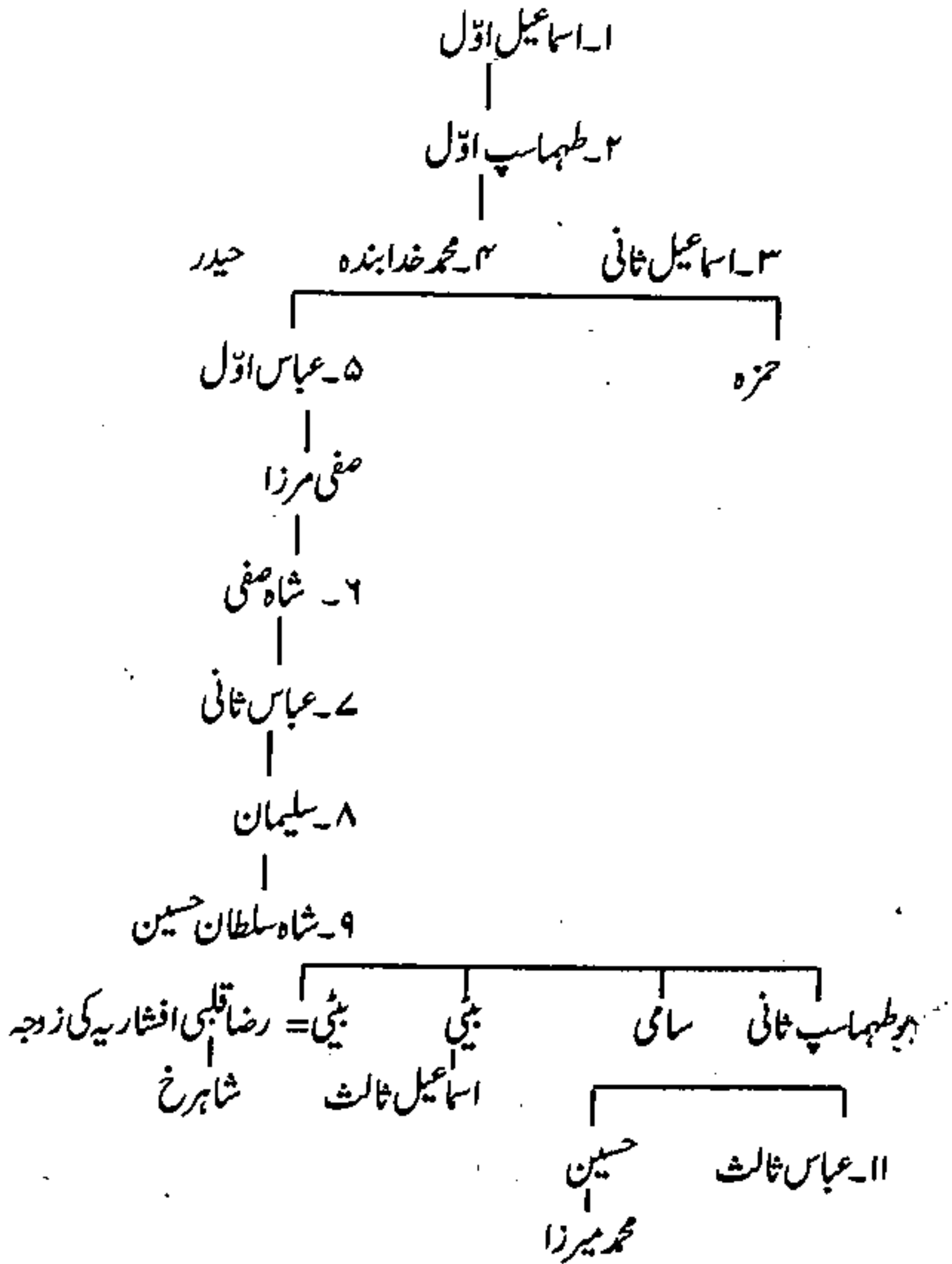
سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۷۵۰	کریم خاں	۱۱۶۳
۱۷۷۹	ابوالفتح	۱۱۹۳

۱۷۷۹	علی مراد	۱۱۹۳
۱۷۷۹	محمد علی	۱۱۹۳
۱۷۷۹	صادق	۱۱۹۳
۱۷۸۲	علی مراد (دوبارہ)	۱۱۹۶
۱۷۸۵	جعفر	۱۱۹۹
۱۷۸۹-۱۷۹۳	لطف علی	۱۲۰۳-۱۲۰۹

۹۷- قاچاریہ

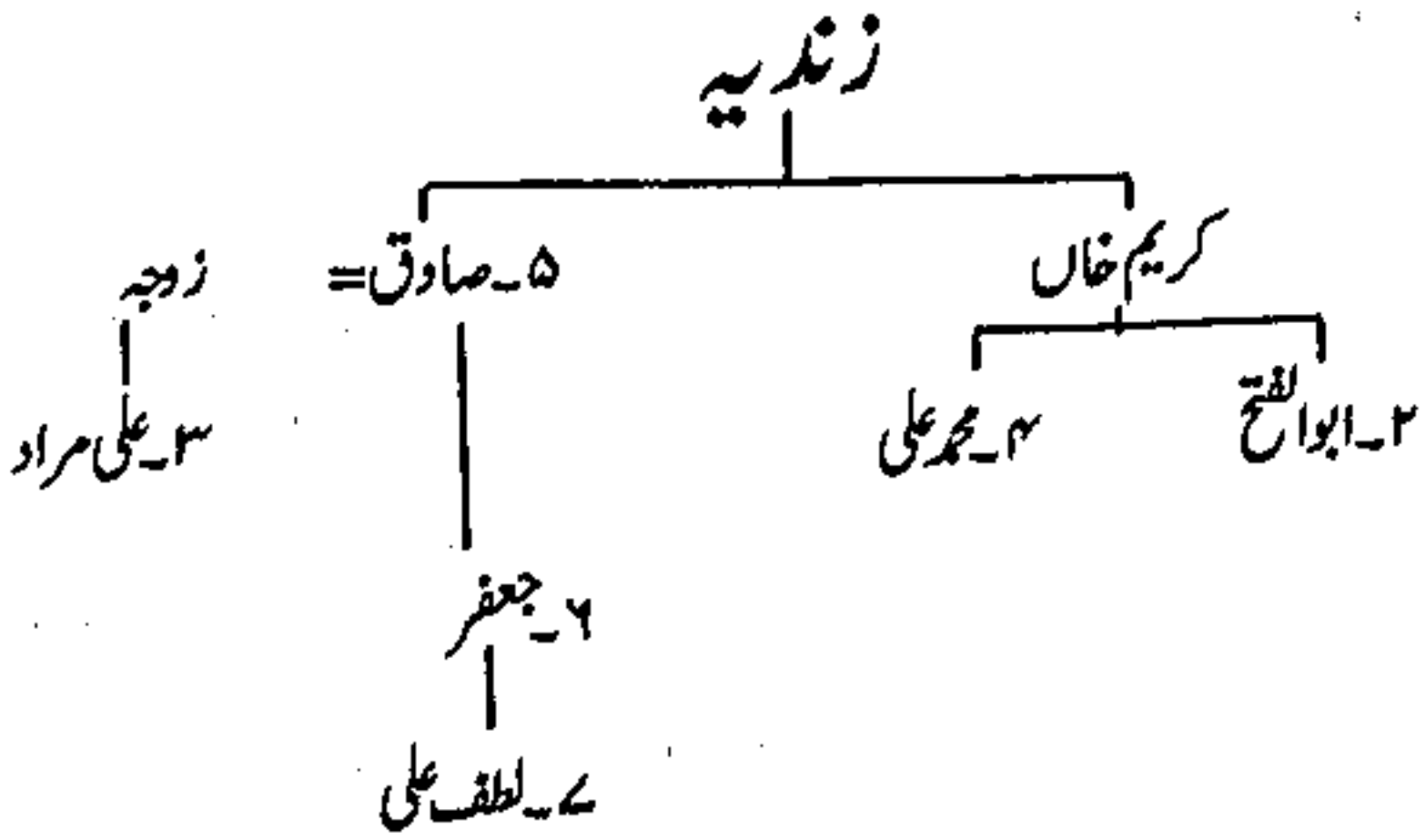
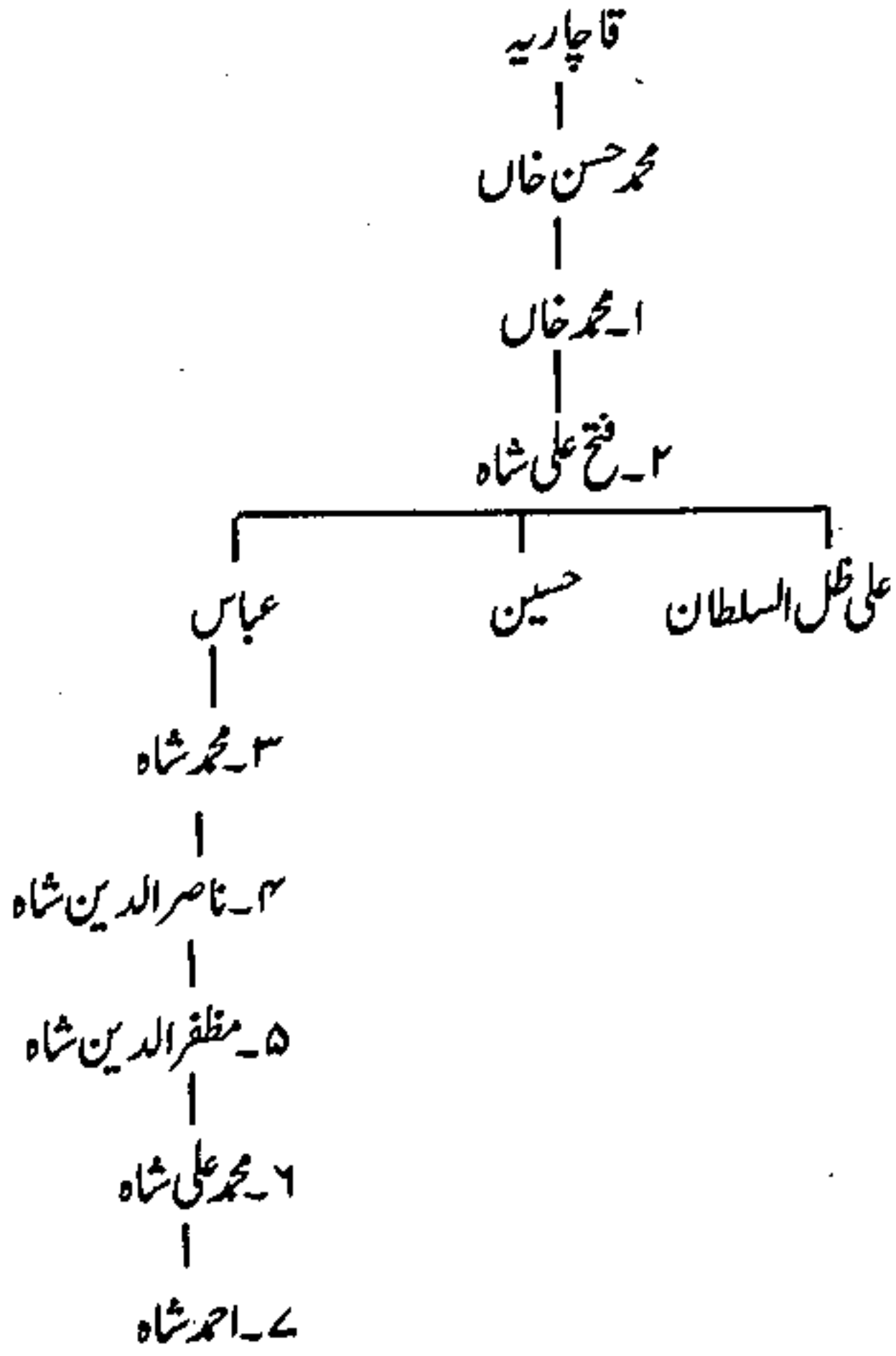
سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۷۷۹	آقا محمد خان	۱۱۹۳
۱۷۹۷	فتح علی شاہ	۱۲۱۱
۱۸۳۳	محمد شاہ	۱۲۵۰
۱۸۴۸	ناصر الدین شاہ	۱۲۶۴
۱۸۹۶	مظفر الدین شاہ	۱۳۱۴
۱۹۰۶	محمد علی شاہ	۱۳۲۴
۱۹۰۸-۱۹۲۵	احمد شاہ	۱۳۲۶-۱۳۳۴

صفویہ

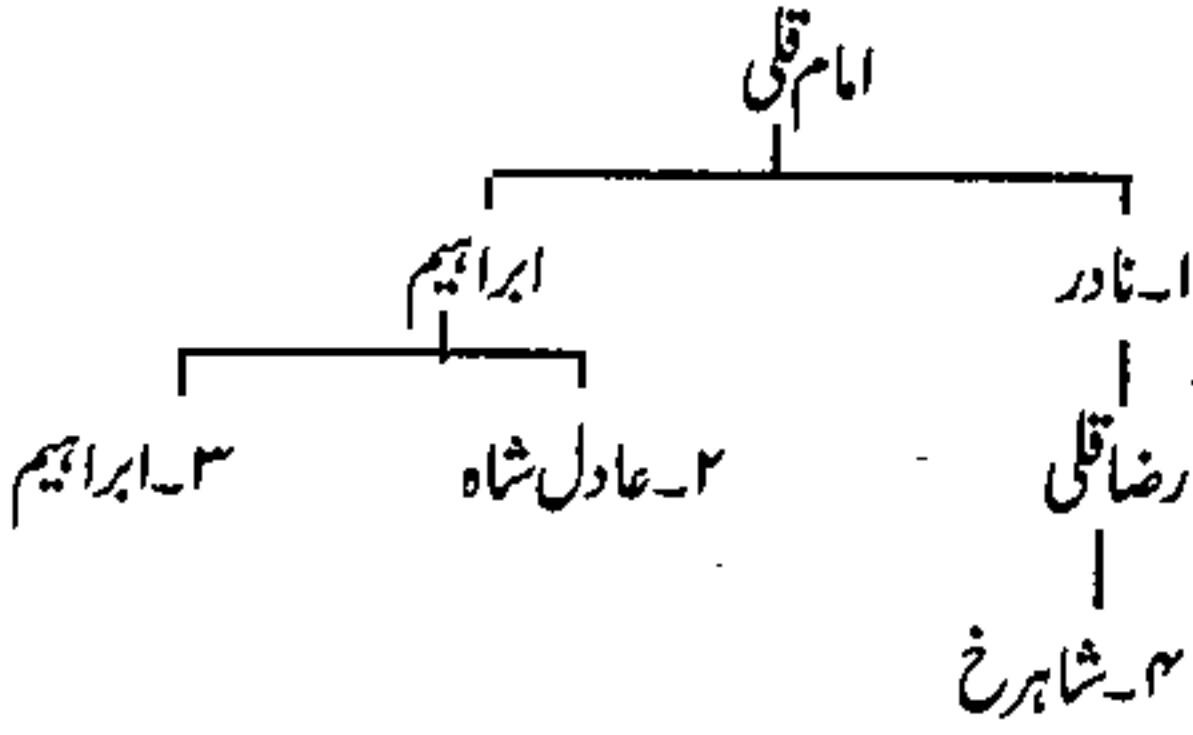


- ۱۔ سرانٹھونی کو شاہ عباس نے ایرانی فوج کی تنظیم و تربیت پر مقرر کیا تھا۔
۲۔ احمد شاہ ایک عیاش اور نااہل فرمانروا تھا۔ چنانچہ محمد رضا شاہ پہلوی نے (جو ایک فوجی سردار تھے) فوج کو ساتھ ملا کر طہران پہ قبضہ کر لیا اور احمد شاہ کو معزول کر دیا۔
- | | | |
|------|--------------------|------|
| ۱۳۴۳ | محمد رضا شاہ پہلوی | ۱۹۲۵ |
| ۱۳۶۰ | محمد شاہپور | ۱۹۳۱ |

قاچاریہ



افشاریہ



ماوراء النہر

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک
چودھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

۹۸-	تیموری
۹۹-	شیبانی
۱۰۰-	امرائے جانی ہشتر خاں
۱۰۱-	امرائے منگیت
۱۰۲-	خانانِ خوقند
۱۰۳-	خانانِ خیوہ

ماوراء النہر

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک
چودھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

۹۸۔ تیموری

۷۷۱ھ تا ۹۰۶ھ

(۱۳۶۹ء تا ۱۵۰۰ء)

امیر تیمور یا تیمور لنگ۔ جسے انگریز Tamerlane کہتے ہیں، کا سلسلہ نسب چنگیز سے جاملتا ہے۔ تیمور کے اجداد میں سے ایک فرد چغتائی بن چنگیز (امیر ماوراء النہر) کے ہاں وزیر تھا۔ تیمور ۷۳۶ھ (۱۳۳۵ء) میں پیدا ہوا۔ بڑا ہوا تو طغای تیمور نے اسے حاکم کش بنا دیا۔ کچھ عرصے تک سیور غتمش خاں (ایک چغتائی فرمانروا) کا وزیر بھی رہا۔ ۷۷۱ھ (۱۳۶۹ء) سے ذرا پہلے تیمور نے اپنے آقا سیور غتمش کو تمام اختیارات سے محروم کر دیا۔ ہر چند کہ سیور غتمش اور اس کا بیٹا محمود ۸۰۰ھ (۱۳۹۷ء) تک فرمانروا رہے۔ لیکن حکومت کے تمام اختیارات تیمور کے ہاتھ میں تھے۔

۷۸۲ھ (۱۳۸۰ء) میں امیر تیمور نے ایران پہ چڑھائی شروع کی اور صرف سات سال کی مدت میں خراسان، جرجان، مازندران، سیستان، افغانستان، فارس، آذربائیجان اور کردستان کو فتح کر لیا۔ جب قیچاق کے بادشاہ تو قتمش نے ماوراء النہر پہ حملہ کیا تو امیر تیمور ۷۹۰ھ (۱۳۸۸ء) میں اپنے پایہ تخت کی طرف لوٹ آنے پر مجبور ہو گیا۔ ۷۹۳ھ (۱۳۹۱ء) میں تو قتمش کو سخت شکست دی اور جب چار سال بعد تو قتمش نے دوبارہ حملہ کیا تو اسے پھر شکست دی۔

۷۹۵ھ (۱۳۹۳ء) میں تیمور نے آل جلائر سے بغداد چھین لیا اور الجزیرہ پہ قبضہ کر لیا۔
 ۸۰۰ھ میں ہندوستان پہ حملہ کیا اور ۸۰۱ھ میں دہلی اور کشمیر کو فتح کر لیا۔ امیر تیمور کی مغربی مہم جو
 ۸۰۳ھ (۱۴۰۱ء) میں شروع ہوئی تھی، اس کی آخری اور سب سے بڑی مہم تھی۔ اسی سال یہ فاتح
 گورگانی اناطولیہ میں داخل ہوا۔ دیو اس اور ملاطیہ کو فتح کرنے کے بعد عثمانیوں کو انقرہ میں ایک
 زبردست شکست دی۔ سلطان بایزید خان کو قید کر لیا۔ ایشائے صغیر کے چھوٹے چھوٹے سلسلوں کو
 دوبارہ زندہ کر دیا۔ حلب، دمشق وغیرہ یعنی سارے شام سے ممالیک مصر کو نکال کر خود مالک بن
 بیٹھا۔ جب ۸۰۷ھ (۱۴۰۵ء) میں تیمور چین کو مسخر کرنے کے ارادے باندھ رہا تھا تو فرشتہ
 اجل نے اسے آلیا اور موضع اترار میں ستر برس کی عمر میں اس دنیا سے چل بسا۔

تیموری فتوحات کی بدولت ماوراء النہر کو ایک بے مثال اہمیت حاصل ہو گئی تھی اور سمرقند ایک
 ایسی عظیم الشان سلطنت کا پایہ تخت بن گیا تھا جو دہلی سے دمشق اور بحیرہ خوارزم (یورال) سے خلیج
 فارس تک پھیلی ہوئی تھی۔

چونکہ یہ فتوحات فوری اور ناگہانی حملوں کا نتیجہ تھیں۔ اس لیے انہیں بقا حاصل نہ ہوئی۔
 چنانچہ بعض ممالک حملوں کے بعد فوراً سنبھل گئے تھے۔ بایں ہمہ ایران کا ایک بہت بڑا حصہ
 افغانستان اور ماوراء النہر تیموری سلطنت میں شامل رہے۔

چونکہ تیموری حملوں نے امرائے کرت آل مظفر اور آل جلائر کو ختم کر دیا تھا اور ترک اناطولیہ
 کے صوبے میں محصور ہو کر رہ گئے تھے اور کوہ ہندو کش سے لے کر بحیرہ روم تک کوئی باقاعدہ سلطنت
 باقی نہیں رہی تھی۔ اس لیے ہر طرف بد نظمی کا دور دورہ تھا۔ جونہی تیمور کی وفات ہوئی تو ترک اور
 آل جلائر اپنے علاقوں کو واپس لینے کے لیے اٹھ پڑے اور بڑی حد تک کامیاب ہو گئے۔ آل تیمور
 کے پاس صرف شمالی ایران باقی رہ گیا جس پر یہ لوگ قریباً ایک صدی تک حکومت کرتے رہے اور
 صفویہ کی ابھرتی ہوئی طاقت کا بھی کچھ دیر تک مقابلہ کرتے رہے۔

جب دسویں صدی ہجری میں آل شیبان (ازنسل چنگیز) نے تیموری پایہ تخت پہ قبضہ کر لیا تو
 تیموری قلمرو صرف بخارا تک محدود ہو چکی تھی۔ آنے والے جدول میں تیمور کے ان بیٹوں کا ذکر کیا

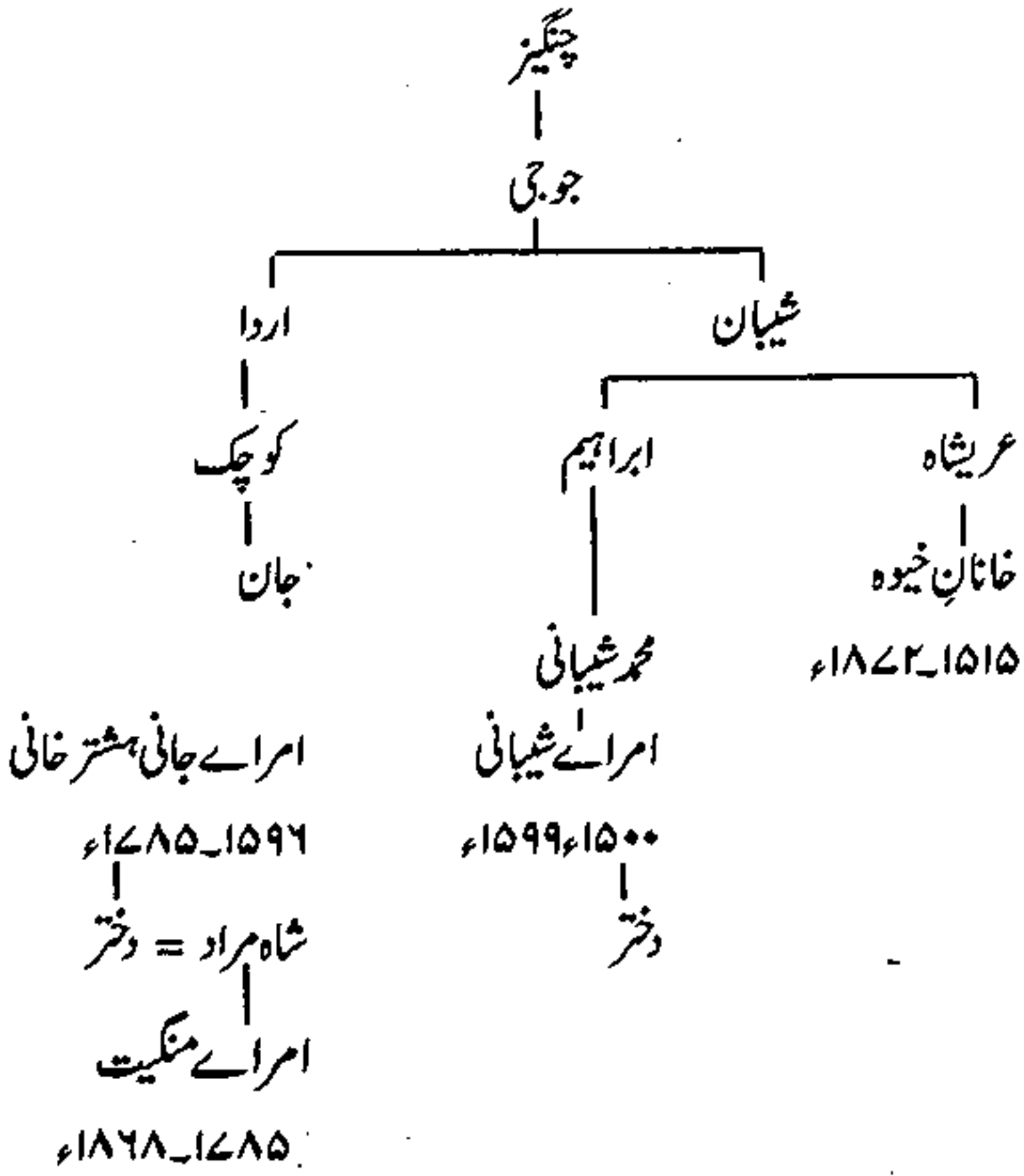
گیا ہے جو تیموری سلطنت کی تقسیم کی خاطر ایک دوسرے سے لڑتے رہے اور یہی خانہ جنگی آخر ان کی تباہی کا سبب بنی۔

تیمور کا بیٹا شاہ رخ قدرے عقل مند تھا۔ اس نے اپنے خاندانی جھگڑوں کو کچھ دیر تک دبائے رکھا اور سلطنت کی وحدت کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن جب ۸۵۰ھ (۱۴۴۷ء) میں اس کی وفات ہوئی تو اس کی قلمرو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گئی اور آخر کار امرائے شیبانی و صفوی نے ان ٹکڑوں کو اپنی سلطنتوں میں شامل کر لیا۔ اس افتاد کے باوجود آل تیمور پوری طرح ختم نہ ہوئی بلکہ بابر نے ہندوستان میں ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو قریباً ساڑھے تین سو برس جاری رہی اور جسے یورپ میں سلطنت مغول اعظم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۷۱	تیمور	۱۳۶۹
(۷۷۱ھ سے ۸۰۰ھ تک سیور غتمش اور محمود بظاہر فرمانروا رہے۔ لیکن دراصل حکومت تیمور کی تھی)		
۸۱۲-۸۰۷	خلیل	۱۴۰۴-۱۴۰۹
۸۰۷	شاہ رخ	۱۴۰۴
۸۵۰	الغ بیگ	۱۴۴۷
۸۵۳	عبداللطیف	۱۴۴۹
۸۵۴	عبداللہ	۱۴۵۰
۸۵۵	ابوسعید	۱۴۵۲
۸۷۲	احمد	۱۴۶۷
۸۹۹	محمود	۱۴۹۳
۹۰۰-۹۰۶	دورہ بد نظمی	۱۴۹۴-۱۵۰۰

(اس سلسلے کو امرائے شیبانی نے ختم کیا)

جدول جس سے خوانین ماوراء النہر کا باہمی تعلق معلوم ہو سکتا ہے۔



۹۹۔ امراے شیبانی

۹۰۶ھ تا ۱۰۰۷ھ

(۱۵۰۰ء تا ۱۵۹۹ء)

جب سلسلہ تیموری کے آخری فرماں روا محمود کے تین لڑکے باقی ماندہ سلطنت کی تقسیم پہ جھگڑ رہے تھے تو اس وقت ایک نیا خاندان برسرِ اقتدار آ گیا تھا۔ جس نے ماوراء النہر کے چھوٹے چھوٹے امیروں کو مٹا کر ایک طاقت ور سلطنت کی بنیاد ڈال دی تھی۔ یہ لوگ ازبک کہلاتے تھے۔ جنہوں نے چنگیزی خاندان کے ایک قابل اور آخری سپہ سالار یعنی محمود شیبانی کو اپنا سردار بنا کر یہ سلسلہ شروع کیا تھا۔

شیبانی خاندان کے آباؤ اجداد کا ذکر ہم پیشتر کر چکے ہیں۔ یہ لوگ پہلے ساہیاری میں مقیم تھے

اور ٹیومین Tiumene کے علاقے پر حکومت کیا کرتے تھے۔ ان کا ایک گروہ محمود شیبانی کی قیادت میں ماوراء النہر کی طرف بڑھا جہاں بچے کھچے تیموری امراء کا خاتمہ کرنے کے بعد اپنی حکومت کی بنیاد ڈال دی۔ بخارا، اور خیوہ کے خوانین بھی اسی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ آخر کار روس نے ان تمام خاندانوں کو یکے بعد دیگرے مٹا ڈالا۔

ماوراء النہر میں ازبکوں کی کئی شاخیں تھیں۔ اول۔ امرائے شیبانی جو دسویں صدی ہجری کے آغاز سے انتہا تک اس خطے پہ حکومت کرتے رہے۔ اسی خاندان کی ایک شاخ یعنی امرائے خوارزم نے خیوہ پہ علیحدہ حکومت قائم کر لی تھی اور سلاطین صفویہ نے شیبانیوں سے خراسان چھین لیا تھا۔ دوم۔ امرائے جانی جنہیں ہشتر خانی بھی کہا جاتا ہے۔ آل شیبان سے ایک ناطہ کی وجہ سے منسلک تھے۔ یہ لوگ گیارہویں صدی میں ماوراء النہر کے ایک حصے پہ حکومت کرتے رہے۔ سوم۔ امرائے منکیت جنہوں نے بخارا پہ قبضہ کر لیا تھا۔ سلطنت بخارا کے زوال کے اسباب یہ تھے: اول خوقند میں ایک نیا سلسلہ قائم ہو گیا تھا۔ جس نے بخارا کو کمزور کر دیا تھا۔ دوم۔ تاشقند اور اوراپتہ نے علم آزادی بلند کر دیا تھا۔ سوم۔ افغانستان میں درانیوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔

بالآخر ۱۸۶۸ء اور ۱۸۷۲ء کے درمیانی عرصے میں بخارا، خیوہ اور خوقند سب پر روسی قبضہ ہو گیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۰۶	محمد شیبانی	۱۵۰۰
۹۱۶	کوچکونجی	۱۵۱۰
۹۳۷	ابوسعید	۱۵۳۰
۹۴۰	عبید اللہ	۱۵۳۳
۹۴۶	عبداللہ اول	۱۵۳۹
۹۴۷	عبداللطیف	۱۵۴۰
۹۵۹	نوروز احمد	۱۵۵۱
۹۶۳	پیر محمد اول	۱۵۵۵
۹۶۸	اسکندر	۱۵۶۰
۹۹۱	عبداللہ ثانی	۱۵۸۳
۱۰۰۶	عبداللہ موہن	۱۵۹۸

(اس سلسلے کو امراء ہشترخانی نے ختم کیا)

امراء شیبانی کا پایہ تخت سمرقند تھا۔ اس وقت بخارا میں بھی ایک طاقت ور حکومت قائم تھی۔ کئی مرتبہ فرمانرواے بخارا نے سارے ماوراء النہر کو زیر نگین کیا۔ سمرقند کے ماتحت بخارا کو وہی اقتدار حاصل تھا۔ جو استراخانیوں کے نیچے پلخ کو۔

امراء بخارا

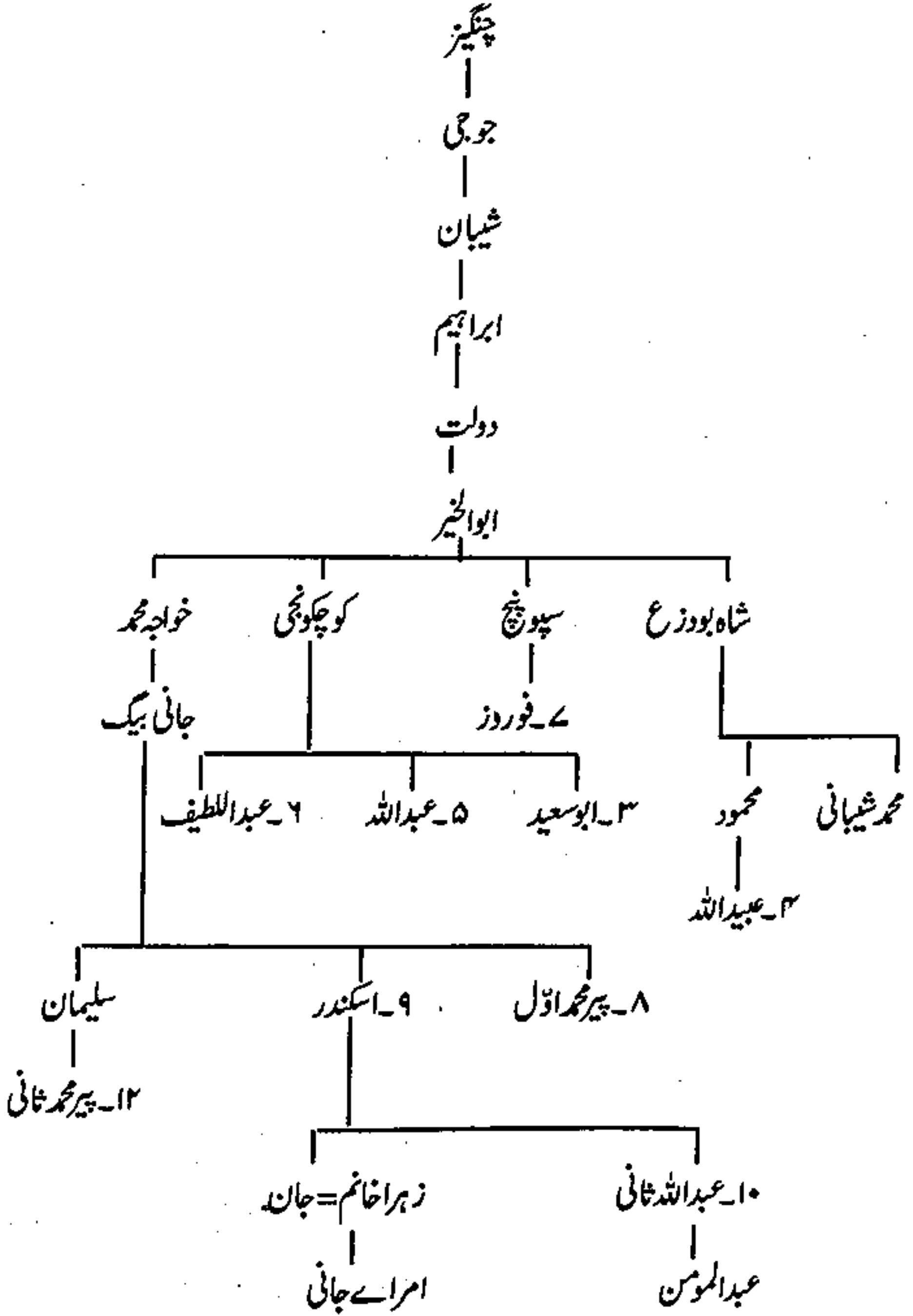
سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۳۷	عبدالعزیز	۱۵۳۰
۹۵۷	یار محمد	۱۵۴۹
۹۶۱	برہان سلطان	۱۵۵۳
۹۶۳	عبداللہ	۱۵۵۶

(سمرقند پہ بھی قبضہ کر لیا اور ۹۹۱ھ سے عبداللہ ثانی کہلانے لگا)

امراء سمرقند

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۶۸	خسرو سلطان	۱۵۶۰
۹۷۵	سلطان سعید	۱۵۶۷
۹۸۰	جواں مرد علی	۱۵۷۲
۹۸۶	عبداللہ (امیر بخارا)	۱۵۷۸

امرے شیبانی



۱۰۰۔ امراءِ جانی یا ہشترخانی

۱۰۰۷ھ تا ۱۲۰۰ھ

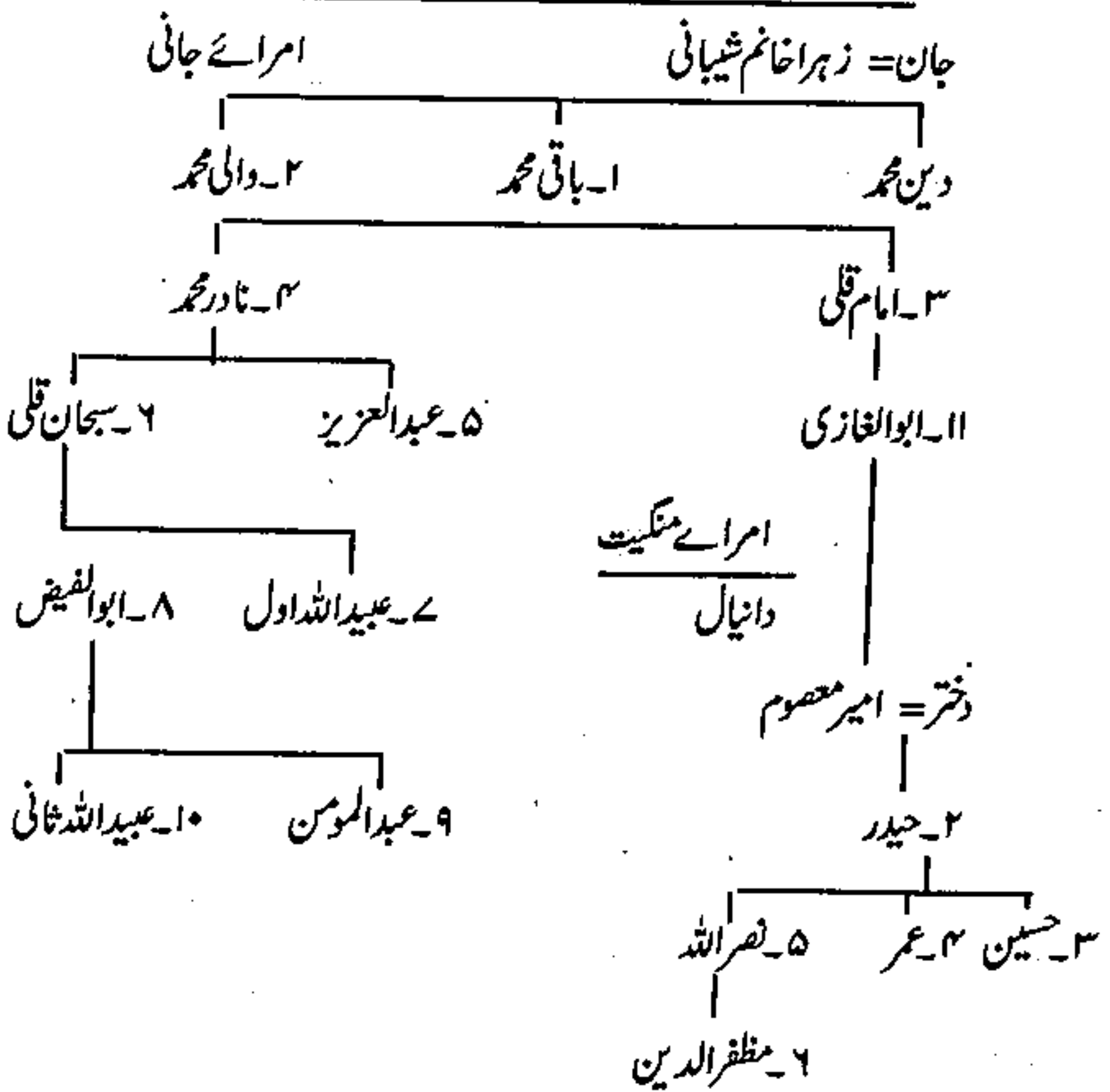
(۱۵۹۹ء تا ۱۷۸۵ء)

جب روس نے ہشترخانی امراء کو شکست دی تو دسویں صدی ہجری کے وسط میں اسی خاندان کے دو امیر یعنی یار محمد اور اس کا بیٹا جان بخارا میں اسکندر شیبانی کے ہاں پناہ گزیں ہوئے۔ اسکندر نے اپنی بیٹی جان کو دے دی۔ جس سے باقی محمد پیدا ہوا۔ باقی محمد ۱۰۰۷ھ (۱۵۹۹ء) میں اپنے ماموں عبداللہ ثانی شیبانی کا جانشین بن گیا۔ چنانچہ یہ اور اس کی اولاد گیارہویں صدی میں سمرقند، بخارا، فرغانہ، بدخشاں اور بلخ پہ حکومت کرتی رہی۔ یہ علاقے کبھی کبھی خود مختاری کا علم بھی بلند کرتے رہے۔

یہ خاندان جلدی کمزور ہو گیا اور افغانستان کے درانی امراء نے ۱۱۶۶ء کے بعد جیچوں کے جنوبی علاقوں کو ان امراء سے چھین لیا۔ علاوہ ازیں ۱۱۱۲ھ (۱۷۰۰ء) میں خوقند (فرغانہ) میں امراءِ جانی کا ایک رقیب سلسلہ پیدا ہو گیا جس نے اس خاندان کو مزید نقصان پہنچایا۔ آخر ۱۲۰۰ھ (۱۷۸۵ء) میں امراءِ منکیت نے اس سلسلے کو مٹا ڈالا۔ یہ سلسلہ ابوالغازی (آخری جانی امیر) کے زمانے ہی میں ابھرا تھا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۰۰۷	باقی محمد	۱۵۹۹
۱۰۱۳	والی محمد (حکمران بلخ ۱۰۰۷ھ سے)	۱۶۰۵
۱۰۱۷	امام قلی (وفات ۱۰۶۰ھ)	۱۶۰۸
۱۰۵۰	نادر محمد (وفات ۱۰۶۱ھ)	۱۶۳۰
۱۰۵۷	عبدالعزیز	۱۶۳۷
۱۰۹۱	سبحان قلی	۱۶۸۰

۱۷۰۲	عبید اللہ (۲۳ برس پہلے سے امیر بلخ)	۱۱۱۴
۱۷۰۵	ابوالفیض (۱۱۱۳ھ سے ۱۱۱۹ھ تک امیر بلخ)	۱۱۱۷
۱۷۳۷	عبدالمومن	۱۱۶۰
۱۷۵۱	عبید اللہ دوم	۱۱۶۴
۱۷۵۳	محمد رحیم منگیت	۱۱۶۷
۱۷۸۵-۱۷۵۸	ابوالغازی	۱۲۰۰-۱۱۷۱



۱۰۱۔ امراء منکیت

۱۲۰۰ھ تا ۱۲۸۳ھ

(۱۸۸۵ء تا ۱۸۶۸ء)

قبیلہ منکیت (چٹی ناک والے) قبیلہ نوگا سے خونی رشتہ رکھتا تھا۔ وہی نوگا جو دسویں صدی کے آغاز میں محمد شیبانی کے ہمراہ دشت قباچق سے آئے تھے۔ امراء ہشترخانی کے عہد میں منکیت کا اقتدار بڑھ گیا۔ بارہویں صدی کے نصف ثانی میں اس قبیلہ کے بعض امراء دربار بخارا میں وزارت کے منصب پر فائز ہو گئے اور کچھ مدت تک بخارا پہ حکومت بھی کرتے رہے ان کی سلطنت امراء شیبانی کی قلمرو سے کئی گنا وسیع تھی۔ معصوم شاہ نے درانیوں پہ کئی مرتبہ لشکر کشی کی اور ان ممالک پر جو ججوں کے جنوب میں واقع ہیں، عارضی طور پر قبضہ کر لیا۔ ۱۲۸۳ھ (۱۸۶۸ء) میں یہ امراء روس کے محکوم بن گئے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۲۰۰	میر معصوم شاہ مراد	۱۷۸۵
۱۲۱۵	حیدر تورا	۱۸۰۰
۱۲۳۲	حسین	۱۸۲۶
۱۲۳۲	عمر	۱۸۲۶
۱۲۳۲	نصر اللہ	۱۸۲۷
۱۲۷۷-۱۲۸۳	مظفر الدین	۱۸۶۰-۱۸۶۸

۱۰۲۔ خانانِ خیوہ

۹۲۱ھ تا ۱۲۸ھ

(۱۵۱۵ء تا ۱۸۷۲ء)

صفحات گذشتہ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ خوارزم یا خیوہ ایک عرصے تک شاہان ایران کا مرکز رہا۔ مغلوں کے حملہ کے بعد یہ علاقہ خوجی قبیلے کے قبضے میں آ گیا اور ماوراء النہر کے خوانین سے اس کا تعلق ٹوٹ گیا۔ امیر تیمور کے عہد میں دشتِ قچاق کے امراء اس پر مسلط ہو گئے۔ اس بد نظمی کے بعد جو تیموریوں کے آخری ایام میں پھیل گئی تھی، ازبکوں نے محمد شیبانی کی قیادت میں ماوراء النہر کی طرح خیوہ کو بھی فتح کر لیا اور ۹۲۱ھ (۱۵۱۵ء) سے اس علاقے پہ ازبکوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ اس سلسلہ کی ابتدائی تاریخ سے ہم پوری طرح واقف نہیں۔ خیوہ اور بخارا کے امراء مدتوں ایک دوسرے کے خلاف لشکر کشی کرتے رہے۔ ان لڑائیوں میں کبھی ایک جانب جیت جاتی اور کبھی دوسری ۱۱۵۳ھ (۱۷۴۰ء) میں نادر شاہ افشار نے خیوہ فتح کر لیا لیکن ایرانیوں کی حکومت یہاں صرف ایک سال رہی۔ اس کے بعد ازبکوں کی حکومت پھر قائم ہو گئی۔ جسے ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) میں ایک روسی سپہ سالار کاؤف مان نے ختم کر دیا اور یہ علاقہ روسی قلمرو کا ایک حصہ بن گیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۲۱	ایلبرس اول	۱۵۱۵
۹۳۱	سلطان حاجی	۱۵۲۵
	حسن قلی	
	صوفیان	
	بوجوغہ	
	اونک	

	کل	
۱۵۴۰ تقریباً	اگتائے	تقریباً ۹۴۶
۱۵۴۶ تقریباً	دوست	تقریباً ۹۵۳
۱۵۵۸	حاجی محمد اول	۹۶۵
۱۶۰۲	عرب محمد اول	۱۰۱۱
۱۶۲۳	اسفندیار	۱۰۳۲
۱۶۴۳	ابوالغازی اول	۱۰۵۳
۱۶۶۳	انوشہ	۱۰۷۴
۱۶۷۴ تقریباً	محمد اربک	تقریباً ۱۰۸۵
۱۶۸۷	اسحاق آقا شاہ نیاز	۱۰۹۹
۱۷۰۲	عرب محمد ثانی	۱۱۱۴
	حاجی محمد ثانی	
۱۷۱۴	یادگار	۱۱۲۶
۱۷۱۴	اربک	۱۱۲۶
۱۷۱۵	شیرغازی	۱۱۲۷
	ایلیس ثانی	
۱۷۴۰	نادر شاہ کا زمانہ	۱۱۵۳
۱۷۴۱	تجر (نادر شاہ کا حاکم)	۱۱۵۴
۱۷۴۱	ابو محمد	۱۱۵۴
	ابوالغازی ثانی	
۱۷۴۵	کیپ	۱۱۵۸
۱۷۷۰ تقریباً	ابوالغازی ثالث	تقریباً ۱۱۸۴

۱۸۰۴	ایلتر	۱۲۱۹
۱۸۰۶	محمد رحیم	۱۲۲۱
۱۸۲۵	الہقلی	۱۲۳۱
۱۸۴۲	رحیم قلی	۱۲۵۸
۱۸۴۵	محمد امین	۱۲۶۱
۱۸۵۵	عبداللہ	۱۲۷۱
۱۸۵۵	قتلغ محمد	۱۲۷۲
؟۱۸۵۶	سید محمد	۱۲۷۲
۱۸۷۵-۱۸۷۶	سید محمد رحیم	۱۲۸۲-۱۲۸۹

(اس سلسلے کو روسیوں نے ختم کیا)

۱۰۳۔ خانانِ خوقند

قریباً ۱۱۱۲ھ تا ۱۲۹۳ء

(۱۷۰۰ء تا ۱۸۷۶ء)

اس سلسلہ کا بانی شاہ رخ تھا جو اپنے آپ کو چنگیز کی نسل سے سمجھتا تھا اور جس نے قریباً ۱۱۱۲ھ (۱۷۰۰ء) میں فرغانہ میں اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تھا۔ ۱۲۱۵ھ (۱۸۰۰ء) میں تاشقند بھی قلمرو خوقند کا ایک حصہ بن گیا ۱۲۹۳ھ (۱۸۷۶ء) میں اس سلسلے کو روسیوں نے مٹا ڈالا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
قریباً ۱۱۱۲	شاہ رخ	۱۷۰۰ قریباً
	رحیم	
	عبدالکریم	
	اردنی	

۱۷۷۰	سلیمان	۱۱۸۴
۱۷۷۰	شاہرخ ثانی	۱۱۸۴
؟۱۷۷۰	زبوتہ	۱۱۸۴
۱۸۰۰	علیم	۱۲۱۵
۱۸۰۹	محمد عمر	۱۲۲۴
۱۸۲۲	محمد علی	۱۲۳۷
۱۸۳۰	شیر علی	قریباً ۱۲۵۶
۱۸۴۱	مراد	۱۲۶۱
۱۸۴۵	خدایار	قریباً ۱۲۶۱
۱۸۵۷	ملا	۱۲۷۳
۱۸۵۹	شاہ مراد	۱۲۷۵
۱۸۶۱	خدایار (دو بارہ)	قریباً ۱۲۷۷
۱۸۶۴	سید سلطان	قریباً ۱۲۸۰
۱۸۷۱	خدایار (سہ بارہ)	۱۲۸۸
۱۸۷۱-۱۸۷۶	ناصر الدین	۱۲۹۲-۱۲۹۳

(اس سلسلے کو روسیوں نے ختم کیا)

ہندوستان و افغانستان

چوتھی صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک
دسویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

غزنوی	۱۰۴-
غوری	۱۰۵-
سلاطینِ دہلی	۱۰۶-
سلاطینِ بنگالہ	۱۰۷-
سلاطینِ جوہپور	۱۰۸-
سلاطینِ مالوہ	۱۰۹-
سلاطینِ گجرات	۱۱۰-
سلاطینِ خاندیس	۱۱۱-
سلاطینِ بہمنی دکن	۱۱۲-
عمادشاہی (برار)	۱۱۳-
نظام شاہی (دکن)	۱۱۴-
شاہانِ بریدی بیدار	۱۱۵-
عادل شاہی بیجاپور	۱۱۶-
قطب شاہی (گولکنڈہ)	۱۱۷-
مغل	۱۱۸-
امراءِ افغانستان	۱۱۹-

ہندوستان و افغانستان

چوتھی صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

دسویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

ہندوستان کا کوئی قابل ذکر حصہ خلفاء کے قبضے میں کبھی نہیں آیا۔ ہاں تاریخ میں بعض ایسے مسلمانوں کا ذکر ملتا ہے جو ۴۴ھ (۶۶۳ء) میں کابل سے گزر کر ملتان تک پہنچے لیکن ان کا قیام عارضی تھا۔ ہاں ہندوستان پر جو حملے دریا کی طرف سے ہوئے، ان کے نتائج زیادہ دور رس تھے پہلی صدی ہجری میں کچھ مسلمان کراچی تک پہنچے اور ۹۲ھ (۷۱۱ء) میں حجاج بن یوسف (بصرہ کا مشہور حاکم) کے بھتیجے محمد بن قاسم نے سندھ کو ملتان تک مسخر کر لیا اور آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی۔ یہ علاقہ دوسو برس تک عرب فاتحین کے پاس رہا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ سمندر کی راہ سے مسلمان ہندوستان پر قبضہ نہ کر سکے۔ بلکہ تسخیر ہند کا خواب خشکی کے راستے سے پورا ہوا۔ بعض مسلمان حملہ آور کوہستان ہندوکش کے جنوبی علاقوں تک نکل آئے تھے۔ لیکن یہ صورت حال عارضی تھی۔ یعقوب بن لیث صفاری پہلا امیر ہے جس نے کابل کو فتح کر کے وہاں ایک مسلمان حاکم مقرر کیا۔ پہلے وہاں ہندو راجاؤں کے عامل ہوا کرتے تھے (برق) صفاریوں کے بعد سامانی کابل پر حکومت کرتے رہے۔ غزنوی خاندان کا بانی اول الپ تغین سامانیوں ہی کا ایک غلام تھا۔ جسے کابل میں مامور کیا گیا تھا۔

غزنوی پہلا خاندان ہے جس نے ہندوستان پہ کئی مرتبہ حملے کیے۔ اور لاہور کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ غزنویوں کے بعد غوری آئے، پھر سلاطین دہلی اور اس طرح نہ صرف تمام شمالی ہند مسلمانوں کے تصرف میں آ گیا بلکہ اس ملک میں اشاعت اسلام کا دروازہ بھی کھل گیا۔

جب سلاطین دہلی میں آثار ضعف نمودار ہو گئے اور یہ آپس میں لڑنے لگے تو بابر ہندوستان

میں آپہنچا۔ اس نے تمام چھوٹے بڑے سلسلوں کو ختم کر کے جھگڑوں کی بنیاد ہی اکھیڑ پھینکی اور بابر کے پوتے جلال الدین اکبر نے ہندوستان میں ایک ایسی شہنشاہیت کی بنیاد ڈالی جو ۱۸۵۷ء تک باقی رہی۔

۱۰۴۔ غزنوی

(افغانستان و پنجاب)

۳۵۱ھ تا ۵۸۲ھ

(۹۶۲ء تا ۱۱۸۶ء)

الپ تگین دربار سامانی میں ایک ترکی غلام تھا۔ جسے عبدالملک سامانی نے خراسان میں سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا۔ جب عبدالملک کی وفات ہو گئی تو ۳۵۱ھ (۹۶۲ء) میں الپ تگین غزنی (جہاں وہ پہلے بحیثیت گورنر کام کرتا تھا) میں واپس چلا گیا۔ غزنی کوہ سلیمان کے دامن میں ایک محفوظ شہر ہے۔ جہاں الپ تگین اعلان خود مختاری کے بعد اپنے آقاؤں کے حملوں سے بچ سکتا تھا۔ الپ تگین جلد ہی فوت ہو گیا اور اپنی قلمرو میں کوئی خاص توسیع نہ کر سکا۔ اس کا لڑکا اسحاق اور غلام بلکا تگین (جو الپ تگین کے بعد مندا مارت پہ جلوہ گر ہوئے تھے) بھی اس سمت میں کوئی قدم نہ اٹھا سکے۔ غزنوی خاندان کی شان و شہرت کا اصل بانی الپ تگین کا ایک اور غلام سبک تگین تھا جو اس کا داماد بھی تھا۔ سبک تگین نے سلطنت کو دو طرف سے وسیع کیا۔ مشرق میں ہندوستان کے راجپوتوں کو شکست دی اور پشاور شہر پہ قبضہ کر لیا اور مغرب میں خراسان کو اپنی قلمرو کا حصہ بنا لیا۔ ۳۸۴ھ (۹۹۴ء) میں نوح سامانی نے سبک تگین کو خراسان کا حاکم مقرر کر دیا اور یہ تقرری صلہ تھا اس کمک کا جو سبک تگین نے ماوراء النہر کی بغاوت فرد کرنے کے سلسلے میں بھیجی تھی۔

سبک تگین یا تو پرانے احسانات کی وجہ سے اور یا احتیاطاً بظاہر امرائے سامانی کی اطاعت کا دم بھرتا رہا۔ گویا اطاعت محض رہی تھی۔ ۳۸۷ھ (۹۹۷ء) میں سبک تگین کی وفات ہوئی اور یہ وہ دن تھے جب اس کی طاقت امرائے سامانی سے کئی گنا بڑھ چکی تھی۔

سبکتگین کا بیٹا محمود غزنوی تاریخ اسلام میں ایک نہایت اہم شخصیت ہے۔ محمود نے اپنے چھوٹے بھائی اسماعیل کو مسند حکومت سے اتارنے کے بعد سامانی امراء کی اطاعت کا جو اُتار پھینکا اور خلیفہ بغداد سے براہ راست غزنی و خراسان کی حکومت کا فرمان حاصل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد محمود اس قدر طاقت ور ہو گیا کہ خلیفہ بغداد بھی اس سے گھبرانے لگا۔

ایلخانیوں نے سامانیوں کو ختم کر دیا تھا۔ ان سے صلح کرنے کے بعد محمود ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور ۳۹۲ھ سے ۴۱۵ھ (۱۰۰۱ء، ۱۰۲۴ء) تک بارہ حملے کیے۔ کشمیر اور پنجاب کو روندنے کے بعد ۴۰۸ھ (۱۰۱۷ء) میں قنوج اور متھرا کو فتح کیا۔ ۴۱۵ھ (۱۰۲۴ء) میں سومنات کو تباہ کیا اور اسی سال گجرات کے پایہ تخت انہلو اڑھ کو مسخر کیا۔

ان حملوں سے محمود کا مقصد دو گونہ تھا (اول) ہندوستان کا کچھ حصہ حاصل کرنا اور (دوم) مشرکین ہند کو یہ بتانا کہ ان کے بت محض بے بس ہیں اور یہی وجہ ہے کہ دنیائے اسلام میں وہ بت شکن کے نام سے مشہور ہے۔ محمود سومنات و متھرا کے بت کدوں سے دولت کے انبار لے کر غزنی میں واپس آیا اور اسی تاریخ سے یہ تمام علاقے سلطنت غزنی کا حصہ بن گئے۔ گجرات کا راجہ دراصل محمود کا ایک گورنر تھا۔

ہندوستان سے فارغ ہونے اور ایلخانیوں سے مطمئن ہونے کے بعد ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) میں بلاذغور۔ ۴۰۲ھ (۱۰۱۱ء) میں مرغاب علیا اور ۴۰۷ھ (۱۰۱۶ء) میں ترکستان کو اس کے دونوں مراکز حکومت یعنی بخارا و سمرقند سمیت فتح کر لیا۔

اپنے عہد حکومت کے آخری ایام میں محمود کو ایک بڑے خطرے کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ابتدا میں سلجوقیوں کے متعلق محمود نے بے اعتنائی اختیار کی لیکن طغرل بیک اور جعفری بیک کی بدولت سلجوقی بہت طاقت ور بن گئے تھے۔ گو ۴۱۸ھ (۱۰۲۷ء) میں محمود نے سلجوقیوں کو مطیع کر لیا لیکن ان کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو پوری طرح نہ دہا سکا۔

زندگی کے آخری ایام میں محمود خلفاء کے قدیم ممالک کی طرف نکل گیا اور ویلمیوں سے اصفہان چھین لیا۔ اس سفر کے بعد غزنی واپس آیا اور ۴۲۱ھ (۱۰۳۰ء) کے موسم بہار میں داعی اجل

کو لبیک کہہ گیا۔

گو محمود کی شہرت علم پروری و معارف نوازی کی بدولت ہر طرف پھیل گئی تھی۔ لیکن تاریخ میں جو مقام بلندا سے حاصل ہوا، وہ اس کی جہانگیری اور جہانبانی کا نتیجہ تھا۔ اس کے عہد میں غزنی کا شہر ایک یونیورسٹی معلوم ہوتا تھا اور اس کے دربار میں جہان بھر کے بلند پایہ علماء و فلسفی جمع تھے۔ فردوسی جیسا عظیم المرتبت شاعر بھی یہیں تھا اور ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ محمود کا دربار ایشیا بھر میں اپنی مثال نہیں رکھتا تھا۔ یہاں شاندار عمارات، مساجد، فصیل اور دیگر خیراتی ادارے تھے یہ تمام چیزیں محمود نے ہندوستان سے سیکھی تھیں وہ ہندوستان سے دولت کے ہمراہ وہاں کا کچھ علم بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

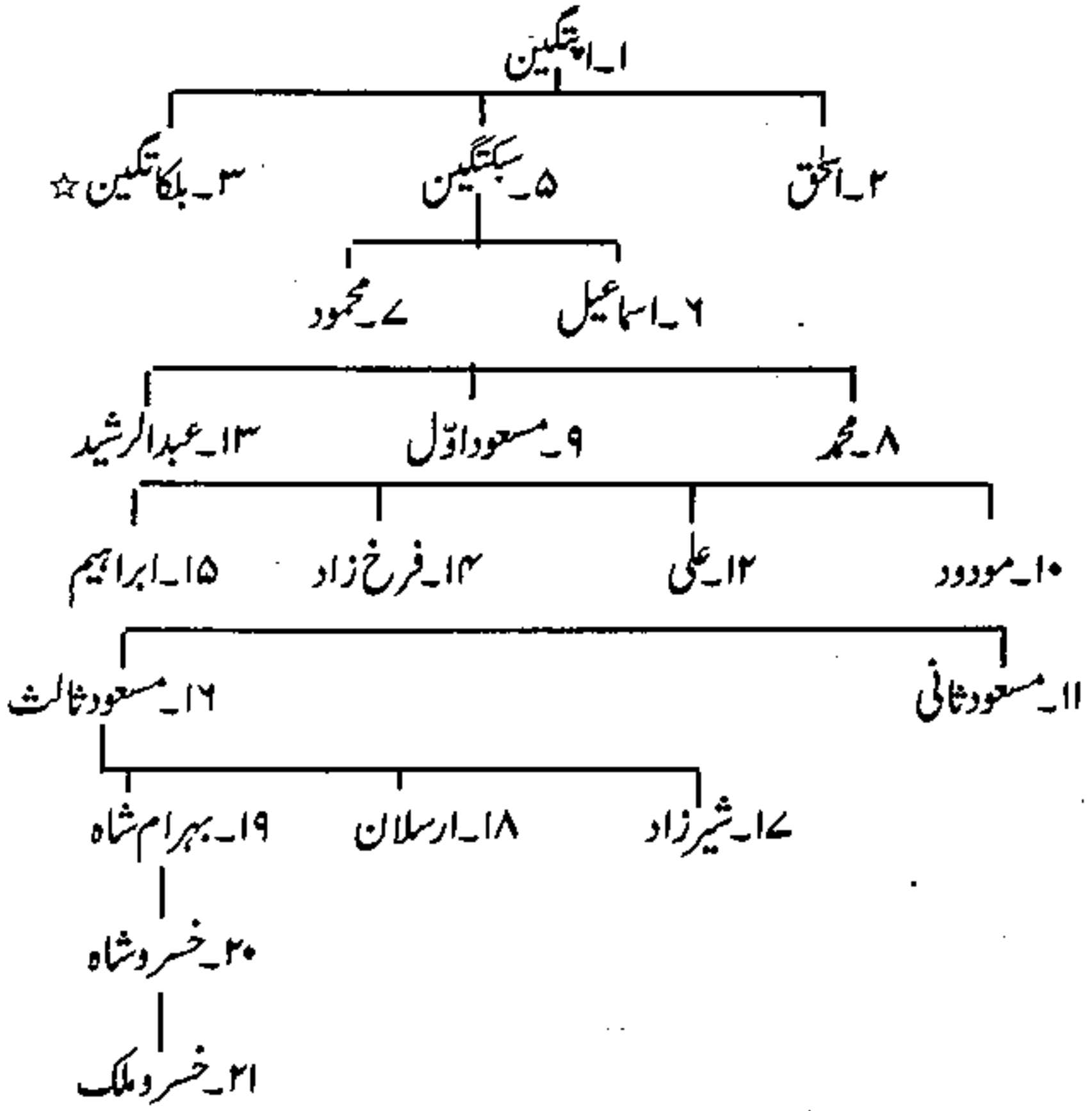
محمود کی سلطنت لاہور سے اصفہان و سمرقند تک پھیلی ہوئی تھی۔ چونکہ ایران میں سلجوقیوں کی طاقت بڑھ رہی تھی، اس لیے سلطنت غزنی نے گھٹنا شروع کر دیا۔ سلجوقیوں نے صرف چند سال میں مسعود بن محمود کو مرو کے پاس شکست دے کر ایران و ماوراء النہر کے تمام علاقے چھین لیے اور ۴۲۹ھ - ۴۳۷ھ (۱۰۳۷ء - ۱۰۴۷ء) تک بلخ و خوارزم سے لے کر اصفہان درے تک سب علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اس شکست کے بعد شاہان غزنی کی حکومت صرف مشرقی ممالک پہ رہ گئی۔ ۵۵۶ھ (۱۱۶۱ء) میں غوریوں نے غزنی کو بھی فتح کر لیا۔ اب ان کی حکومت صرف ہندوستان پہ تھی۔ ۵۸۲ھ (۱۱۸۶ء) میں غوریوں نے یہاں سے بھی غزنویوں کو ختم کر دیا۔ اس لیے کہ غزنویوں میں صلاحیت حیات باقی نہیں رہی تھی۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۵۱	اپتگین	۹۶۲
۳۵۲	اسحاق	۹۶۳
۳۵۵	بکاتگین	۹۶۶
۳۶۳	پیری	۹۷۲
۳۶۶	سبکتگین	۹۷۶

۹۹۷	اسماعیل	۳۸۷
۹۹۸	محمود یحییٰ الدولہ	۳۸۸
۱۰۳۰	محمد جلال الدولہ	۴۲۱
۱۰۳۰	مسعود اول الناصر الدین اللہ	۴۲۱
۱۰۴۰	مودود شہباز الدولہ	۴۳۲
۱۰۴۸	مسعود ثانی	۴۴۰
۱۰۴۸	علی ابوالحسن بہاؤ الدولہ	۴۴۰
۱۰۴۹	عبدالرشید عزت الدولہ	۴۴۰
۱۰۵۲	طغرل (غاصب)	۴۴۴
۱۰۵۲	فرخزاد جمال الدولہ	۴۴۴
۱۰۵۹	ابراہیم ظہیر الدولہ	۴۵۱
۱۰۵۹	مسعود ثالث علاؤ الدولہ	۴۹۲
۱۱۱۴	شیرزاد کمال الدولہ	۵۰۸
۱۱۱۵	ارسلان سلطان الدولہ	۵۰۹
۱۱۱۸	بہرام شاہ یحییٰ الدولہ	۵۱۴
۱۱۵۲	خسرو شاہ معز الدولہ	۵۴۷
۱۱۸۶-۱۱۶۰	خسرو ملک تاج الدولہ	۵۸۴-۵۵۵

(اس سلسلے کو غوریوں نے ختم کیا)

غزنوی



سبکتگین اور بکا تکین۔ اپتگین کے غلام تھے اور اسحاق بیٹا تھا۔

۱۰۵۔ غوری

(افغانستان و ہندوستان)

۵۴۳ھ تا ۶۱۲ھ

(۱۱۴۸ء تا ۱۲۱۵ء)

غور ہرات اور غزنی کے درمیان واقع ہے۔ یہ علاقہ قدیم زمانے سے ایک چھوٹے سے خاندان کا پایہ تخت چلا آتا ہے۔ غور میں ایک مشہور قلعہ تھا جس کا نام تھا فیروز کوہ۔ یہ خاندان اسی میں مقیم تھا۔ ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) میں محمود غزنوی نے اس علاقے کو فتح کر لیا۔ اس وقت غوریوں کا

سردار محمد بن سوری تھا۔ اس امیر کی اولاد کافی عرصے تک محمود غزنوی کی طرف سے فیروز کوہ اور بامیان کی حکمران نامزد ہوتی رہی۔ ان میں سے بعض امراء نے غزنویوں کے ساتھ ازدواجی رشتے بھی قائم کر لیے اور نتیجتاً دونوں خاندانوں میں پورا اتحاد قائم ہو گیا۔

بہرام شاہ غزنوی قطب الدین محمد غوری کا سر تھا لیکن کسی بات پر بگڑ کر قطب الدین کو قتل کر ڈالا۔ قطب الدین کے بھائی سیف الدین سوری نے انتقام لینے کے لیے ۵۲۳ھ (۱۱۲۸ء) میں غزنی پہ حملہ کیا اور سیف الدین سوری کو مار ڈالا۔ اس پر سیف الدین کے ایک اور بھائی علاؤ الدین حسین جہانسوز نے غزنی کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا ڈالا اور خود غور میں واپس چلا گیا۔ کچھ مدت بعد جہانسوز کو سلطان سنجر نے گرفتار کر لیا اور ۵۵۶ھ (۱۱۶۱ء) میں فوت ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد خراسان و افغانستان میں بدامنی پھیل گئی اور غزو (ترکوں کا ایک قبیلہ)، موریوں اور سلجوقیوں ہر دو پہ چھا گئے۔

غزوں کو بہت جلد زوال آ گیا اور ان کے بعد علاؤ الدین جہانسوز کے دو بھتیجے غوریوں کے سردار بن گئے۔ غیاث الدین بن سام بڑا تھا، اس نے ۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں غزنی کو غزوں کے پنجے سے آزاد کرایا، دو سال بعد ہرات پہ قبضہ کر لیا اور اپنے سال وفات یعنی ۵۹۹ھ (۱۲۰۲ء) تک اپنے تمام جدی ممالک پہ حکومت حاصل کر لی۔

غیاث الدین کا چھوٹا بھائی شہاب الدین تھا۔ جس نے معز الدین کا لقب اختیار کر لیا اور محمد غوری کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے غوری سلطنت کو صحیح معنوں میں وسیع کیا۔ اس نے سلجوقیوں سے خراسان کا ایک حصہ اور ۵۷۱ھ (۱۱۷۶ء) میں عرب حکمرانان ہند سے سندھ اور ملتان چھین لیے۔ نیز لاہور کے غزنوی حکمران کو ۵۸۲ھ (۱۱۸۶ء) میں اپنا مطیع بنا لیا۔ اس کے بعد اجمیر کے مہاراجہ پر تھوی پر حملہ کیا جو ایک چوہان راجپوت تھا۔ ۵۷۸ھ میں محمد غوری نے ہندوستان کے پہلے حملے میں سخت شکست کھائی اور بے حد نقصان اٹھایا لیکن ایک برس بعد تھامیر کی لڑائی میں راجپوتوں کو بری طرح روندنا۔ اس جنگ میں پر تھوی اور ڈیڑھ سو دیگر راجپوت راجے ہلاک ہوئے اور سارا شمالی ہندوستان محمد غوری کے قبضے میں آ گیا۔ ۵۹۰ھ (۱۱۹۴ء) میں گوالیار، بندھیل کھنڈ، بہار اور بنگالہ پر مختلف غوری سپہ سالاروں نے قبضہ کر لیا اور اس طرح سارے ہندوستان میں اسلام پھیلنا شروع ہو گیا۔

جب تک محمد غوری کا بڑا بھائی زندہ رہا یہ اس کا وفادار رہا لیکن جب اس کی وفات ہو گئی۔
 ۵۹۹ھ (۱۲۰۲ء) تو یہ اس کا جانشین بن گیا اور تخت پر بیٹھتے ہی خوارزم شاہیوں سے جو ایران کو مطیع
 کرنے کے بعد افغانستان پر بڑھ رہے تھے، الجھ پڑا اور فکر قبیلہ کے ایک دستے نے ۶۰۲ھ
 (۱۲۰۶ء) میں اسے قتل کر ڈالا۔ اس کی وفات کے بعد غوریوں کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا۔
 اگرچہ اس کا بھتیجا محمود اس کا جانشین بنا لیکن سلطنت کا شیرازہ بڑی تیزی سے بکھرنے لگا۔
 محمود غوری کے فوجی سردار جو دراصل ترکی النسل غلام تھے، ہر جگہ خود مختار بن بیٹھے۔ قطب الدین
 ایبک نے دہلی میں خاندانِ غلاماں کی بنیاد ڈال دی۔ ناصر الدین قباچہ سندھ میں اور یلدرغزنی
 میں حکومت کرنے لگا۔ محمود کے پاس مغربی افغانستان سے بھی چھوٹا علاقہ رہ گیا۔ یعنی بلادِ غور،
 ہرات اور خراسان کا کچھ حصہ۔ ۶۱۲ھ (۱۲۱۵ء) میں سلطان محمد خوارزم شاہ نے اس حصے پہ بھی قبضہ
 کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد غوری نسل کے بعض امیروں نے اپنے آبائی ملک کا کچھ حصہ واپس لے لیا اور
 ملوک کرت یعنی امرائے ہرات بھی غوری تھے۔

۱۰۶۔ سلاطینِ دہلی

ہندوستان

۶۰۲ھ تا ۹۶۲ھ

۱۲۰۶ء تا ۱۵۵۳ء

جب سلطان محمد غوری شمالی ہندوستان کو خود یا اپنے سرداروں کی وساطت سے کنار گنگا تک
 فتح کر چکا تو اس نے دہلی میں اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کیا اور جب
 ۶۰۲ھ (۱۲۰۶ء) میں محمد غوری قتل ہو گیا تو قطب الدین نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور یہ پہلا
 فرمانروا ہے جس نے ہندوستان میں ایک باقاعدہ اسلامی سلسلے کی بنیاد ڈالی تھی۔ گو ہندوستان کا
 کچھ حصہ پہلے بھی غزنویوں کے زیرِ نگیں رہ چکا تھا۔ لیکن ان کا مرکز حکومت غزنی میں تھا اور
 ہندوستان کو وہ محض ایک نوآبادی سمجھتے تھے۔ مغلوں سے پہلے پانچ باقاعدہ سلسلے ہندوستان پہ

حکمران رہے۔ جن میں یہ غلاموں کا سلسلہ پہلا تھا۔ ان کا سب سے بڑا بادشاہ التمش تھا۔ جس نے سندھ کے حاکم ناصر الدین قباچہ کو مغلوب کیا تھا اور حاکم بنگالہ کو شاہانِ دہلی کی سیادت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ غزنی کے حاکم یلڈز کا ارادہ یہ تھا کہ وہ سلطنتِ غزنی کو جسے خوارزم شاہیوں نے مٹا دیا تھا، پھر زندہ کرے۔ لیکن التمش نے یلڈز کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہونے دیا۔ اسی طرح سلطان جلال الدین خوارزم شاہ (جو مغلوں سے بھاگ کر ہندوستان میں آ گیا تھا کی خواہش تھی کہ وہ ہندوستان میں اپنے پاؤں جمائے اور یہیں حکومت قائم کرے لیکن التمش کی ہوشیاری نے اسے کامیاب نہ ہونے دیا۔

اہل ہند کی خوش قسمتی سمجھئے کہ تاتاری (جو جلال الدین خوارزم کا پیچھا کر رہے تھے) لپ سندھ پہ زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے اور واپس چلے گئے۔ ہاں لوگوں میں گھبراہٹ ضرور پھیلی رہی۔ التمش کوہ بندھیا چل کے شمالی علاقے پہ قابض تھا۔ التمش ہی کے عہد میں خلیفہ بغداد نے حکومتِ دہلی کو سرکاری طور پر تسلیم کیا۔ رضیہ ملکہ ہند اسی فرمانروا کی بیٹی تھی۔ رضیہ سے کئی سو برس بعد یعنی ۱۸۵۸ء میں ایک اور عورت یعنی ملکہ وکٹوریہ کو ہندوستان میں یہی منصب نصیب ہوا۔

اس سلسلے کے آخری بادشاہ کے عہد میں ہندوستان نے مل کر ان علاقوں کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی جن سے محمد غوری اور التمش نے انہیں محروم کیا تھا۔ چنانچہ بلبن کو چند ایک خطرناک بغاوتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ بلبن غلام گورنروں کو ہٹا کر باقی لوگوں کو مقرر کر رہا تھا اور یہ بغاوتیں اسی غلط پالیسی کا نتیجہ تھیں۔

غلاموں کے بعد خلجی آئے جن کی سلطنت کوہ بندھیا چل کے دوسری طرف بھی پھیلی ہوئی تھی اور دکن پر بھی قابض تھے۔

۶۹۷ھ (۱۲۹۷ء) میں علاؤ الدین محمد نے گجرات کو دوبارہ فتح کیا۔ چتوڑ پر بھی قبضہ کر لیا اور ۷۰۳ھ (۱۳۰۳ء) میں راجپوتوں کو معمولی کوشش سے مطیع بنا لیا۔ اس کے خواجہ سرا اور سردار کافور نے دیوگری اور درنگل پر بھی قبضہ کر لیا اور دکن کو دہلی کا ایک صوبہ بنا دیا۔

آخر سلطنتِ دہلی کی وسعت ہی اس زوال کا سبب بنی۔ تغلقی سلسلہ کے بانی محمد بن تغلق

نے جب دیکھا کہ دہلی سے دکن پر حکومت نہیں کی جاسکتی تو چونکہ وہ ایک نہایت قابل سیاست دان تھا اس نے ان دیوگری کو اپنا دارالخلافہ بنا کر اس کا نام دولت آباد رکھ دیا لیکن اس تدبیر سے بھی وہ داخلی شورشوں کو نہ دبا سکا اور اس کا تمام وقت سلطنت کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک دوڑنے میں صرف ہو جاتا اس کے جانشینوں کے عہد میں صوبے مرکز سے جدا ہونے لگے اور سلاطین دہلی کی سلطنت سٹ کر چھوٹی سی رہ گئی۔ ۸۰۱ھ (۹۹-۱۳۹۸ء) میں امیر تیمور کے حملوں نے باقی ماندہ کسر بھی نکال دی اور سارا شمالی ہند ایک مقتل بن گیا گو تعلقوں کے بعد سادات اور لودھی برسر اقتدار آئے۔ لیکن ان کی حکومتیں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ بنگال، جو پور، مالوہ اور گجرات پر مختلف اسلامی سلسلے حکومت کر رہے تھے اور دوسری طرف راجپوتوں اور دکن کے ہندوؤں نے اپنے تمام علاقے واپس لے لیے تھے۔

اب مغلوں کا زمانہ آتا ہے۔ بابر نے ۹۳۲ھ اور ۹۳۷ھ (۱۵۲۶ء-۱۵۳۰ء) کے درمیانی عرصے میں بنگال کے بغیر باقی سارے ہندوستان پہ قبضہ کر لیا اور اس نے علاؤ الدین خلجی کی بکھری ہوئی سلطنت کو پھر ایک رشتے میں پرولیا۔ بابر کی وفات کے بعد شیر شاہ اور بنگال کے افغان سرداروں نے ۹۴۷-۹۴۶ھ (۱۵۳۹-۴۰ء) میں مغلوں کے لشکر کو شکست دی۔ شیر شاہ ایک ہوشیار اور مدبر افغان تھا۔ اس نے اسلامی سلطنت کو پھر زندہ کیا لیکن بعض علاقوں کے لوگ اس کی اطاعت سے انکار کرتے رہے اور جب ہمایوں نے ۹۶۲ھ (۱۵۵۳ء) میں ہندوستان پہ دوبارہ حملہ کیا تو یہ تمام لوگ اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ مغلوں کا مشہور ترین فرمانروا اکبر تھا۔ جس نے سلطنت کو محکم بنیادوں پر اٹھایا اور اس کی نسل ۱۸۵۷ء تک فرمانروا رہی۔

الف۔ سلاطین مملوک

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۰۲	قطب الدین ایبک	۱۲۰۶
۶۰۷	آرام شاہ	۱۲۱۰

۱۲۱۰	التمش۔ شمس الدین	۶۰۷
۱۲۳۵	فیروز شاہ اول۔ رکن الدین	۶۳۳
۱۲۳۶	رضیہ	۶۳۳
۱۲۳۹	بہرام شاہ۔ معز الدین	۶۳۷
۱۲۴۱	مسعود شاہ علاؤ الدین	۶۳۹
۱۲۴۶	محمود شاہ اول۔ ناصر الدین	۶۴۴
۱۲۶۵	بلبن۔ غیاث الدین	۶۶۳
۱۲۸۷	کیقباد۔ معز الدین	۶۸۶

ب۔ سلاطین خلجی

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۲۹۰	فیروز شاہ ثانی۔ جلال الدین	۶۸۹
۱۲۹۵	ابراہیم شاہ اول۔ رکن الدین	۶۹۵
۱۲۹۵	محمد شاہ اول۔ علاؤ الدین	۶۹۵
۱۳۱۵	عمر شاہ۔ شہاب الدین	۷۱۵
۱۳۱۶	مبارک شاہ اول۔ قطب الدین	۷۱۶
۱۳۲۰	خبر و شاہ۔ ناصر الدین	۷۲۰

ج۔ تغلق

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۳۲۰	تغلق شاہ اول۔ غیاث الدین	۷۲۰
۱۳۲۳	محمد ثانی بن تغلق	۷۲۵

۱۳۵۱	فیروز شاہ ثالث	۷۵۲
۱۳۸۸	تغلق شاہ ثانی	۷۹۰
۱۳۸۸	ابوبکر شاہ	۷۹۱
۱۳۸۹	محمد شاہ ثالث	۷۹۲
۱۳۹۲	سکندر شاہ اول	۷۹۵
۱۳۹۲	محمود شاہ ثانی	۷۹۵
۱۳۹۲	نصرت شاہ	۷۹۷
۱۳۹۹	محمود شاہ (دوبارہ)	۸۰۲
۱۴۱۲	دولت خاں لودھی	۸۱۵

و۔ سادات

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۴۱۳	خضر خان	۸۱۷
۱۴۲۱	مبارک شاہ ثانی۔ معزالذین	۸۲۳
۱۴۳۲	محمد شاہ رابع	۸۳۷
۱۴۴۳	عالم شاہ	۸۴۷

ہ۔ لودھی

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۴۵۱	بہلول لودھی	۸۵۵
۱۴۸۸	سکندر ثانی۔ ابن بہلول	۸۹۳
۱۵۱۷-۱۵۲۶	ابراہیم ثانی بن سکندر	۹۲۳-۹۳۰

(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)

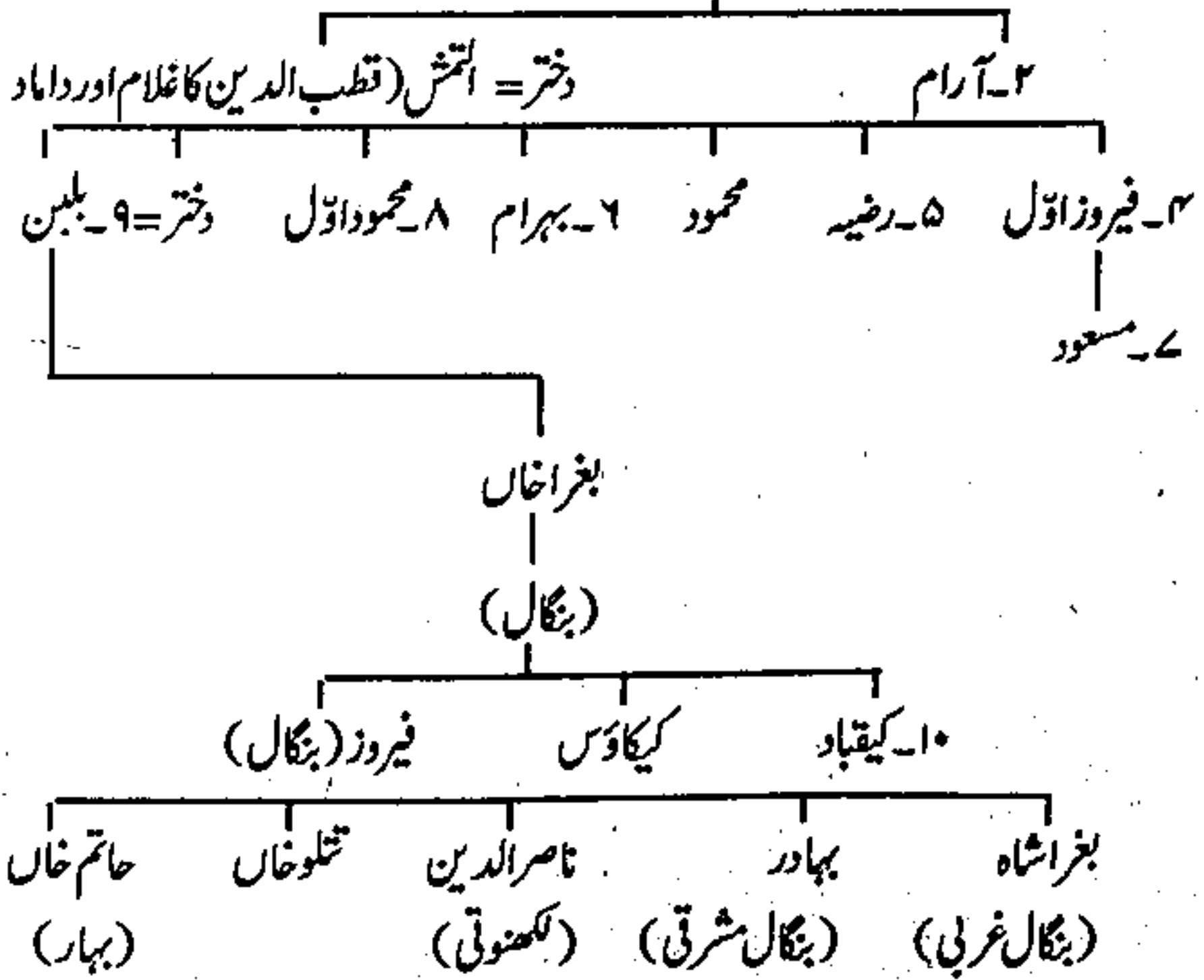
و۔ افغان

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۴۶	شیرشاہ	۱۵۳۹
۹۵۲	اسلام شاہ	۱۵۴۵
۹۶۰	محمد خاس۔ عادل شاہ	۱۵۵۲
۹۶۱	ابراہیم ثالث۔ سور	۱۵۵۳
۹۶۲	سکندر شاہ ثالث	۱۵۵۴

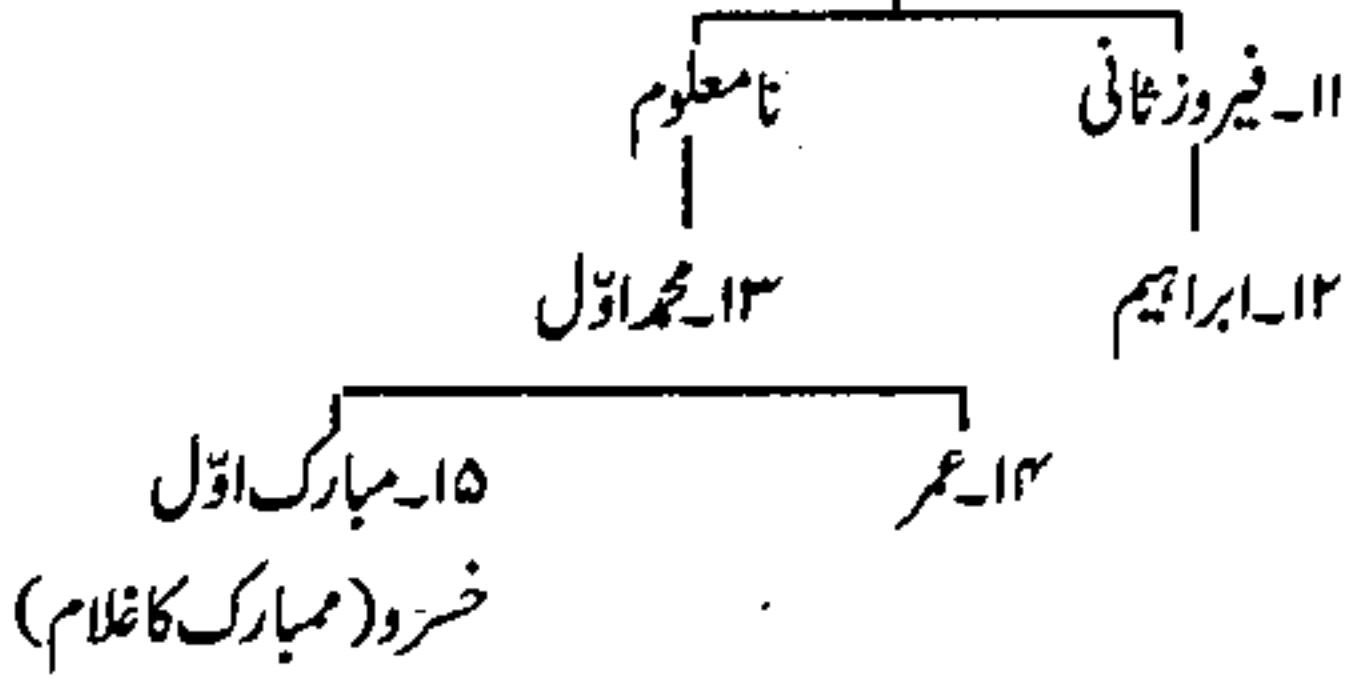
(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)

الف۔ مملوک

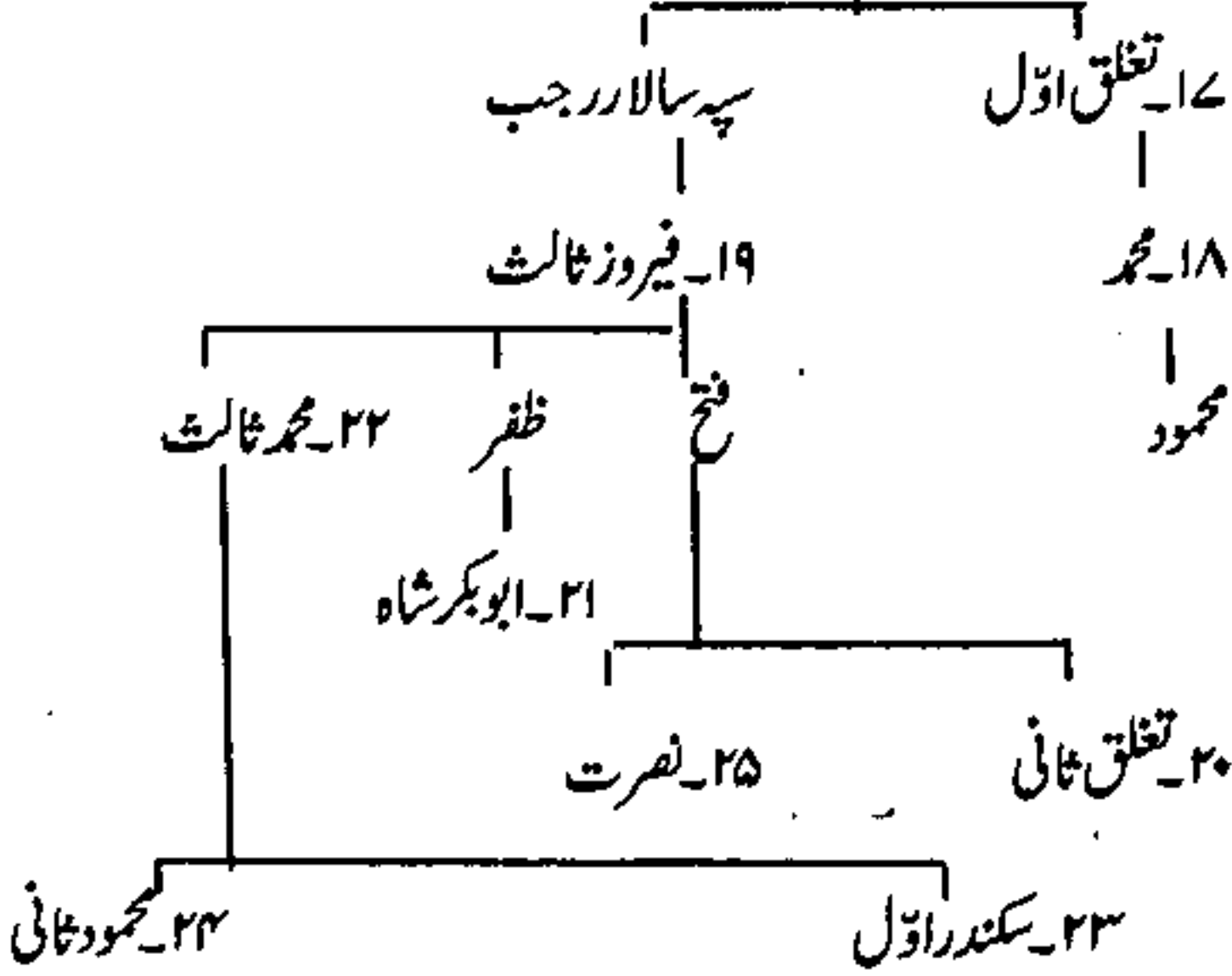
۱۔ قطب الدین ایبک (محمد غوری کا غلام)



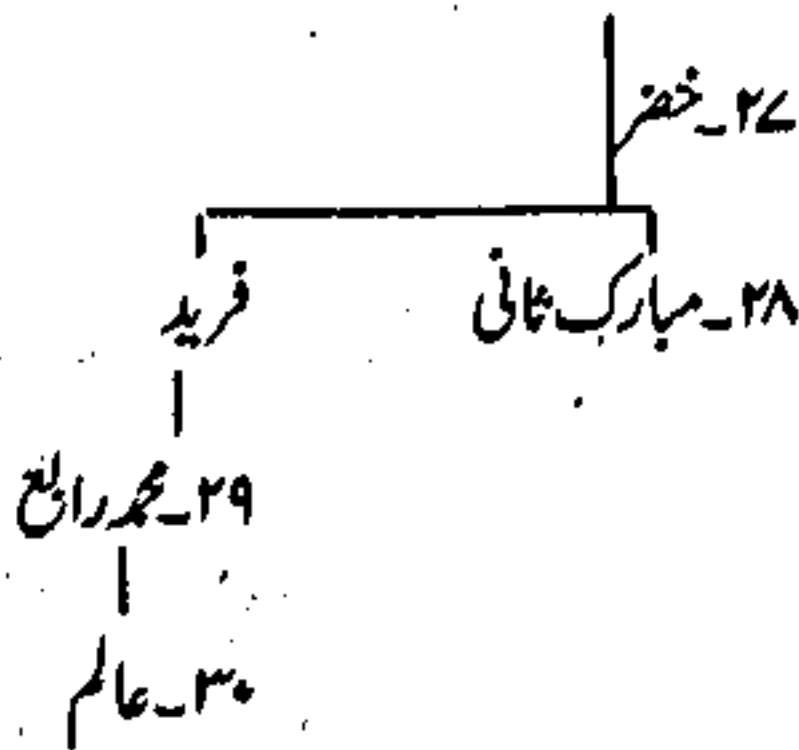
ب۔ خلیجی



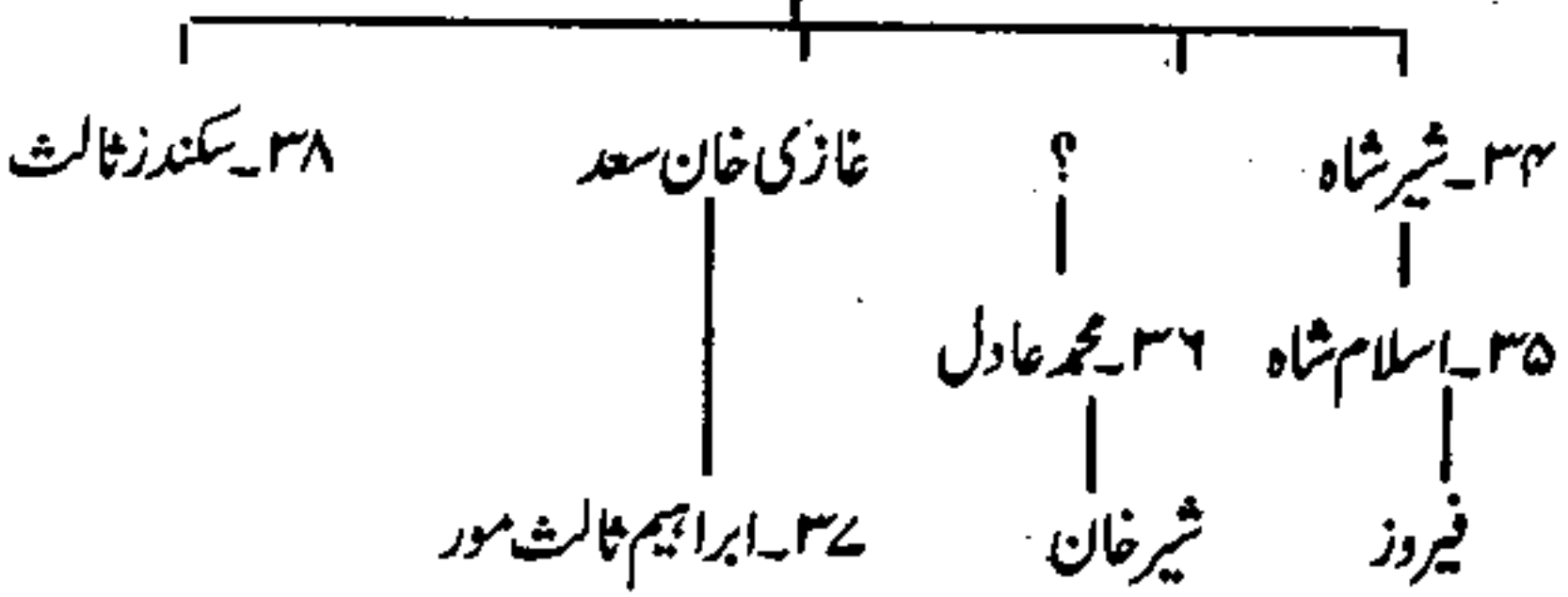
ج۔ تغلق



د۔ سادات



و۔ افاغنه



ہندوستان کے علاقائی سلسلے

محمد بن تغلق کی قلمرو میں سارا ہندوستان، تلنگانہ اور دکن کے بعض علاقے بھی شامل تھے۔ جو علاقے دور افتادہ تھے۔ وہ محمد بن تغلق کی وفات سے پہلے ہی خود مختار بن بیٹھے تھے اور چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں کئی اور اسلامی اور ہندو خاندان برسرِ اقتدار آگئے جنہوں نے تغلقی سلطنت کو اپنی اپنی سلطنتوں میں شامل کر لیا۔ مثلاً

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۸۴-۵۹۹	سلاطین و امراء بنگال	۱۵۷۶-۱۲۰۲
۹۰۵-۷۹۶	سلاطین شرقی جوئیپور	۱۵۰۰-۱۳۹۴
۹۳۷-۸۰۳	سلاطین مالوہ	۱۵۳۰-۱۲۰۱
۹۸۰-۷۹۹	سلاطین گجرات	۱۵۷۲-۱۳۹۶
۹۹۵-۷۳۵	سلاطین کشمیر	۱۵۸۷-۱۳۳۳
۱۰۰۸-۸۰۱	سلاطین خاندیش یعنی فاروقی	۱۵۹۹-۱۳۹۹
۹۳۳-۷۴۸	سلاطین بہمنی (گلبرگہ میں)	۱۵۲۶-۱۳۳۷

سلاطین بہمنی کے زوال کے بعد پانچ اور سلسلے پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے بہمنی مقبوضات کو

بانٹ لیا۔ یعنی

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۹۰-۹۸۰	عماد شاہی (برار)	۱۲۸۳-۱۵۷۲
۸۹۶-۱۰۰۲	نظام شاہی (احمد نگر)	۱۳۹۰-۱۵۹۵
۸۹۷-۱۰۱۸	برید شاہی (برید)	۱۳۹۲-۱۶۰۹
۸۹۵-۱۰۹۷	عادل شاہی (بیجا پور)	۱۳۸۹-۱۶۸۶
۹۱۸-۱۰۹۸	قطب شاہی (گولکنڈہ)	۱۵۱۲-۱۶۸۷

ہندوستان کے سلسلوں کو اکبر نے اور دکن کے سلسلوں کو اورنگ زیب نے ختم کر کے ان کے متصرفات کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔

۱۰۷۔ امراء و سلاطین بنگال

۵۹۹ھ تا ۹۸۲ھ

(۱۲۰۲ء تا ۱۵۷۲ء)

بنگال کا پہلا فاتح محمد بختیار تھا۔ جس نے لکھنوتی کو اپنا دارالخلافہ بنایا اور بنگال کے ایک حصے کے ساتھ اردگرد کا کچھ علاقہ ملا کر ایک چھوٹی سی سلطنت قائم کر لی۔ ساتویں صدی ہجری کے نصف اول میں حکام بنگال کا پایہ تخت سونار گاؤں تھا اور بنگال کے صوبے میں لکھنوتی اور سونار گاؤں بھی شامل تھے۔ ان تینوں علاقوں کا ایک مشترکہ دارالخلافہ بھی تھا۔ یعنی فیروز آباد یا پندوہ۔ ۸۵۰ھ (۱۲۳۶ء) میں لکھنوتی پایہ تخت قرار پایا۔ لکھنوتی کا دوسرا نام گور تھا۔ ۹۷۲ھ (۱۵۳۶ء) میں ٹانڈہ مرکز حکومت بن گیا۔

حکام بنگال کی حکومت کچھ عرصہ کے لیے صوبہ بہار، چٹاگانگ اور اڑیسہ پر بھی رہی ہے۔ جب سلاطین دہلی کی طاقت گھٹنے لگی تو امرائے بنگال نے خود مختار ہونے کی ٹھان لی۔ چنانچہ کئی آزاد خاندان برسر اقتدار آ گئے۔ ۹۳۲ھ اور ۹۳۶ھ کے درمیانی عرصہ میں ہمایوں نے بنگال پہ قبضہ کر لیا اور جب ۹۳۶ھ (۱۵۳۹ء) میں شیر شاہ نے ہمایوں کو شکست دی تو بنگال میں دوبارہ حکام مقرر ہونے لگے اور انہیں حکام نے ۹۶۰ھ میں کئی مستقل سلسلے کھڑے کر دیے۔

الف۔ حکام بنگال

عیسوی	نام	ہجری
۱۲۰۲	محمد بختیار خلجی	۴۹۹
۱۲۰۵	عزالدین محمد شیران	۵۰۲
۱۲۰۸	علاؤالدین مروان	۵۰۵
۱۲۱۱	غیاث الدین عوض	۵۰۸
۱۲۲۶	ناصر الدین محمود	۵۲۳
۱۲۲۹	علاؤالدین جانی	۵۲۷
۱۲۲۹	سیف الدین ایک	۵۲۷
۱۲۳۳	عزالدین طغرل طغان خان	۵۳۱
۱۲۳۳	قمر الدین تمبر خان قیران	۵۳۲
۱۲۳۶	اختیار الدین (مغیث الدین) یوزبک	۵۳۳
۱۲۵۸	جلال الدین مسعود ملک جانی	۵۵۶
۱۲۵۸	عزالدین بلبن	۵۵۷
۱۲۶۰?	محمد ارسلان تار خان	۵۵۹?
	شیر خان	
	امین خان	
۱۲۷۸	مغیث الدین طغرل	۶۷۷
۱۲۸۲	ناصر الدین بغرا خان	۶۸۱
۱۲۹۱	رکن الدین کیاوس	۶۹۱
۱۳۰۲	شمس الدین فیروز شاہ	۷۰۲

۱۳۱۸	شہاب الدین بقرشاہ (مغربی بنگال)	۷۱۸
۱۳۱۰	غیاث الدین بہادرشاہ (مشرقی بنگال)	۷۱۰
۱۳۱۹	غیاث الدین بہادرشاہ (تمام بنگال)	۷۱۹
۱۳۲۵-۱۳۲۳	ناصر الدین لکھنوتی	۷۲۶-۷۲۳
۱۳۳۰-۱۳۲۲	بہادرشاہ دوبارہ بہرام کے ساتھ (مشرقی بنگال)	۷۳۱-۷۲۵
۱۳۳۸-۱۳۳۰	بہرام شاہ (اکیلا)	۷۳۹-۷۳۱
۱۳۳۹-۱۳۲۵	قدرخان	۷۴۰-۷۲۶
۱۳۳۹-۱۳۲۳	عزالدین اعظم الملک (ست گاؤں)	۷۴۰-۷۲۳

ب۔ سلاطین بنگالہ

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۳۳۹-۱۳۳۸	فخر الدین مبارک شاہ (مشرقی بنگال)	۷۵۰-۷۳۹
۱۳۵۲-۱۳۴۹	اختیار الدین غازی شاہ (مشرقی بنگال)	۷۵۳-۷۵۰
۱۳۴۵-۱۳۳۹	علاؤ الدین علی شاہ (مغربی بنگال)	۷۴۶-۷۴۰

خاندان الیاس

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۳۴۵	شمس الدین الیاس شاہ (مغربی بنگال)	۷۴۶
۱۳۵۸-۱۳۵۲	شمس الدین الیاس شاہ (تمام بنگال)	۷۵۹-۷۵۳
۱۳۸۹-۱۳۵۸	سکندر شاہ اول بن الیاس	۷۹۲-۷۵۹
	غیاث الدین اعظم شاہ بن سکندر (۷۷۲ھ میں بغاوت کی)	
۱۳۸۹	غیاث الدین اعظم شاہ بن سکندر (سلطنت مل گئی)	۷۹۲

۱۳۹۶	سیف الدین حمزہ شاہ بن اعظم شاہ	۷۹۹
۱۴۰۶	شمس الدین بن حمزہ شاہ	۸۰۹

خاندانِ راجہ کانس

۱۴۰۹	شہاب الدین بایزید شاہ (راجہ کانس کے ساتھ)	۸۱۲
۱۴۱۴	جلال الدین محمد شاہ بن راجہ کانس	۸۱۷
۱۴۳۱	شمس الدین احمد شاہ بن محمد	۸۳۵

خاندانِ الیاس (دوبارہ)

سالِ عیسوی	نام	سالِ ہجری
۱۴۴۲	ناصر الدین محمود شاہ اول	۸۴۶
۱۴۵۹	رکن الدین باربک شاہ بن محمود	۸۶۳
۱۴۷۴	شمس الدین یوسف شاہ بن باربک	۸۷۹
۱۴۸۱	سکندر شاہ ثانی بن یوسف	۸۸۶
۱۴۸۱	جلال الدین فتح شاہ بن محمود اول	۸۸۶

سلاطینِ جیشنی

سالِ عیسوی	نام	سالِ ہجری
۱۴۸۶	سلطان شاہزادہ باربک	۸۹۲
۱۴۸۶	سیف الدین فیروز شاہ اول	۸۹۲
۱۴۸۹	ناصر الدین محمود شاہ ثانی بن فتح شاہ (از خاندانِ الیاس)	۸۹۵
۱۴۹۰	شمس الدین ابوالنصر مظفر شاہ	۸۹۶

خاندان حسین شاہ

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۹۹	علاؤ الدین حسین شاہ	۱۴۹۳
۹۲۵	ناصر الدین نصرت شاہ بن حسین	۱۵۱۸
۹۳۹	علاؤ الدین فیروز شاہ بن نصرت	۱۵۳۲
۹۴۴-۹۳۹	غیاث الدین محمود شاہ ثالث بن حسین	۱۵۳۷-۱۵۳۲

(۹۱۳ھ میں ایک چھوٹے علاقے کا حاکم تھا)
(اس خاندان کو ہمایوں نے ختم کیا تھا)

خاندان سور

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۶۰	شمس الدین محمد سور غازی شاہ	۱۵۵۲
۹۶۲	بہادر شاہ خضر بن محمد سور	۱۵۵۴
۹۶۸	غیاث الدین جلال شاہ بن محمد سور	۱۵۶۰
۹۷۱	پیر غیاث الدین	۱۵۶۳

خاندان سلیمان قرارانی

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۷۱	سلیمان خان قرارانی (بہار و بنگال)	۱۵۶۳
۹۸۰	بازید شاہ بن سلیمان	۱۵۷۲
۹۸۳-۹۸۰	داؤد شاہ بن سلیمان	۱۵۷۶-۱۵۷۲

(اس خاندان کو مغلوں نے ختم کیا)

۱۰۸۔ سلاطین شرقی جو نیور

خواجہ جہان (محمود تغلقی کا وزیر) وزارت کو چھوڑ کر جو نیور چلا گیا۔ جہاں اس نے ایک مستقل سلسلے کی بنیاد ڈال دی۔ اس کی قلمرو میں بہار، قنوج اور بھڑانچ بھی شامل تھے۔ اس خاندان نے نہایت دانش مندی سے حکومت کی۔ یہ لوگ اپنے پہلے آقاؤں یعنی سلاطین دہلی سے کئی مرتبہ الجھے اور دو دفعہ فتح بھی حاصل کی۔ اسی طرح سلاطین مالوہ سے بھی لڑتے جھگڑتے رہے۔ آخر ۸۸۱ھ اور بقول بعض ۸۷۹ھ میں جو نیور پر سکندر شاہ بن بہلول نے قبضہ کر لیا لیکن حسین شاہ جو نیوری کے بعض طرفدار شاہان دہلی کی اطاعت سے منحرف رہے اور مدتوں اپنے خاندان کو برسر اقتدار لانے کی کوشش کرتے رہے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۹۶	خواجہ جہان	۱۳۹۴
۸۰۲	مبارک شاہ	۱۳۹۹
۸۰۳	شمس الدین ابراہیم شاہ شرقی بن مبارک شاہ	۱۴۰۰
۸۲۲	محمود شاہ بن ابراہیم	۱۴۲۰
۸۶۱	محمد شاہ بن محمود (اپنے والد کے ساتھ)	۱۴۵۶
۸۶۳-۹۰۵	حسین شاہ بن محمود (۸۸۱ھ میں ۱۴۵۸-۱۵۰۰ میں بنگال بھاگ گیا اور ۹۰۵ھ میں فوت ہو گیا)	

(اس سلسلے کو سلاطین دہلی نے ختم کیا)

۱۰۹۔ شاہان مالوہ

مالوہ راجپوتوں کا پرانا مرکز تھا۔ یہ راجپوت تین سو برس تک مسلمانوں کا مقابلہ کرتے رہے لیکن آخر سلطان بلبن کے عہد میں سلاطین دہلی کے سامنے ہتھیار ڈالنے پہ مجبور ہو گئے۔ مالوہ کا پایہ

تحت اوجین تھا۔ جسے راجپوتوں نے علم و ادب کا مرکز بنا رکھا تھا اور ہر مورخ اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔ اس قلمرو کی حدود یہ تھیں۔ شمال میں جمیل، جنوب میں دریائے زبداء، مشرق میں بندھیل کھنڈا اور مغرب میں گجرات۔ سلاطینِ خلجی کے عہد میں ہوشنگ آباد، رتمبور اور لیج بھی اسی قلمرو کا حصہ تھے اور امرائے چتوڑ بھی کچھ مدت مالوہ کے خراج گزار رہے۔

اسلامی مالوہ کا پایہ تخت مندو قرار پایا۔ جسے ہوشنگ غوری نے پہاڑی دڑوں میں ایک وسیع جگہ پہ تعمیر کیا تھا۔

مالوہ میں دو اسلامی سلسلے فرمانروا رہے۔ پہلے سلسلے کا بانی دہلی کا ایک حاکم دلاور خان غوری تھا جس کے پوتے پر یہ خاندان ختم ہو گیا تھا پوتے کا نام محمد غزنی خان تھا۔ اس کا وزیر محمود خلجی تھا جس نے اپنے آقا کے زوال کے بعد خلجیوں کا سلسلہ شروع کیا جو ۹۳۷ھ (۱۵۳۰ء) تک جاری رہا۔ اس سلسلے کو گجرات کے فرمانرواؤں نے ختم کیا جو شاہان مالوہ سے ہمیشہ برسرِ پیکار رہتے تھے۔ یہ خلجی فین جنگ کے ماہر تھے۔ ان کے عہد میں مالوہ کے لشکر ایک طرف دہلی کے دروازے تک اور دوسری طرف بیدرتک پہنچ گئے تھے اور چتوڑ نیز چندری کے راجپوتوں سے ہمیشہ لڑتے رہتے تھے۔

۱۔ غوری

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۰۴	دلاور خان غوری	۱۴۰۱
۸۰۸	ہوشنگ الب خان بن دلاور	۱۴۰۵
۸۳۸	محمد غزنی خان بن ہوشنگ	۱۴۳۴

۲۔ خلجی

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۳۹	محمود شاہ اول خلجی	۱۴۳۵

۱۴۷۵	غیاث شاہ بن محمود	۸۸۰
۱۵۰۰	ناصر شاہ بن غیاث شاہ	۹۰۶
۱۵۱۰-۱۵۳۰	محمود شاہ ثانی بن ناصر شاہ	۹۱۶-۹۳۷

۱۱۰۔ سلاطین گجرات

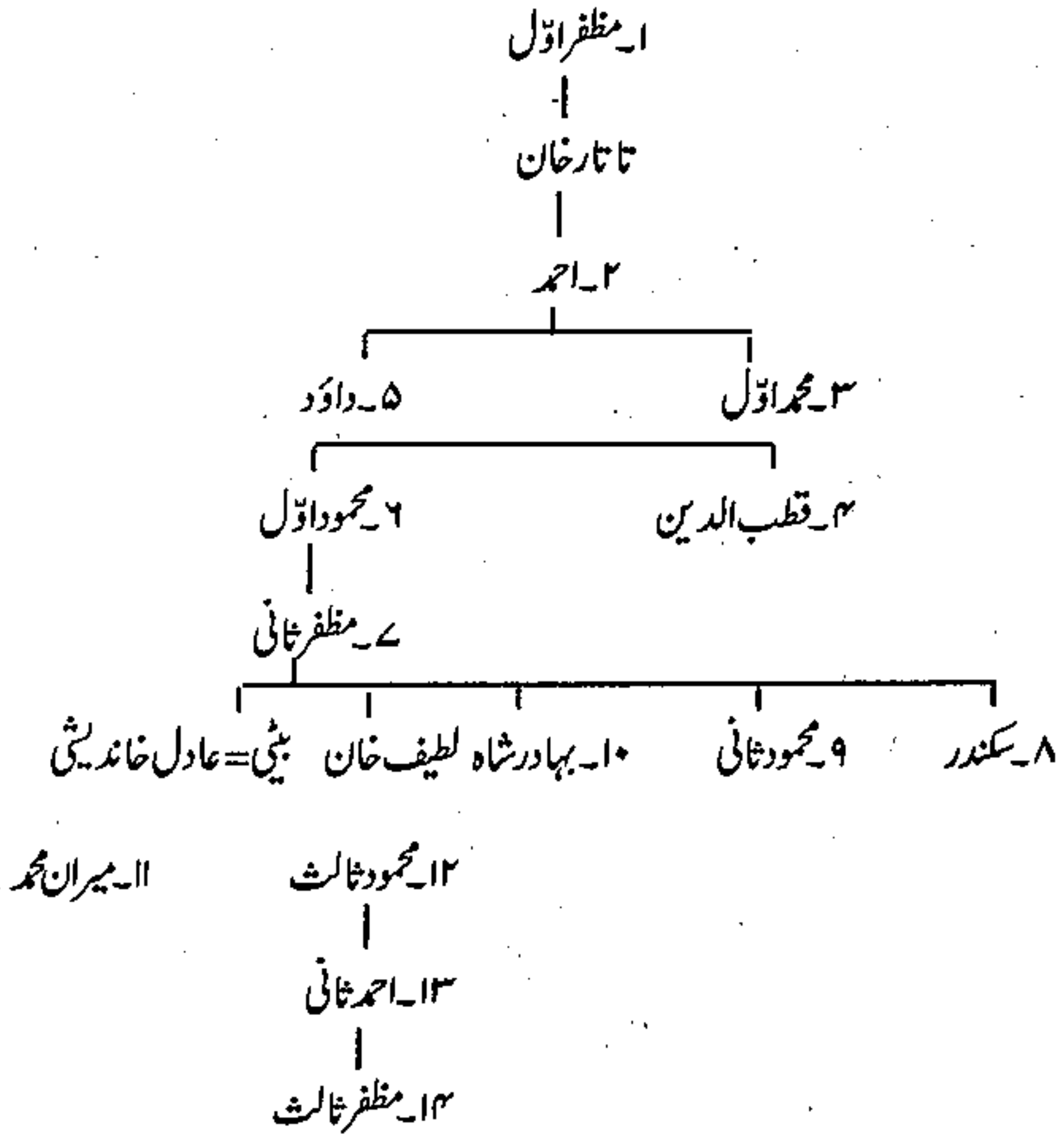
گجرات جغرافیائی تحفظات کی وجہ سے مدتوں اسلامی حملوں سے محفوظ رہا اس کے سامنے صحرائے عظیم، کوہ و نیضیا کے سلسلے اور آراوالی کے پہاڑ واقع تھے اور اس لیے اس علاقے پر دریائی راستے کے بغیر چڑھائی مشکل تھی۔ آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں دہلی کے فرمانروا علاؤ الدین نے گجرات پر قبضہ کر لیا۔ سو برس بعد گجرات دوبارہ خود مختار ہو گیا لیکن اس مرتبہ اس کے فرمانروا ہندوؤں کی بجائے مسلمان تھے۔ ۹۴۷ھ میں ایک ہندو راجپوت مسلمان ہو گیا۔ اس کا اسلامی نام ظفر خان تھا۔ اسے سلطان دہلی نے گجرات کا حاکم بنا کر بھیجا۔ لیکن ۹۹۹ھ (۱۳۹۶ء) میں اس نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ راجپوت راجے اور ہبل کے وحشی قبائل اس کے خلاف اٹھ پڑے اور اس کی سلطنت ایک چھوٹے سے علاقے تک محدود ہو گئی جو ساحل دریا کی سطح مرتفع پہ واقع ہے۔ بایں ہمہ جزیرہ نمائے سورت تک کا ساحل اس کے قبضے میں تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایدر اور دیو پہ قبضہ کر لیا۔ جالور کو برباد کر ڈالا اور ۸۱۰ھ (۱۴۰۷ء) میں مالوہ کو مسخر کر لیا۔ احمد شاہ اول اس کا جانشین تھا جس نے احمد آباد کی بنیاد ڈالی اور اس کے بعد اس شہر کو پایہ تخت بنا لیا۔ مغلوں کے عہد میں بھی یہی شہر گجرات کا دارالخلافہ رہا آج تک اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔

محمود شاہ اول نے مالوہ (جو بعد میں اس خاندان کے قبضے سے نکل گیا تھا) اور خاندیش کے ساتھ لڑائیاں شروع کر دیں۔ چمپنیر اور کاٹھیاوار کے ایک مشہور مقام جو نگرہ کو فتح کر لیا۔ سمندری بیڑے کے زور سے دریائی ڈاکوؤں کو مسلسل شکستیں دیں اور ان پر نکالیوں سے بھی لڑا جنہیں بہادر شاہ نے دیو میں حقوق تجارت عطا کیے تھے۔ محمود اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس خاندان کے آخری فرمانروا اپنے سرکش امرا کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئے تھے۔ ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء)

میں اکبر (مغل) نے اس علاقے پہ قبضہ کر لیا اور اس کی سابقہ شان کو دوبارہ زندہ کیا جو مسلسل تنازعات کی وجہ سے مٹ چکی تھی۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۹۹	مظفر شاہ اول۔ ظفر خان	۱۳۹۶
۸۱۴	احمد شاہ اول	۱۴۱۱
۸۴۶	محمد کریم (قریم) شاہ	۱۴۴۳
۸۵۵	قطب الدین	۱۴۵۱
۸۶۳	داؤد شاہ	۱۴۵۸
۸۶۳	محمود شاہ اول بایقرا	۱۴۵۸
۹۱۷	مظفر شاہ ثانی	۱۵۱۱
۹۳۲	سکندر شاہ	۱۵۲۵
۹۳۲	ناصر خان محمود ثانی	۱۵۲۵
۹۳۲	بہادر شاہ	۱۵۲۶
۹۴۳	میران محمد شاہ فاروقی (از خاندان خاندیش)	۱۵۳۶
۹۴۴	محمود شاہ ثالث	۱۵۳۷
۹۶۱	احمد شاہ ثانی	۱۵۵۳
۹۶۹-۹۸۰	مظفر شاہ ثالث حبیب	۱۵۷۱-۱۵۷۲

(اس سلسلے کو شہنشاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)



۱۱۱۔ سلاطینِ خاندیش

اس سلسلے کا بانی ناصر خان ہے جس نے سلاطینِ دہلی کی اطاعت کا جو اتار پھینکا تھا اور یہ اپنے آپ کو عمر فاروق کی پشت سے سمجھتا تھا۔ شاہانِ گجرات سے بھی رشتہ تھا۔ دریائے تپتی کا نشیبی علاقہ اس کی قلمرو میں شامل تھا۔ گجرات اور اس کی سلطنت کے درمیان ایک جنگل حد فارق کا کام دیتا تھا۔ اس کا پایہ تخت قلعہ اسیر گڑھ کے پاس ایک شہر برہان پور تھا۔

اکبر بادشاہ نے برہان پور پر قبضہ جمانے کے بعد ۹۷۰ھ (۱۵۶۲ء) میں ناصر خان کو اپنی طرف سے یہاں کا گورنر مقرر کر دیا۔ ۱۰۰۸ء میں مغلوں نے خاندیش کو مسخر کر لیا اور چھ ماہ کے

محاصرے کے بعد قلعہ اسیر گڑھ بھی مغلیہ سلطنت کا ایک حصہ بن گیا اور اس طرح یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۷۲	ملک راجہ	۱۳۷۰
۸۰۱	ناصر خان	۱۳۹۹
۸۴۱	میران عادل خان اول	۱۴۳۷
۸۴۴	میران مبارک اول	۱۴۴۱
۸۶۱	عادل خان ثانی	۱۴۵۷
۹۰۹	داؤد خان	۱۵۰۳
۹۱۶	عادل خان ثالث	۱۵۱۰
۹۲۶	میران محمد شاہ اول	۱۵۲۰
۹۴۲	میران مبارک ثانی	۱۵۳۵
۹۷۴	میران محمد ثانی	۱۵۶۶
۹۸۴	علی خان	۱۵۷۶
۱۰۰۵-۱۰۰۸	بہادر شاہ	۱۵۹۹-۱۵۹۶

(اس سلسلے کو بھی شاہان مغلیہ نے ختم کیا)

دکن

۱۱۲۔ سلاطین بہمنی

مسلمانوں نے دکن کے ایک حصے پر علاؤ الدین (شاہ دہلی) کے عہد میں قبضہ کیا تھا۔ ہم اوراق گزشتہ میں بتلا چکے ہیں کہ علاؤ الدین نے ۱۲۹۳ء میں دیوگری اور لیچ پور کو مسخر کر لیا تھا اور سات پوڑہ پہاڑ کے جنوب میں اپنی نئی سلطنت کی بنیاد ڈال دی تھی۔

۱۳۲۲ء میں محمد بن تغلق نے تلینگانہ کو فتح کر کے اس نئی سلطنت اسلامی کی حدود کو وسیع کر لیا اور کچھ عرصے تک دیوگری ہی کو جو بعد میں دولت آباد کے نام سے مشہور ہو گیا تھا، اپنا پایہ تخت بنائے رکھا۔ محمد بن تغلق کے زمانے میں کافی انقلابات آئے جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ دکن کی یہ نئی سلطنت آزاد ہو گئی۔ ۷۷۷ھ (۱۳۳۷ء) سے دو سو برس بعد تک شاہانِ بہمنی گلبرگہ، درنگال اور بیدار (شمالی دکن) پر دریائے کیستنہ کے کناروں تک حکومت کرتے رہے۔

بہمنی سلسلے کا بانی ایک افغان حسن گانگو تھا جو پہلے دہلی کے ایک برہمن کے ہاں ملازم تھا۔ تغلقی شاہوں کے دربار میں بلند مناصب پہ فائز ہوا اور اپنا لقب ظفر خان رکھ لیا۔ جب اہل دکن نے محمد بن تغلق کے خلاف بغاوت کی تو حسن گانگو باغیوں کا سردار بن گیا۔ شاہی افواج کو دکن سے نکال دیا۔ گلبرگہ کے تخت پر سلطان بن کر بیٹھ گیا اور اپنا پورا نام علاؤ الدین حسن گانگو ظفر خان بہمنی رکھ لیا۔

اس کی قلمرو شمال میں برار، جنوب میں دریائے کیستنہ، مشرق میں تلینگانہ، اور مغرب میں سمندر تک پھیلی ہوتی تھی۔ موجودہ بمبئی کا کافی علاقہ دکن کا بیشتر حصہ اور سورت اس قلمرو میں شامل تھے۔ تلینگانہ اور وجے نگر کے راجوں کو بزورِ شمشیر اپنا جاگزار بنا لیا تھا۔

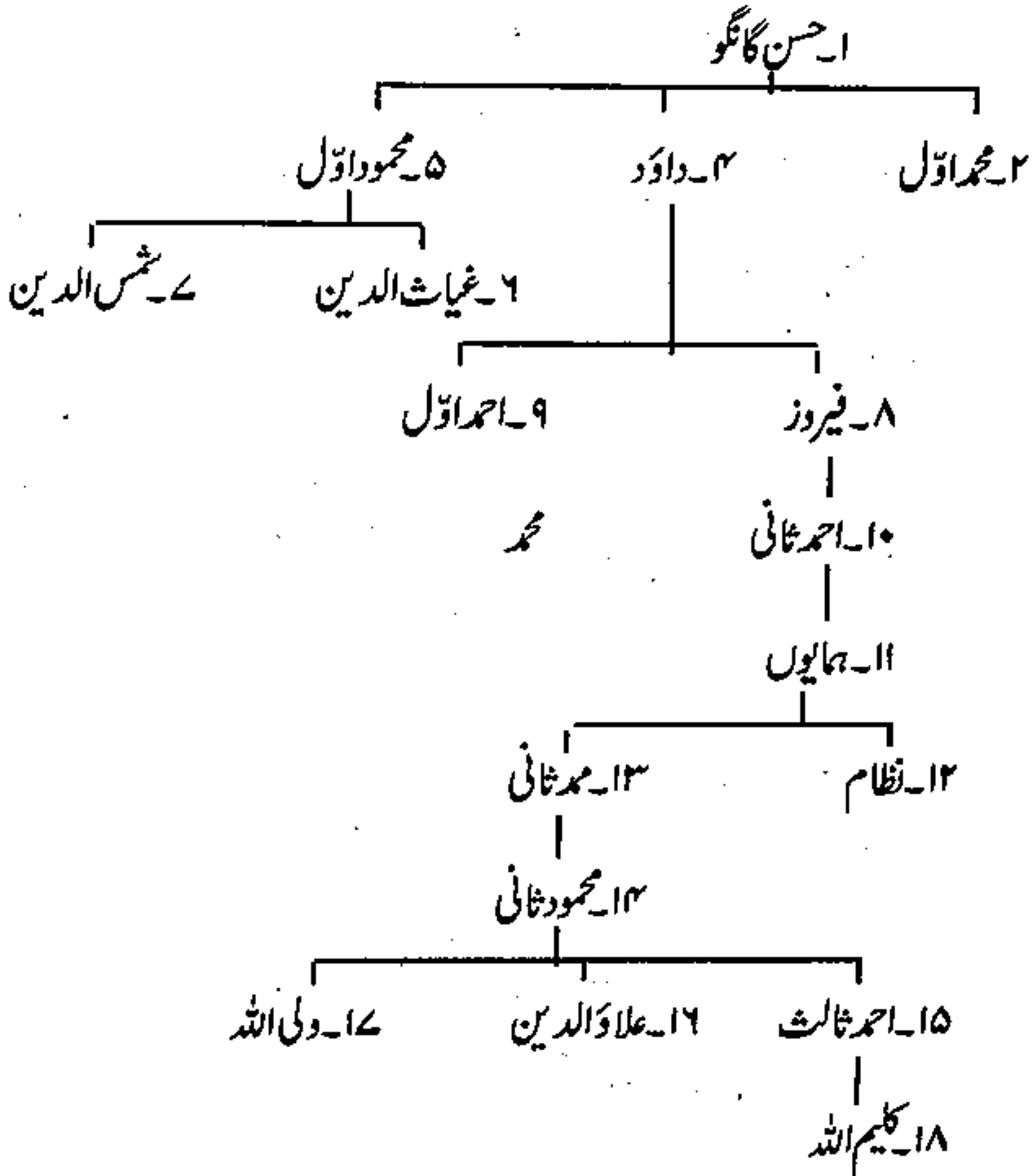
علاؤ الدین احمد ثانی کے عہد میں کنکن کا علاقہ بھی اس سلطنت میں شامل ہو گیا۔ خاندیش اور گجرات کے فرمانروا بھی مغلوب ہو گئے۔ ۸۷۵ھ (۱۴۷۱ء) میں محمد شاہ ثانی نے اڑیسہ پر حملہ کیا اور شہر کنجورام پہ قبضہ کر لیا۔ جنوب میں بلگاریوں کے راجے پر حملہ کر دیا اور اس طرح سلطنت بہمنی سمندر کے مشرقی ساحل سے مغربی ساحل تک پھیل گئی۔ جس میں سارا دکن اور میسور بھی شامل تھے۔

قلمرو بہمنی کی یہی توسیع اس کے زوال کا باعث بنی۔ محمد شاہ ثانی کے ایک سردار یوسف عادل شاہ نے بیجاپور کو آزاد کر لیا۔ نظام الملک جنیر میں خود مختار بن بیٹھا اور عماد الملک نے برابر میں علم استقلال بلند کر دیا۔ اور رفتہ رفتہ ساری سلطنت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ ان جدید سلسلوں کے نام یہ ہیں۔ برار کے عماد شاہی بیدر کے برید شاہی، احمد نگر کے نظام شاہی بیجاپور کے عادل شاہی اور گولکنڈہ کے قطب شاہی۔ ان ہی سلسلوں نے بہمنی قلمرو کو آپس میں بانٹ لیا تھا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۲۸	حسن گانگو علا و الدین ظفر خان	۱۳۲۷
۷۵۹	محمد شاہ اول	۱۳۵۸
۷۷۶	مجاہد شاہ	۱۳۷۵
۷۸۰	داؤد شاہ	۱۳۷۸
۷۸۰	محمود شاہ اول	۱۳۷۸
۷۹۹	غیاث الدین	۱۳۹۷
۷۹۹	شمس الدین	۱۳۹۷
۸۰۰	تاج الدین فیروز شاہ	۱۳۹۷
۸۲۵	احمد شاہ اول	۱۴۲۱
۸۳۸	علا و الدین احمد شاہ ثانی	۱۴۳۵
۸۶۲	علا و الدین ہمایوں شاہ	۱۴۵۷
۸۶۵	نظام شاہ	۱۴۶۱
۸۶۷	محمد شاہ ثانی	۱۴۶۳
۸۸۷	محمود شاہ ثانی	۱۴۸۲
۹۲۳	احمد شاہ ثالث	۱۵۱۸
۹۲۷	علا و الدین شاہ	۱۵۲۰
۹۲۹	ولی اللہ شاہ	۱۵۲۲
۹۳۳-۹۳۲	کلیم اللہ شاہ	۱۵۲۶-۱۵۲۵

(اس سلسلے کی سلطنت کو دکن کے نئے پانچ سلسلوں نے بانٹ لیا)

سلاطین بہمنی



۱۱۳۔ عماد شاہی (برار)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۹۰	فتح اللہ	۱۴۸۳
۹۱۰	علاؤ الدین	۱۵۰۳
قریباً ۹۳۶	دریاب	۱۵۲۹
قریباً ۹۶۸	برہان	۱۵۶۰
۹۸۰-۹۷۶	توفان (غاصب)	۱۵۶۸-۱۵۷۳

۱۱۴۔ نظام شاہی (احمد نگر)

عیسوی	نام	ہجری
۱۴۹۰	احمد اول بن نظام شاہ	۸۹۶
۱۵۰۸	برہان اول	۹۱۴
۱۵۵۳	حسین	۹۶۱
۱۵۶۵	مرتضی	۹۷۲
۱۵۸۸	میراں حسین	۹۹۶
۱۵۸۹	اسماعیل	۹۹۷
۱۵۹۰	برہان ثانی	۹۹۹
۱۵۹۴	ابراہیم	۱۰۰۳
۱۵۹۴	احمد ثانی	۱۰۰۴
۱۵۹۵	بہادر	۱۰۰۴

(اس سلسلے کو شاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)

۱۱۵۔ برید شاہی (بیدر)

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۴۹۲	قاسم اول	۸۹۷
۱۵۰۴	امیر اول	۹۱۰
۱۵۳۹	علی	۹۴۵
۱۵۶۲	ابراہیم	۹۹۰
۱۵۶۹	قاسم ثانی	۹۹۷
۱۵۷۲	مرزا علی	۱۰۰۰
۱۶۰۹ تقریباً	امیر ثانی	۱۰۱۸ تقریباً

۱۱۶۔ عادل شاہی (بیجا پور)

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۴۸۹	یوسف عادل شاہ	۸۹۵
۱۵۱۱	اسماعیل	۹۱۶
۱۵۳۳	ملو	۹۴۱
۱۵۳۵	ابراہیم اول	۹۴۱
۱۵۵۷	علی اول	۹۶۵
۱۵۷۹	ابراہیم ثانی	۹۸۷
۱۶۲۶	محمد	۱۰۳۵
۱۶۸۶-۱۶۶۰	علی ثانی	۱۰۹۷-۱۰۷۰

(اس سلسلے کو بھی شاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)

۱۱۷۔ قطب شاہی (گوکنڈہ)

عیسوی	نام	ہجری
۱۵۱۲	سلطان قلی	۹۱۸
۱۵۳۳	جمشید	۹۴۰
۱۵۵۰	سبحان قلی	۹۵۷
۱۵۵۰	ابراہیم	۹۵۷
۱۵۸۱	محمد قلی	۹۸۹
۱۶۱۱	عبداللہ	۱۰۲۰
۱۶۸۷-۱۶۷۲	ابوالحسن	۱۰۹۸-۱۰۸۳

(اس سلسلے کو بھی شاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)

۱۱۸۔ سلاطینِ مغلیہ

۹۲۳ھ تا ۱۲۷۵ھ

۱۵۲۵ء تا ۱۸۵۷ء

ہندوستان کے مغل فاتح بابر کا رشتہ نسب پانچویں پشت میں امیر تیمور سے جا ملتا ہے۔
 ۸۸۸ھ (۱۴۸۲ء) میں بابر فرغانہ میں پیدا ہوا۔ جہاں اس کا والد حکمران تھا۔ جب شیبانی ازبکوں
 نے ۹۱۰ھ (۱۵۰۴ء) میں فرغانہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا تو بابر افغانستان میں بھاگ آیا اور یہیں حکومت
 قائم کر لی۔ ۹۰۹ھ (۱۵۰۳ء) میں بدخشاں۔ ۹۱۰ھ میں کابل اور ۹۱۳ھ (۱۵۰۷ء) میں قندھار پر
 قابض ہو گیا۔ ۹۳۲ھ (۱۵۲۵ء) میں ترک فوج ہمراہ لے کر پنجاب پر حملہ کر دیا اور لاہور پر قابض
 ہو گیا۔ ۷ رجب ۹۳۲ھ ۲۰ اپریل ۱۵۲۶ء کو پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دی معا
 بعد دہلی اور آگرہ کو مسخر کر لیا اور اس کی حکومت کا دامن دریائے انک سے بنگال تک وسیع ہو گیا۔
 بابر کا ارادہ یہ تھا کہ بنگال، گجرات اور مالوہ کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لے لیکن ۹۳۷ھ (۱۵۳۰ء)
 میں فوت ہو گیا۔

گوبابر کے انتقال کے وقت ہمایوں کی عمر صرف انیس برس کی تھی لیکن اس نے پختہ ارادہ کر
 لیا کہ وہ اپنے والد کی تجاویز جہانگیری کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا۔ چنانچہ اس نے گجرات اور مالوہ
 پر حملہ کیا لیکن نا کامیاب رہا۔ بنگال کے افغانوں نے شیر شاہ سوری (جس نے برار کی حکومت
 دھوکے سے حاصل کی تھی) کی سپہ سالاری میں مغل افواج کو شکست پہنکست دینا شروع کی۔ چونا
 کے مقام پر ۹۳۶ھ (۱۵۳۹ء) میں شیر شاہ نے ہمایوں پہ ایک ناگہانی حملہ کر کے مغل افواج کو
 بنگال کی حدود سے باہر نکال دیا اور قنوج میں ہمایوں کو ایک اور شکست دے کر گجرات کے بغیر باقی
 سارے ہندوستان پہ قبضہ کر لیا۔ ہمایوں پہلے سندھ میں پناہ گزین ہوا پھر ایران چلا گیا۔

پندرہ سال بعد ہمایوں نے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ شیر شاہ فوت ہو چکا تھا اور اس کے ناناہل
 جانشینوں کی وجہ سے ملک میں بد امنی پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ ایک ہی حملے میں ہمایوں نے ۹۶۲ھ

(۱۵۵۵ء) میں دہلی پہ قبضہ کر لیا۔ ۱۵۵۶ء میں ہمایوں کا انتقال ہو گیا اور جلال الدین اکبر چودہ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔

اکبر کے ایک سردار بیرم خان (ترکی النسل) نے ۲ محرم ۹۴۶ھ (۵ نومبر ۱۵۵۶ء) کو پانی پت کے تاریخی میدان میں ہندو افواج کو جو ہیمو کی کمان میں تھیں۔ شکست فاش دی۔ اس شکست کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر ہندوستان کے بہت بڑے حصے کے مالک بن گیا۔ دہلی اور آگرہ کی فتح بھی اسی لڑائی کا نتیجہ تھا۔ ۹۶۶ھ (۱۵۵۷ء) میں گوالیار ۹۶۷ھ (۱۵۵۹ء) میں جوینپور اور ۹۶۹ھ و ۹۷۰ھ کے درمیانی عرصہ میں مالوہ اور خاندیش پہ قابض ہو گیا چتوڑ پر حملہ کرنے کے بعد ۹۷۵ھ (۱۵۶۷ء) میں راجپوتانہ اور ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء) میں گجرات پہ قبضہ کر لیا۔ بنگال نے شاہانِ مغلیہ کی اطاعت کا اعلان کرنے کے بعد بغاوت کر دی۔ چنانچہ ۹۸۲ھ - ۹۸۳ھ (۱۵۷۵ء - ۱۵۷۷ء) کے درمیانی عرصے میں اکبر نے بنگال کو دوبارہ مطیع بنایا۔ ۹۹۳ھ (۱۵۸۷ء) میں کشمیر اور چھ برس بعد قندھار کو مسخر کر لیا۔

اکبر کو معلوم ہو گیا کہ دکن کے داخلی معاملات میں دخل دینا قرین مصلحت نہیں۔ اس لیے اس نے دکن کو نظر انداز کر کے ساری توجہ سلطنت کی مدافعت پہ مرکوز کر دی۔ چونکہ خاندیش کے ساحلی علاقہ کی طرف سے اسے پورا اطمینان حاصل نہیں تھا۔ اس لیے اسے مسخر کر لیا اور اس کے پایہ تخت یعنی برہان پور اور اسیر گڑھ کے قلعہ کو جسے ۱۰۰۸ھ (۱۶۰۱ء) میں اکبر نے انگریز توپ اندازوں سے چھ ماہ کے مقابلے کے بعد حاصل کیا تھا۔ فوجی چھاؤنی بنا لیا۔ مزید برآں برار کو قلعہ احمد نگر سمیت ۱۰۰۷ھ (۱۶۰۰ء) میں فتح کر لیا اور شاہانِ بیجا پور اور گولکنڈہ کو اپنا خراج گزار بنا لیا جب تک کہ اکبر اپنی جنوبی سرحدات کی حفاظت سے فارغ نہ ہوا۔ اس نے دکن کی طرف توجہ نہ دی اور جب فارغ ہو گیا تو اس طرف متوجہ ہوا لیکن اس کی وفات ۱۰۱۳ھ (۱۶۰۵ء) تک خاص دکن کا علاقہ اس کے تصرف میں نہ آسکا۔

جہاں تک فتح دکن کا تعلق ہے۔ محمد بن تغلق کا صحیح جانشین اورنگ زیب عالمگیر تھا۔ اپنے والد شاہ جہان کے زمانے میں عالمگیر ۱۰۲۵ھ سے ۱۰۵۲ھ (۱۶۳۶ء - ۱۶۳۳ء) تک دکن کے

مفتوحہ علاقے کا حاکم رہا۔ اس علاقے کو اس نے چار قسموں میں بانٹ رکھا تھا۔ اول دولت آباد اور احمد نگر۔ دوم۔ خاندیش۔ سوم۔ تلینگانہ اور چہارم برار۔ ۱۰۶۶ھ (۱۶۵۶ء) میں شاہ گولکنڈہ کو بھی اپنا باج گزار بنا لیا۔

چونکہ عالمگیر کے بھائیوں نے تختِ دہلی کے متعلق فتنہ پیا کر دیا تھا اس لیے عالمگیر دکن کی طرف پوری طرح متوجہ نہ ہو سکا۔ جب تخت نشینی ۱۰۶۹ھ (۱۶۵۹ء) کے بعد ان جھگڑوں سے فارغ ہوا۔ تو ۱۰۹۱ھ (۱۶۸۱ء) میں جنوبی علاقوں میں مہمات کا وہ طویل سلسلہ شروع کیا جو بائیس برس بعد اس کی موت کے ساتھ ہی ختم ہوا۔ اس نے ۱۰۹۶ھ (۱۶۸۶ء) میں بیجاپور ۱۰۹۷ھ (۱۶۸۷ء) میں گولکنڈہ کی تسخیر کے ساتھ عادل شاہی اور قطب شاہی سلسلوں کو ختم کر ڈالا لیکن دکنی مرہٹوں کے نوخیز اقتدار کے سامنے اس کی ایک نہ چل سکی۔ ہر چند کہ اورنگ زیبی لشکر دکن کی ساری سر زمین کو روندتے رہے اور کئی ایک مستحکم مقامات پر قبضہ بھی کر لیا۔ لیکن خاص دکن اور اس کے گرد و نواح کے پہاڑوں پہ وہ ایک مرتبہ بھی قبضہ نہ جما سکے۔

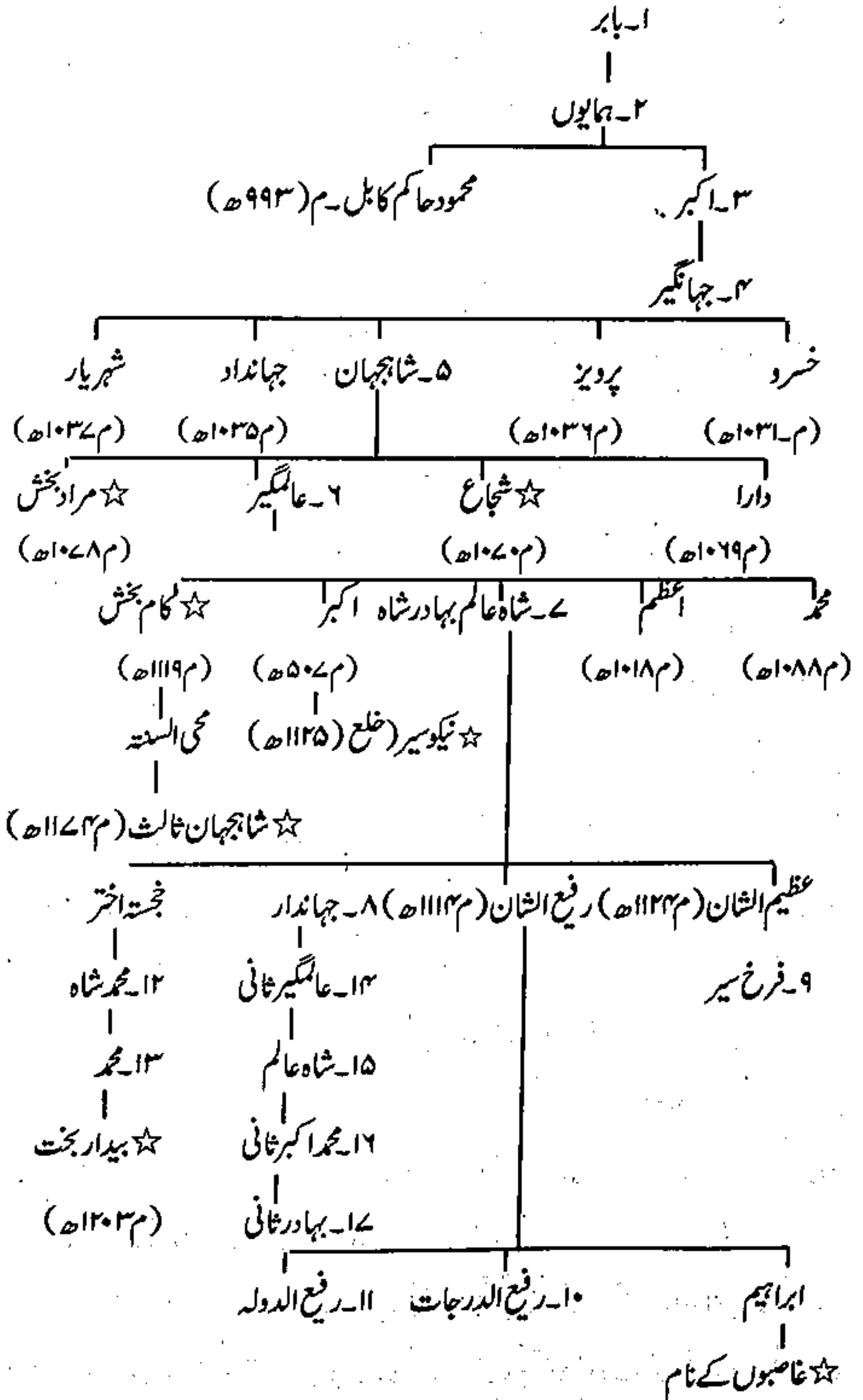
عالمگیر کی وفات ۱۱۱۸ھ (۱۷۰۷ء) میں ہوئی۔ اس وقت تک اس کی سلطنت کابل سے دریائے ہنگلی کے دہانے تک اور سورت سے ماسولی پٹن اور مدارس تک وسیع ہو چکی تھی۔ جزیرہ نمائے دکن کے بغیر باقی سارا ہندوستان اس کے زیر نگیں تھا۔ ہاں اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جنوبی علاقوں میں عالمگیر کا تسلط محض برائے نام تھا اور جنوبی فرمانرواؤں کا اظہار اطاعت رکھی تھا۔ عالمگیر کے بعد سلطنت مغلیہ میں آثار ضعف نظر آنے لگے اس لیے کہ اس کے جانشین عموماً عیاش، ضعیف الارادہ اور فاسق تھے اور چند نئی اقوام مثلاً سکھوں، جاٹوں اور مرہٹوں کے مقابلہ سے ڈرتے تھے۔ اسی کمزوری کا نتیجہ تھا کہ ۱۱۵۱ھ (۱۷۳۸ء) نادر شاہ اور ۱۱۶۲ھ (۱۷۴۸ء) نیز ۱۱۷۷ھ (۱۷۵۷ء) میں احمد شاہ درانی نے ہندوستان کو روند ڈالا۔ عالمگیر کی وفات سے پچاس برس بعد بعد جنوب میں مرہٹوں نے وہ طاقت حاصل کر لی کہ ان کی فوجیں گجرات سے ہوتی ہوئی دہلی تک نکل آئیں یہ نظام ہی تھا۔ جس نے دکن میں مرہٹوں کو مشغول رکھا اور وہ باقی ہندوستان کی طرف پوری توجہ نہ دے سکے۔ راجپوت بھی مغل سیاوت سے آزاد ہو چکے تھے دوسری طرف

سکھوں نے پٹھانوں سے پنجاب چھین لیا تھا۔ آگرہ میں جاٹوں نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اودھ اور بنگال میں نئے سلسلے بروئے کار آ گئے۔ کلکتہ، مدارس اور بمبئی پرائیٹ انڈیا کمپنی نے قبضہ کر لیا تھا۔ ۱۱۷۰ھ (۱۷۵۷ء) میں پلاسی Plassey کی لڑائی اور ۱۱۷۸ھ (۱۷۶۳ء) میں بکسر Buxer کی جنگ کے بعد مغلوں کی طاقت ٹوٹ چکی تھی۔ گو بظاہر ان کی سلطنت ۱۲۷۵ھ (۱۸۵۷ء) تک باقی رہی لیکن آخری تین بادشاہ انگریزوں کے وظیفہ خوار تھے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں مغلوں کا آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر گرفتار ہو کر رنگون کی جیل میں ڈال دیا گیا جہاں ۱۲۷۰ھ (۱۷۸۲ء) میں اس کی وفات ہو گئی۔

عیسوی	نام	ہجری
۱۵۲۶	بابر۔ ظہیر الدین	۹۳۲
۱۵۳۰	ہمایوں۔ ناصر الدین	۹۳۷
۱۵۵۶	اکبر۔ جلال الدین	۹۶۲
۱۶۰۵	جہانگیر۔ نور الدین	۱۰۱۳
۱۶۲۸-۱۶۲۷	☆ داؤد بخش	۱۰۳۷
۱۶۲۸	شاہجہان۔ شہاب الدین	۱۰۳۷
۱۶۵۸	☆ مراد بخش (گجرات میں)	۱۰۶۸
۱۶۶۰-۱۶۵۸	☆ شجاع (بنگال)	۱۰۷۰-۱۰۶۸
۱۶۵۹	اورنگ زیب عالمگیر۔ محی الدین	۱۰۶۹
۱۷۰۷	☆ اعظم شاہ	۱۱۱۸
۱۷۰۸	☆ کام بخش	۱۱۱۹
۱۷۰۸	شاہ عالم بہادر شاہ اول قطب الدین	۱۱۱۹
۱۷۱۲	جہاندار معز الدین	۱۱۲۳
۱۷۱۳	فرخ سیر	۱۱۲۳

۱۷۱۹	رفیع الدرجات - شمس الدین	۱۱۳۱
۱۷۱۹	رفیع الدولہ شاہجہان ثانی	۱۱۳۱
۱۷۱۹	☆ نیکوسیر	۱۱۳۱
۱۷۱۹	محمد شاہ ناصر الدین (رنگیلا)	۱۱۳۱
۱۷۲۰	☆ ابراہیم	۱۱۳۲
۱۷۲۸	احمد	۱۱۶۱
۱۷۵۲	عالمگیر ثانی - عزیز الدین	۱۱۶۷
۱۷۶۰-۱۷۵۹	شاہجہان ثالث	۱۱۷۳-۱۱۷۳
۱۷۵۹	شاہ عالم جلال الدین	۱۱۷۳
۱۷۷۸	☆ بیدار بخت	۱۲۰۳-۱۲۰۲
۱۸۰۶	محمد اکبر شاہ ثانی	۱۲۲۱
۱۸۵۷-۱۸۳۷	بہادر شاہ ثانی	۱۲۷۵-۱۲۵۳

(اس سلسلے کو برطانیہ نے ختم کیا)



۱۱۹۔ امرائے افغانستان

۱۱۶۰ھ تا ۱۳۱۱ھ

(۱۸۹۳ء تا ۱۷۲۷ء)

نئے افغانستان کی مستقل حکومت ۱۱۶۰ھ (۱۷۲۷ء) سے شروع ہوئی ہے۔ غوریوں کے خاتمہ کے بعد افغانستان میں پھر کوئی مستقل سلسلہ قائم نہ ہو سکا اور یہ ملک کسی نہ کسی بڑی سلطنت کا حصہ بنا رہا۔ شروع میں یہ ایلخانانِ ایران کی قلمرو کا حصہ تھا۔ پھر سلطنت تیموری کا جزو بن گیا اور جب مغلوں نے ہندوستان میں پاؤں جمالیے تو اس کے بعد افغانستان کبھی ایران میں شامل ہو جاتا اور کبھی ہندوستان میں اور کبھی اس کے حصے بخرے ہو جاتے چنانچہ اورنگ زیب کی وفات سے کچھ عرصہ بعد تک کابل اور قندھار دولت ہند کا حصہ رہے اور ہرات ایران کا، ۱۱۵۰ھ (۱۷۳۷ء) میں نادر شاہ افشار نے قندھار، کابل پر قبضہ کر لیا اور یہیں سے وہ دہلی کی طرف بڑھا۔ ۱۱۶۰ھ (۱۷۲۷ء) میں نادر قتل ہو گیا اور احمد خان نے جو ابدالی قبیلہ کا سردار تھا۔ قندھار و کابل پہ قبضہ کر کے باقاعدہ بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ ابدالی یادوڑانی نے ازراہ مصلحت بارکزی قبیلہ (یہ قبیلہ درانیوں کا مد مقابل تھا) کے سردار جمال کو اپنا وزیر مقرر کر لیا۔ پورے سو برس تک بادشاہ درانی خاندان سے اور وزیر بارکزی قبیلہ سے ہوتا رہا۔

احمد خان (یا احمد شاہ) نے سارے افغانستان پہ قبضہ کر لیا۔ کئی مرتبہ ہندوستان پہ حملہ کیا اور کچھ مدت کے لیے دہلی پر بھی قابض رہا۔ کشمیر، سندھ اور پنجاب کے کچھ حصے کو بھی قلمرو افغانستان میں شامل کر لیا۔ سکھوں نے جو بارہویں صدی ہجری سے کچھ پہلے پنجاب میں اقتدار حاصل کر چکے تھے۔ احمد شاہ کو اس کے ہندی مقبوضات سے محروم کر دیا۔

احمد شاہ کے پوتے زمان شاہ نے بارکزیوں کا قتل عام شروع کر دیا اور اس کے ظالمانہ اقدام نے بارکزیوں کی طاقت میں مزید اضافہ کر دیا۔ چنانچہ محمود شاہ کے برائے نام عہد حکومت اور شاہ شجاع کی حکومت کے آغاز میں بارکزی وزیرانے عثمان حکومت عملاً اپنے ہاتھ میں لے

لی۔ گوردانیوں نے طاقت واپس لینے کے لیے ہاتھ پاؤں مارے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ جب ایوب شاہ درانی نے مغلوب الغضب ہو کر ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۸ء) میں فتح خان بارک زئی کی آنکھیں نکال ڈالیں تو معاذرانیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ آٹھ برس ملک میں بد امنی رہی اور ۱۲۳۲ھ (۱۸۲۶ء) میں فتح خان مقتول کا بھائی دوست محمد خان تخت افغانستان پہ قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا اور یہ افغانستان کا پہلا بارک زئی فرمانروا تھا۔

دزانی عہد کے آخری ایام میں حکومت ایران نے ہرات کو واپس لینے کے لیے حملہ کیا۔ ان دنوں ہرات افغانی امراء کے قبضے میں تھا جو مرکز کی اطاعت محض برائے نام کیا کرتے تھے۔ یہ حملہ ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۶ء) میں کیا گیا لیکن ناکام رہا۔ فتح خان بارک زئی نے تشوین ایران کا منہ پھیر دیا۔ چونکہ ہرات افغانستان کا دروازہ شمار ہوتا ہے اس لیے ایران نے حکومت روس کی ترغیب پر ۱۲۵۳ھ (۱۸۱۷ء) میں دوبارہ حملہ کیا اور دس ماہ تک اس شہر کا محاصرہ جاری رکھا لیکن برطانیہ کے مشہور سپہ سالار الڈرڈ پوٹن گر Eldard Potinger نے اس شہر کی یوں مدافعت کی کہ ایرانی محاصرہ اٹھا کر چلتے بنے۔

جب برطانیہ کو یقین ہو گیا کہ دوست محمد خان روسیوں کے ساتھ مل گیا ہے اور ہرات خطرے میں ہے تو انگریزوں نے دوست محمد خان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یہ جنگ تھوڑے تھوڑے وقفوں کے ساتھ ۱۲۵۵ھ سے ۱۲۵۸ھ (۱۸۳۹ء-۱۸۳۲ء) تک جاری رہی اور برطانیہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گیا چنانچہ دزانی خاندان کے ایک سابق فرمانروا یعنی شاہ شجاع کو تخت پر بٹھا دیا گیا۔ اور سرولیم میکناٹن برطانیہ کی طرف سے کابل میں سفیر مقرر ہوا۔

گودوست محمد خان کو نظر بند کر دیا گیا تھا لیکن اس کا چھوٹا بھائی اکبر خان حصول اقتدار کی کوشش میں مصروف رہا۔ شوال ۱۲۵۷ھ (نومبر ۱۸۳۱ء) میں میکناٹن اور برنس قتل کر دیے گئے اور انگریزی فوج کے ۱۶۰۰۰ سپاہی جو کابل میں مقیم تھے اور جنہیں وعدہ حفاظت دے کر کابل سے ہندوستان جانے کی اجازت دے دی گئی تھی، اثنائے سفر میں قتل کر دیے گئے۔ ان میں سے صرف ایک سپاہی زندہ بچ کر ہندوستان پہنچا۔

اس حرکت کا انتقام لینے کے لیے ۱۲۵۸ھ (۱۸۴۲ء) میں برطانیہ نے ایک فوج پوٹیک Potick کے زیر کمان بھیجی اور اس حملے کے بعد افغان داخلی طور پر چالیس برس تک انتشار کا شکار رہے۔

۱۲۸۰ھ (۱۸۶۳ء) میں دوست محمد خان کی وفات ہو گئی۔ زندگی کے آخری سالوں میں وہ انگریز کا وظیفہ خوار تھا۔ اس کے انتقال کے بعد تاج و تخت کے متعلق اس کے لڑکوں اور پوتوں میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ چنانچہ شیر علی خان کامیاب ہوا۔ چونکہ شیر علی خان کارخان روس کی طرف تھا اس لیے انگریزوں نے کابل پر پھر چڑھائی کر دی اور شیر علی کو تخت سے اتار دیا اس کش مکش میں کاوگری قتل ہو گیا اور ۱۲۹۶ھ اور ۱۲۹۸ھ (۱۸۷۹ء-۱۸۸۳ء) کے درمیان دو مرتبہ انگریزوں نے فوجیں بھیجیں۔ پہلی مرتبہ سٹورٹ Stewart کی کمان میں اور دوسری مرتبہ رابرٹس Roberts کی سپہ سالاری میں۔ ان حملوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں نے تخت کابل پہ عبدالرحمن کو بٹھا دیا اور اسے امن قائم کرنے میں ہر قسم کی مدد دی۔

درانی خاندان

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۱۶۰	احمد شاہ	۱۷۴۷
۱۱۸۷	تیمور شاہ	۱۷۷۳
۱۲۰۷	زمان شاہ	۱۷۹۳
۱۲۱۶	شاہ شجاع (شجاع الملک)	۱۸۰۱
۱۲۱۶	محمود شاہ	۱۸۰۱
۱۲۱۸	شجاع (دوسری مرتبہ)	۱۸۰۳
۱۲۲۳	محمود شاہ (دوبارہ اور آخر کار ہرات میں ۱۲۲۵ھ تک)	۱۸۰۹
۱۲۳۳	علی شاہ (کابل)	۱۸۱۷

۱۸۱۷	ایوب شاہ (پشاور و کشمیر)	۱۲۳۳
۱۸۲۹	کامران (ہرات ۱۲۵۸ھ تک)	۱۲۳۵
۱۸۳۹	شجاع (سہ بارہ)	۱۲۵۵
۱۸۴۲	فتح جنگ (اسی سال بھاگ گیا)	۱۲۵۸

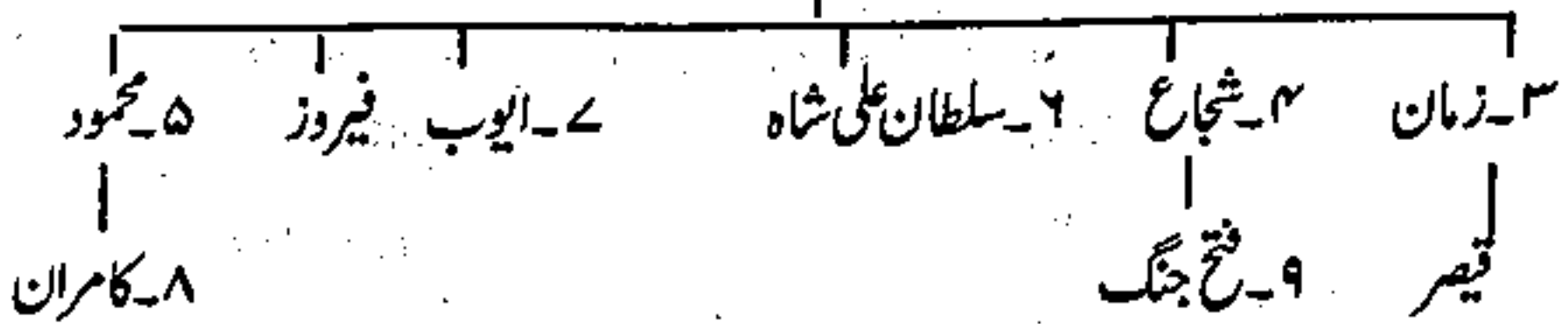
بارک زئی خاندان

سال عیسوی	نام	سال ہجری
۱۸۲۶	دوست محمد خان	۱۲۳۲
۱۸۳۲-۱۸۳۹	شجاع (چوتھی مرتبہ)	۱۲۵۵-۱۲۵۸
۱۸۶۳	شیر علی خان	۱۲۸۰
۱۸۶۷-۱۸۶۵	افضل اور اعظم (بلخ اور کابل میں)	۱۲۸۲-۱۲۸۳
۱۸۷۹	یعقوب خان	۱۲۹۶
۱۸۷۹	عبدالرحمن خان	۱۲۹۶

درازی

۱۔ احمد

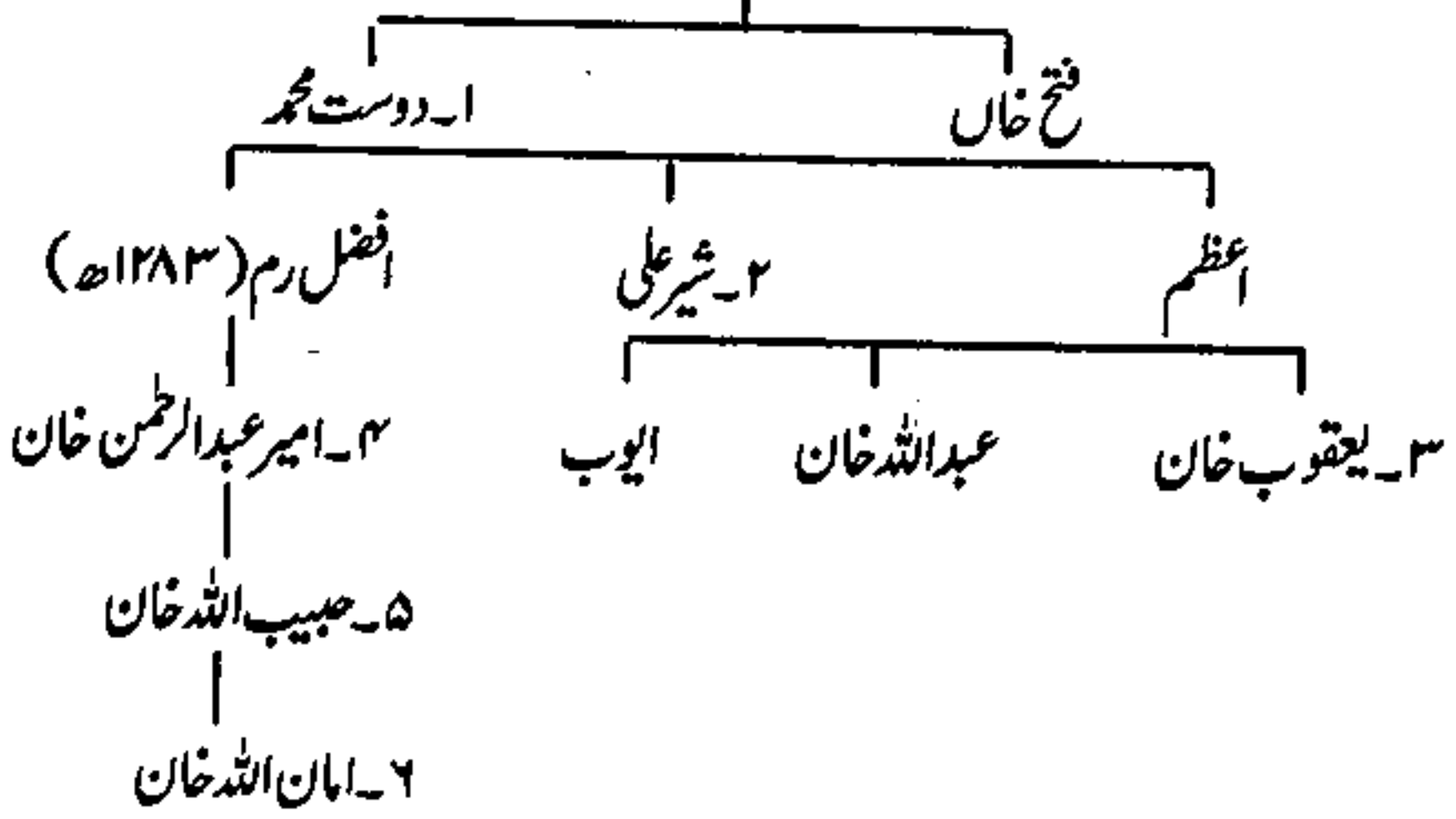
۲۔ تیمور



(کشمیر ۱۲۱۹-۱۲۲۳ھ)

بارک زئی

پایندہ خاں وزیر

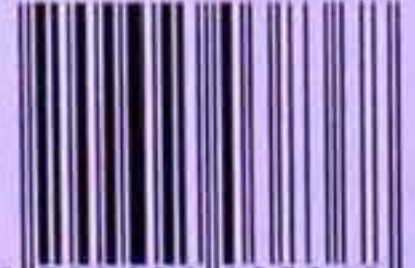


- ۱۔ ہابر بن عمر شیخ بن سلطان ابوسعید بن محمد جلال الدین میراں شاہ بن تیمور۔
- ☆ یہ سب لوگ فاصب تھے۔ جو تخت حکومت پر ناجائز طور پر بیٹھ گئے تھے۔
- ۲۔ عبدالرحمن خان کے بعد مندرجہ ذیل امراء تخت نشین ہوئے۔
- | | | |
|------|---|------|
| ۱۳۱۹ | حبیب اللہ خان | ۱۹۰۱ |
| ۱۳۳۷ | امان اللہ خان | ۱۹۱۹ |
| ۱۳۴۸ | بچہ سنگا | ۱۹۳۰ |
| ۱۳۴۸ | نادر خان | ۱۹۳۰ |
| ۱۳۵۲ | ظاہر شاہ (۱۹۶۷ء میں بھی فرمانروا تھا) (مترجم) | ۱۹۳۳ |

مصنف کی دیگر کتب

دانش رومی و سعدی	من کی دنیا
میری آخری کتاب	دو قرآن
عظیم کائنات کا عظیم خدا	معجم القرآن
رمز ایمان	معجم البلدان
مضامین برق	تاریخ حدیث
حرف محرمانہ	عظیم کائنات کا عظیم خدا
سلاطین اسلام	بھائی بھائی
	یورپ پر اسلام کے احسان

ISBN 969-503-836-0



9 799695 038368

ناشران و تاجران کتب

عزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

الفیصل